قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ و الناس اجمعین

کتاب مستطاب

خطائر القدس

المعروف بہ

رسالۂ عشق حقیقی

از تصنیفات

قدوۃ الاولیاء الواصلین امام الاصفیاء الکاملین سلطان العارفین المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسلسلہ مطبوعات کتبخانہ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اللہ اقبالہم

صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و میر مجلس کتب خانہ روضتین

و بہ تصحیح و اہتمام

مولوی [illegible] سید عطا حسین صاحب ام، اے۔ سی ای

ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی

در انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع کردہ شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان من حرّق قلوب اولیائہ المحبین المحبوبین بنار عشقہ و شرفھم بتشریف قربہ ومشاھدتہ ووصالہ فلہ الحمد حمداً کثیراً متوالیاً متواتراً دایماً۔ والصلوٰۃ والسلام علی التعین الاول والنور الاقدم سید الانبیأ والمرسلین امام الاولیاء المقربین والاصفیاء المتقین الذی کان نبیاً واٰدمؑ منجدل بین الماء والطین راحت العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مصباح المقربین لہ الشافعت الکبریٰ وبیدہ لواء الحمد محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین صلوٰۃ دایماً ابداً سرمدیا۔

تخلیق عالم کے باعث کے متعلق چند حدیثیں روایت کی گئی ہیں جن کے اسناد محدثین کے نزدیک گو زیادہ قوی نہیں ہیں لیکن ان کو اس کثرت سے اکابر علما اور محققین صوفیہ روایت کرتے آئے ہیں کہ وہ بہ منزلہ متواتر کے ہو گئی ہیں۔ ایک حدیث قدسی یہ ہے "کنت کنزاً مخفیا

فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق" (ترجمہ: میں گنج مخفی تھا مجھے محبوب ہوا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا)۔ دوسری بھی حدیث قدسی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے "لولاک لما خلقت الخلق" (ترجمہ:۔ اگر آپ نہ ہوتے یعنی آپ کی آفرینش مقصود بالذات نہ ہوتی تو میں مخلوقات کو پیدا نہ کرتا)۔ ایک حدیث یہ بھی ہے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: "اول ماخلق اللہ نوری" (ترجمہ:۔ خداوند تبارک وتعالیٰ نے جس کو سب سے پہلے پیدا کیا وہ میرا نور تھا)۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کائنات کی تخلیق کا باعث حب ازلی تھا اور آفرینش سے مقصود بالذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک تھی اور بقیہ تمام کائنات کی تخلیق بالواسطہ اور طفیلی ہیں اور بعد ہوئی۔ پس بمقتضائے "جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا" اور بفحوائے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کو اس ذات پاک ازلی و ابدی کی جانب دایماً مائل رہنا جبلی فطری لازمی اور اضطراری ہوا۔ محقق "دوانی لکھتے ہیں "اگر کسے دیدۂ اعتبار بکشائد و گرد سراپائے جہاں برآید و از ملاء اعلی کہ از لوث طبائع پاک اند بعالم افلاک آئد و از آنجا بمرکز خاک تنزل کند ہیچ ذرہ را از پرتو نورِ عشق خالی نیابد" ولعمری محقق علیہ الرحمہ نے جو کہا نہایت صحیح کہا ہے

در ازل از خم عشقش قدحے در دادند	زان فلک چرخ زنان گشت و زمین مست افتاد
قَدْ دَبَّ حُبُّکَ فِی الْاَشْیَاءِ اَجْمَعِہَا	مَا فِی الْوُجُوْدِ سِوَیٰ مَنْ شَفَّہُ الشَّجَنُ
ہر حب ازلی در ہمہ اشیا ساریست	ورنہ برگل نزدے بلبل بیدل فریاد

خالق کائنات خود ارشاد فرماتا ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرض اور تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ۔ (ترجمہ:- اوس کی تسبیح کرتے ہیں یعنی پاکی بیان کرتے ہیں اور حمد وثنا کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جوان میں ہیں ۔ اور کوئی شئے ایسی نہیں ہے جو اوس کی حمد وثنا نہ کرتی ہو) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ لغوی حیثیت سے اللہ کا معنی وہ ذات ہے جس کی جانب سب جھکیں اور جس کے ساتھ محبت کرنے پر سب مجبول ہوں ۔ غالباً اسی معنی کو پیش نظر رکھ کر حضرت قطب الوقت مولانا سید فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں جس میں میرے استاد حضرت مولانا حافظ شمس الضحیٰ صاحب بھی تھے فرمایا کہ اللہ کا معنی ہے ”من موہن“ ۔ اللہ اللہ ؎

ہمہ سوروے تو بود و ہمہ رو سوے تو بود

تمام ذرات کائنات کو ذات پاک واجب الوجود کی جانب میلان کلی کا ہونا فطری اور اضطراری ہے ۔ انسان بھی اسی کائنات کی ایک نوع ہے لیکن اس کی نوعیت بقیہ تمام کائنات کی نوعیت سے جداگانہ ہے اوسکو نفس اور جذبات دیئے گئے ہیں عقل دی گئی ہے ذہول کی صفت بھی دی گئی ہے شیطان بھی ساتھ کر دیا گیا ہے ۔ اس لیئے دنیا میں آکر اوس کی فطرت اور عقل پر پردہ پڑجاتا ہے اور ہدایت کے لیئے اوس کو ہادی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ بھولی باتوں کو اسے یاد دلائے اور اوس کے دل سے پردہ کو دور کرکے اللہ تعالیٰ سبحانہ کی محبت اور معرفت کا راستہ بتائے ۔

ہر فرد پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا فرض عین ہے اور اوس کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول کی ایسی محبت جو کم از کم ہر دوسری شئے کی محبت پر غالب ہو واجب کردی گئی ہے

چنانچہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے نہایت صراحت اور سخت تہدید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے "قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (ترجمہ:۔" اے پیغمبر" تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے عشایر واقارب اور تمہارے اموال جن کو تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو خوف ہے۔ اور تمہاری حویلیاں جو تمہیں مرغوب ہیں تو" اس وقت کا" انتظار کرو جب اللہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ نافرمانوں کی قوم کو راہ نہیں دیتا)۔ اس آیت شریف کے رو سے ہر شخص پر واجب ہے کہ باپ ماں بیٹے بیٹیوں بھائی بہنوں بیبیوں اموال واملاک تجارت اور ہر قسم کے کاروبار اور امکنہ اور باغ وبسا ئیں غرض ہر شئے کی محبت پر اللہ اور رسول کی محبت کو غالب رکھے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو تحقیقی ہدایت سے محروم اور عذاب آخرت کا متوجب ہوگا۔ اس آیت میں نفس وجان کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن اللہ اور رسول کی راہ میں جہاد اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اپنی جان کی محبت پر بھی اللہ اور رسول کی محبت غالب نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ مومن پر واجب ہے کہ اپنی جان اور تمام زن وفرزند خویش واقربا اور اپنے ہر قسم کے تعلقات کی محبت پر اللہ اور رسول کی محبت کو غالب رکھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی ارشاد ہے اور یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے اور تقریباً تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے

"لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین" (ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اوس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں اوس کی اولاد اور اس کے ماں باپ اور تمام انسان سے اوس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاوں) مختصر یہ کہ اللہ اور رسول کی محبت عین ایمان ہے اور جس میں یہ نہیں اوس کا ایمان صرف نام کا ایمان ہے لا ایمان لمن لا محبۃ لہ ؎

دوش دیوانہ چہ خوش می گفت ہر کرا عشق نیست ایمان نیست

اللہ اور رسول کی اس قدر محبت کہ ہر شئے کی محبت پر غالب رہے مومن کو عاقبت کے دار وگیر سے نجات دے گی اور اس کو اصحاب الیمین کے زمرہ میں شامل کر دے گی لیکن یہ نیچے کا درجہ ہے۔ عشق و محبت کی انتہا نہیں ہے اور مقربین کا مقام اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ (من مومن) نے ارشاد فرمایا ہے "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (اور ایمان والے اللہ کی محبت میں نہایت شدید ہیں) اور ان کے لئے یہ بشارت ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَہِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ (ترجمہ: بہ تحقیق جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر انہوں نے استقامت کی اون پر اترتے ہیں فرشتے اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور بشارت ہو تم کو اوس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں تم کو وہاں ہے جو جی چاہے

تمہارا اور تم کو وہاں ہے جو منگواؤ۔ مہمانی ہے اوس بخشنے والے مہربان کی)۔ یہہ بشارت ہے عاشقاں ومحباں ومحبوبان خدا کو۔ غلبہ محبت میں عاشق کی تمام طبعی کثافتیں جل جاتی ہیں اور اس کی نظر میں سوائے معشوق کے کچھ باقی نہیں رہتا محقق دوانی لکھتے ہیں "ہر جا کہ خورشید جہاں افروز عشق بحکم وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا از افق روح انسانی بر آید ظلمات کثافت طبیعت روئے بہ مغرب افول نہادہ راہ عدم پیماید وہر کجا آتش عالم سوز شوق کہ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ وصف الحال اوست در صحرائے وجود درگیرد ارضیات طبیعت رابکلی بسوزاند

آتش عشق تو ام خرمن پندار بسوخت تن وجان دل ودین جملہ بیکبار بسوخت"

دنیا ودین وصبر وہوش از من برفت اندرش جائیکہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام

صحیح ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً عشق ومحبت میں بڑھتے بڑھتے عاشق کو تمام کائنات سے ذہول ہوجاتا ہے اور اوس کے نفس وقلب وروح اور اُس کے تمام وجود میں سوائے معشوق کے کچھ باقی نہیں رہتا۔

عشق آمد وشد چو جانم اندر رگ وپوست تاکرد مرا تہی وپر کرد ز دوست

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت نام است ونشاں بر من وباقی ہمہ اوست

انسان کو طالب حق سے روکنے والی اور راستے میں حائل ہونے والی چار چیزیں ہیں دنیا خلق نفس اور شیطان لیکن عشق الٰہی جب اوس کے وجود میں بھر جاتا ہے تو کسی چیز کو اوسمیں مساغ نہیں رہتا اور ایسوں ہی کے شان میں ارشاد ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ اسمار الاسرار کے سمر سی وہم میں فرماتے ہیں "امانیک بخسپ کہ در اصل خلقت اورا محب ومحبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند

راہ مطلوب شود...... خلق ہا فست کہ ایں شخص یکے از ایشان است۔ تغیر وزوال از نفس خویش احساس درستے میکند چگونہ باشد ایں چنیں لاثباتے ولااعتنائے طالب ومحب ومشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی وابدی آید۔ شیطان نقش بندی در نفس کند ورنگ آمیزی نماید عنقریب آن نماند ونپاید ہر حظے کہ حسی بود ہم بیکبار رخت وجود خود بربست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع وپابند محب شود۔ مجنوں را از عشق لیلی کہ باز آرد وچگونہ باشد بغیر لیلی پردازد"

تصوف عشق ومحبت الہی ہی کا نام ہے۔ جس طرح من احب شیئاً اکثر ذکرہ یعنی جسکے دل میں کسی کی محبت ہوتی اوس کا ذکر وہ ہمیشہ کیا کرتا ہے صحیح ہے اوسی طرح اوسکا ضد بھی صحیح ہے یعنی اگر کوئی کسی کا ذکر خیر ہر وقت کرتا ہے تو اوسکی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ عشق کی حد تک پہنچ جاتی ہے پیر طریقت عشق ومحبت ہی کی راہ سے طالب صادق کو لیجاتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اصل خلقت میں "محب ومحبوب" پیدا ہوئے ہیں وہ نہایت تیزی سے چلکر بہت جلد پہنچ جاتے ہیں لیکن جو ایسی بالغ فطری استعداد نہیں رکھتے لیکن طلب میں صادق اور ارادہ میں مستقیم ہیں پیر کامل مجاہدہ اور ریاضت ذکر اور اشغال فرائض اور نوافل سے اونکے دل میں محبت کی آگ کو جو کثافت طبعی اور دنیا اور نفس کے تلوث کے خاکستر کے نیچے دبی اور ڈھکی ہوتی ہے بھڑکا دیتا ہے۔ وہ تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے اور فنائیت تک پہنچا دیتی ہے۔ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ کا مسلک خصوصیت کے ساتھ عشق ومحبت ہی کا مسلک ہے۔ چنانچہ خود اونکے پیر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ؎

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد　　واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

لیکن محبت کی راہ پرخطر ہے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز

ہے نہایت دشوار گذار ہے اور اس میں نشیب و فراز بکثرت ہیں۔ ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونہا　　قلل الجبال و دونہن حیوف

ایک جانب معشوق بے نیاز اور غنی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ وہ بے پروا بھی ہے اوس کو کسی کی مطلق پروا نہیں خلقت ھولاء للجنۃ ولا ابالی وخلقت ھولاء للنار ولا ابالی وہ غیور بھی ہے دوسری جانب عاشق کے دل میں محبت کی ایسی تیز آگ مشتعل رہتی ہے کہ جہنم کے آگ کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ ؎

وفی قلب المحب نار ہوی　　احر نار الجحیم ابردھا

اور بے انتہا بے صبری اسکے لوازمات میں ہے۔ اس لئے قدم قدم پر لغزش کا اندیشہ رہتا ہے سب سے بڑھکر یہ کہ محبت الہی وہی بکارآمد معتبر اور موصل الی المقصود ہے جو اتباع نبوی اور شریعت مصطفوی کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہو قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور عشق کے جنون میں جب ہوش و حواس عقل سمجھ سب رخصت ہو چکے ہوتے ہیں یہ نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق　　ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

ان باتوں کو پیش نظر رکھکر بعض اکابر طریقت نے ضرورت محسوس کی کہ عشق و محبت الہی کے اطوار و منازل کے متعلق کتابیں تصنیف کریں جو عاشقوں اور طالبوں کو مشعل ہدایت کا کام دیں۔ چونکہ حب ازلی اور حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لازم و ملزوم ہیں اس لئے عشق و محبت کے منازل و اطوار کے ساتھ حقیقت محمدی کو ایک حد تک بیان کرنے سے چارہ نہ ہوسکا اور ان تصانیف میں اس کے اسرار و رموز بھی بیان کئے گئے۔

ان مضامین پر سب سے پہلی تصنیف امام احمد غزالیؒ کی "سوانح" ہے یہ کتاب مختصر اور نہایت غامض اور عسیر الفہم ہے۔ اس میں گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔ حظائر القدس

میں حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "و شیخ احمد غزالی در سوانح کہ دست موزہ ہر روندہ و رسیدہ است وایم اللہ خوش عشقبازی کہ در آں مختصر او باختہ است ......" خواجہ صاحب نے یہ کتاب مریدوں کو بارہا سبقاً سبقاً پڑہائی اور اون کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی علیہ الرحمہ نے اون سے پڑہکر اور اون سے اجازت لے کر اسکی شرح لکھی۔ اسکے بعد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ نے "رسالہ عشقیہ" تصنیف کیا۔ یہ بزرگ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہے "قاضی حمید الدین پیشوائے عاشقاں بود" یہ کتاب بھی نہایت غامض ہے لیکن کسی قدر بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کسی اہل ذوق نے جزاہ اللہ خیر الجزاء حیدرآباد دکن میں طبع کرایا تھا اور اُس کے بعد ایک مرد صالح متقی درویش حافظ مولوی یٰسین علی مرحوم نے دہلی میں طبع کرایا۔ اسکے بعد حضرت فخر الدین عراقی قدس سرہ نے "لمعات" تصنیف کی۔ یہ کتاب نہایت لطیف اور دلکش طریقہ پر لکھی گئی ہے اور عرفاے صوفیہ میں نہایت مقبول ہوئی بزرگوں نے اس کی شرحیں لکھیں چنانچہ پہلی شرح حضرت سید نعمت اللہ ولی کرمانی علیہ الرحمہ نے لکھی۔ ایک شرح مولانا جامی نے بھی لکھی (یہ دہلی میں چھپی ہے) ایک شرح حضرت نظام الدین تھانیسری نے لکھی۔ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ کو یہ کتاب نہایت پسند تھی اپنی تصانیف میں اس کے مضامین اور اشعار کو جابجا نقل کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ کی کتاب مستطاب خطائر القدس ہے جو اب طبع ہو کر شائع ہو رہی ہے۔ یہ عجیب و غریب اور نہایت بلند پایہ کتاب ہے۔ اطوار و منازل عشق الٰہی اور اسرار و رموز حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے خاص طرز پر اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ کسی دوسری تصنیف میں اوسکی

نظیر نہیں ملتی حقیقت یہ ہے کہ جیسے بلند پایہ مصنف ہیں ویسی ہی بلند پایہ اون کی تصنیف ہے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اوس کے دہلی پہنچنے سے پہلے خواجہ صاحب دہلی سے گجرات روانہ ہو گئے۔ یہ کتاب اسی سفر میں لکھی گئی اور جیسا کہ خود کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے روز دوشنبہ پانزدہم جمادی الآخر سنہ ۸۰۲ ہجری کو اس کو ختم کیا۔ اون کی تحریر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اون کے فرزند اکبر حضرت سید اکبر حسینی کے ایما سے اس کی تحریر ختم کی گئی ورنہ معلوم نہیں کہ اور کس قدر لکھواتے نفس کتاب کے ختم کے بعد ایک فصل زیادہ فرمادی ہے جس میں عشق کے متعدد اور مختلف مظاہر کو نہایت اختصار سے بجد لطیف پیرایہ میں بیان فرمادیا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ ہم کو اس کتاب کے سمجھنے کا فہم اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے نسخے نہایت کمیاب ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں اس کے دو نسخے ہیں ایک سنہ ۱۰۶۸ھ کا لکھا ہوا اور دوسرا ۱۱۳۴ھ کا۔ میں نے سنہ ۱۳۵۰ھ میں ان دونوں نسخوں کے باہم مقابلہ سے ایک کاتب کے ذریعہ نقل لی اور خود مقابلہ کر کے جہاں تک ممکن ہوا تصحیح کی۔ دونوں نسخوں کی کتابت چونکہ غلط تھی اور وہ کرم خوردہ بھی ہیں اس لیئے میرے نقل کنایندہ نسخہ کی مکمل طور پر تصحیح نہ ہو سکی۔ کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتاب خانہ میں بھی اس کتاب کا ایک نسخہ ہے۔ میں نے اوسکو حاصل کیا اور اسکے مقابلہ سے اپنے نقل کنایندہ نسخہ کی جہاں تک ممکن ہوا تصحیح کی لیکن سوسائٹی کا وہ نسخہ نامکمل تھا اور نفس کتاب کا تقریباً صرف دو ثلث ہی تھا اس لیئے ثلث آخر کی تصحیح نہ ہو سکی۔ سال حال میں سررشتہ امور مذہبی سے پندرہ سولہ سال پیشتر کا ایک نقل کیا ہوا نسخہ کتبخانہ روضتین گلبرگہ میں بھیجا وہاں سے وہ میرے پاس آیا۔ اسکی کتابت نہایت بدخط ہے اور جا بجا غلطیاں بھی ہیں۔ یہ معلوم نہ ہوا

کہ کس نسخہ سے یہ نقل لی گئی تھی لیکن اس نقل سے یہ فائدہ ہوا کہ میری کتاب کے ثلث آخر میں جس کی تصحیح کلکتہ کے کتاب سے نہیں ہوسکی تھی اور کتبخانہ آصفیہ کے نسخوں کے کرم خوردہ ہونے سے جہاں جہاں الفاظ نقل نہیں ہوسکے تھے اون کی تکمیل ہوگئی۔ پھر بھی مکمل تصحیح جیسی کہ چاہیئے تھی نہیں ہوسکی اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔ میں نے سنا کہ گلبرگہ شریف میں ایک بزرگ کے پاس بھی اس کتاب کا ایک نسخہ ہے لیکن وہ مجھے نہ مل سکا ورنہ ممکن تھا کہ اوس کے مقابلہ سے میری کتاب میں جو الفاظ تصحیح سے رہ گئے تھے اون کی تصحیح ہوجاتی۔ بہرحال نہایت کدوکاوش کے بعد میرے نقل لیئے ہوئے نسخہ کی جس قدر تصحیح ہوسکی اوس پر قناعت کی گئی اور اوس سے کتاب طبع کرادی گئی۔

اس کتاب کو طبع کرنے کا خیال تقریباً پچیس سال ہوئے نواب فضیلت جنگ بہادر مولانا انوار اللہ خاں صاحب معین المہام وصدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی کو پیدا ہوا چنانچہ اونہوں نے اس کی طباعت کا حکم بھی دے دیا تھا مگر اون کا انتقال ہوگیا اور یہ کارروائی رہ گئی۔ سررشتہ امور مذہبی سے جو نقل کردہ نسخہ کتب خانہ روضتین کو بھیجا گیا اور جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے غالباً اوسی حکم کے ضمن میں نقل کیا گیا ہوگا۔ مولانا انوار اللہ خاں علیہ الرحمہ کی رحلت کے بعد سررشتہ امور مذہبی نے اس کتاب کی طباعت کی کارروائی ختم کردی تھی مگر بفحوائے کل امر مرہون باوقاتہا اوس کا وقت اب آیا۔ اس کے طبع اور نشر کی سعادت ہمارے نہایت محترم دوست نواب غوث یار جنگ بہادر ادام اللہ عمرہم وافبالہم صدوبہ دار صوبہ (کمشنر ڈیویژن) گلبرگہ کے حصہ میں مقدر تھی کہ اونکی توجہ خاص اور اون کے حسن انتظام

کی بدولت یہ کتاب طبع ہوسکی۔ چند سال سے گلبرگہ شریف کے روضہ بزرگ اور روضہ خورد کا انتظام صوبہ دار کے نگرانی میں دے دیا گیا ہے۔ اوسی سلسلہ میں تین سال سے نواب غوث یار جنگ بہادر کے ہاتھ میں عنان انتظام ہے اس قلیل مدت میں انہوں نے جو نمایاں ترقی کر دکھائی اوس کے بیان کا یہاں موقع نہیں ہے۔ لیکن یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اونہوں نے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسودراز علیہ الرحمہ کے روضہ کو روضۂ بزرگ کہتے ہیں اور اون کے فرزند اصغر حضرت سید اصغر حسینی کے صاحبزادہ حضرت قبول اللہ حسینی کے روضہ کو روضہ خورد کہتے ہیں۔ دونوں کی جاگیریں علیحدہ علیحدہ ہیں مجموعی طور پر ان دونوں روضوں کو اختصار کے لئے روضتین کہتے ہیں۔ ہر روضہ سے متعلق ایک کتاب خانہ بھی تھا جن میں دست برد زمانہ سے بچکر چند کتابیں رہ گئی تھیں مگر وہ بھی روز بروز تلف ہوتی جا رہی تھیں نواب غوث یار جنگ بہادر نے دونوں روضوں کی سجادہ نشین صاحبوں کی رضا سے ان کتابوں کو ایک جگہ جمع کرکے بنام "کتب خانہ روضتین" ایک کتاب خانہ قائم کر دیا ہے اور اوس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے جس کے وہ صدر ہیں۔ مزید احتیاط کے لئے ناظم صاحب امور مذہبی کی نگرانی بھی قائم کر دی ہے۔ اس کتاب خانہ کے متعلق کوشش یہ ہے کہ جس قدر کتابیں خصوصاً خواجہ صاحب اور اون کے فرزندوں کی تصانیف جس مناسب طریقہ پر مل سکیں فراہم کرکے کتاب خانہ میں جمع کی جائیں اور جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے اور موقع ملتا جائے خواجہ صاحب اور اون کے فرزندوں کی تصانیف کی طبع اور اشاعت بھی ہوتی جائے۔ چنانچہ نواب غوث یار جنگ بہادر کی توجہ و انتظام سے خواجہ صاحب کی کتاب ترجمہ آداب المریدین

گزشتہ سال طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔ اور اوسی سلسلہ میں نواب صاحب بالقابہم کی حسن توجہ اور انتظام سے اب یہ کتاب حظائر القدس طبع کی گئی۔ کتب خانہ رضیتین کے مہتمم اعزازی ہمارے عالم فاضل متقی پرہیزگار صالح عابد زاہد دوست مولانا حافظ قاری محمد حامد صدیقی صاحب پروفیسر عربی گلبرگہ کالج سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔ انہیں کی تحریک پر نواب غوث یار جنگ بہادر اور معزز اراکین کمیٹی نے اس کتاب کی طباعت کے کام کا سے

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اور میں نے اپنی نقل لی ہوئی اور تصحیح کی ہوئی کتاب سے طبع کرانے کا شرف اور سعادت حاصل کی۔ جزاھما اللہ سبحانہ و تعالیٰ خیر الجزا۔

اللھم حرق قلوبنا تبارک عشقک وارزقنا الانقطاع عما سواک وصل وسلم وبارک علی خاتم النبین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

خاکسار

سید عطا حسین

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن
۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ روز پنجشنبہ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

حظائر القدس

المعروف بہ

رسالۂ عشق حقیقی

از تصنیفات

قدوۃ الاولیاء الواصلین امام الاصفیاء الکاملین سلطان العارفین المقربین
حضرت سید السادات ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح
سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مضیٔ الشمس منوّر القمر مظہر الملک مصور البشر محسن الحسان
متملح الملاح مزیّن الوجوہ مملح الشفاہ فسبحان من زیّن تلک الصور
والاشکال بحلی الغنج والدلال و تنبل الخدود والجباہ بوسم الشامۃ
ووضع الخال وجعل حرکات اطراف الظراف حین المشیۃ والکلام
ووقت الجلسۃ والابتسام کالملح فی الطعام وکالکحل فی العین
المستورات فی الخیام بحیث تدعو وتنادی کالشمعۃ المفراش
لارباب البصیرۃ واہل الجاش حی علی النقل من الفتوح ببذل النفس
والرّوح فاُیّ ذی سعادۃٍ وبخت وایّ ذی سلطنۃ وتخت یحسن
راسہ بہذا التاج ویبہی شعارہ بہذہ الدیباج فسبحان خالق
الارض والسماء وواہب الحسن والبہاء یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَاءُ
والصّلوۃ علی رسولہ سیّد الرّسل الہادی الی السّبل المخصوص
من بین الارباب بالخطاب المستطاب المحبوب الحبّ بل حبّ المحبّ
یسعی فی طلب ربّہ لغلبۃ شوقہ وحرارۃ حبّہ فعرق جبینہ
مسح بیمینہ فاخذ منہ علی اراضی الطیبّۃ من قلوب عبادہ
الصفیّۃ الصفویّۃ فنبتت عشب العشق وکلاء الولاء وبتلک
النضارۃ والخضرۃ والبہاء اخذ کل قسمۃ من دن الحبیب کما قیل -

مصراع

؛ وللارض من کاس الکرام نصیب ؛

فمنهم من قوی اصله وتطاول وتناثر فرعه وتمایل وتکاثر ثمره و
تکامل تلک الدوحة عند العرفاء کشجرة طیبة اصلها ثابت
وفرعها فی السماء فبذر البذر وظهر الزرع فکثر ثم زرع فحصد
حتی یبقی ببقاء دین احمد علیه السلام قال الله تعالی
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یبنی علی قولنا
بالاعلان والافصاح محمد علیه من التحیة بمجد مؤید وعلی
اصحابه واحبابه واهله وولده بنعت مخلد ووصف مؤبد اللهم
اعصم بحرمة نبیک احقر خلیقتک واذل ذریتک عما لا یعنیه

امّا بعد پس حادثه مغل از خویش دخویشان بوده می آید
طرف بحر والا نظاره از تنگ دلی بجان آمده زبان وقت کلمهٔ چند ذوق آمیز
ونکاتے چند شوق انگیز در مراتب و درجات عشق اگرچه این بیان از حد تقریر و تحریر
بیرون است از آنچه لمعه از عالم بیچون وچگون است املا کرد چنانکه یکے هزیان گوئے
در خلوت خویش با خود سخنانے هزیان گوید این گفتار را بدان میزان اوزانے باشد۔
بدانکه عشق سه ۳ حرفیست صحیح است معتل ومضاعف مهموز نیست
سه حرفیست ابتدائے ووسطی وانتهائے باید سه ۳ حرفیست۔ عاشق
معشوق عشق باید آنگاه سه چیز جمع شود صحیح است ولے باصحت باید
نفسے سلامتے باید جانے باصفوت باید۔ معتل نیست عشق بے سببے علتے باشد
محل وغیر محل نا اندیشد خود بیاید وخود برود وبباز گردانیدن باز نگردد۔
عشق سه ۳ حرفیست عین شین قاف است عشق اول او عین است عین از مبداء

لہ التسلیم

مخارج است موجب ہر موجودے عشق آمد فاحببت ان اعرف فلذا خلقت الخلق ہمین حکایت کرد۔ عشق با صحت آمده است معلول بعلت مادری و پدری نیست۔ عشق خود زاد است۔ عشق مضاعف نیست خطبهٔ او وحده لا شریك له باشد جنسیت قربت بدان فرد حقیقی چگونه متصور باشد و از کجا ضم توان کرد لیس کمثله شیٔ گره ہا را کشاده و ہمه بند ہا را گسسته است۔

عین

عین آئینه را گویا باشد ہیچ حیوانے بے قوت آئینه را گوشیئے نتواند کرد ہیچ سالکے سایرے رونده و باشنده بے عشق نتواند نشست نتواند خاست نتواند رفت اگر عشق نبودے فلک نگردیدے و حیوانے نزائیدے سبزه نروئیدے انسان نپروریدے خدا چنانچه خود است نشناختے و چنانچه خود است ندیدے۔

عین چشم را گویند اگر عشق نبودے ہیچ جمالے در معکس چشم پیدا نیامدے اگر عشق نبودے مردم چه دیدے ہر چه بعین دیدے بعکس عشق دیدے میدانی می بینی آنچه تو آن را منظور خود دانستی جز آن نبوده است که عکس در چشم تو پیدا آمد دل آن را بچشم خویش دید از ان لطیفهٔ و علیه ره برد وقتے این رباعی خوانده۔

رباعی

چشمے دارم ہمه پر از صورت دوست ۔ با دیده مرا خوشست چون دوست در دوست
از دیده و دوست فرق کردن نه نکوست ۔ یا اوست بجاے دیده یا دیده ہموست

ای محمد چه نکوست ہان چه نکوست آه ہموست ہموست ہموست۔

عشق عین چشمه باشد آن را که چشمهٔ آب خوانی یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ بنگر که عشق اینجا چه بافته است و کدام صورتگری از چهرهٔ غیب پیدا آورده است یکے را شکر خوانده و یکے را حنظل تحفه دیگر مزه ہم ز گر ساخته است

اعجوبہ دگر خاصیتے واثرے دگر ہم آنکہ یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ معنی داشت عجب کارے۔ فرد آں تجلے شود یک لکھ بیست چہار ہزار پیغمبران از فہم او بیرون باشند مگر خاتم الانبیا اکنون دانستی رنگا میزی عشق را نہایتی نیست تفصیل چہ معنی دارد تبدل و تحول چہ صورت بندد۔

عین ذات شے را گویند لا حول ولا قوۃ الا باللہ من حق تعالیٰ را عین اشیا چون گویم گوئندہ نمیداند چہ میگوید شنوندہ چہ فہم برد ای ملحد زندیق یُسْقٰی بِمَاءٍ وَّاحِدٍ فہم نکردی وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ندانستی بکدام فہم عین الاشیا گفتی چہ گفتار است کجا افتادم چون عین ذات تشخص باشد عشق بہمہ ور و اشکال متشکل بود عجب نکتۂ موہومے و عجب جزوی لا یتجزی کہ انواع تجلیات او را انتہائے پیدا نباشد و غایتے متصور نگردد۔

عین آفتاب را گویند آفتاب یکے را مطلع افتد یکے را مقصد آفتاب ہمہ انواع لمعات دارد خشبوئے را گندہ سازد گندہ را خوشبوئے با ہمہ محیط است جہان بنور او روشن است اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نشان میدہد او را آخر بد و نتوان دید باصرہ مردم از عین شمس فیض گیرد او را بدو بینند آفتاب سلطان سیارگان است او سلطانی دارد او قہرے دارد او بہرے دارد و زہرے دارد و تابش آفتاب را مہ باید تا ہم از دور از و فیضے تواند گرفت عشق تمام رو بکس نمود دست آفتاب برآید فرو شیند و بخصلت خویش و صفت خویش بر یک حالت نماند گاہ برآید بکسوت حوا گاہ برآید بصورت آدم مجنون جمال خود را در لیلیٰ میدید ہم از ان میخواست با لیلیٰ یکے گردد اشتیاق ہم ازین گریبان سر بر کرد احتراق ہم ازینجا دامن گیر شد آفتاب برآید بچراغ احتیاج نماند چراغ بسوزند کار نیاید زیب ندھد

شعر

کل الجمال غدا لوجھک مجملاً	لکنہ فی العالمین مفصلاً

آفتاب ہر فصل دارد و در زمستان تابشے دگر دہد و در تابستان سلطانی دیگر

نماید ودر بہارستان جلوہ دگرگون میبخشد برین مثال رنگ آمیزیٔ عشق را تصور کن بسیار
باشد کہ عاشق از عشق تنگ آید وگاہ بود اگر شمۂ ازان حرقت در خود کم بیند نزدیک باشد
کہ زہرہ اش عیب آرد۔ آفتاب گرم خشک است سوزندہ است عشق ہمیں عمل می بازد
عاشق را لب خشک چشم تر سینہ گرم دم سرد تنے نزار آفتاب ہمیں عمل آموختہ است آفتاب
جہان را روشن کردہ است چراغ عالمیان است مبصر بصر است گاہ باشد عشق در عاشق
چنان نہان بود کہ عاشق خود را فارغ ہیغم شدہ داند فجأۃً بغتۃً چنان در گیرد کہ
کارش بجان افتد آفتاب نقاب برُخ کشد فاقد البصر گمان برد کہ شب افتاد ہر آئینہ
او را از وے بجز حرارتے نصیب نبود نا دانے وگر ہم گوید کہ آفتاب پوشیدہ شد او نمی
داند کہ پارۂ ابر او را حجاب نتواند شد امّا تو محجوبی او آن جمال ندارد کہ بگفت گویندہ
و بگفتار سازندۂ چیزے ازان کم آید او در ہر بابے بہر فصلے بکمال خود است و بجمال
خود تو آفتاب را بچشم خویش می بینی پس آنکہ فیض از نور آفتاب میگیری آنکہ این ہم
تو بینی از وچہ توانی دید لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ بر سر چہار سو بازار ندا میدہد
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ توقیع نا امیدی در گلوے ہر یکے
می بندد۔

عین آئینہ را ہم گویند قدیم خواست خود را خود بیند خود را خود چنانکہ
خود ہست نمی توان دید صورتے را کہ شفاف صاف عکس پذیر صفت او باشد
احداث می بایست کرد دران محدث قدیم عکس جمال خود نظارہ کرد خود را از
دیگران مشتاق تر یافت دیدبۂ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ را علم افراخت۔ محی الدین
ابن اعرابی از سر نادانی گوید ما الکل مفتقر وما الکل مستغنی نگر
احتیاج من خود را خود از برائے خود از بہر خود غیر خود سازم کہ عین خود را
معکوس ظاہر کنم بینہا وہم دوئی انداز م احسنت بالانصاف تو گوئی

دہلی

ما الکلّ مفتقر و ما الکل مستغنی آفتاب خود را خود شناسد اما خود را خود نه بیند مگر صفای آب را نظاره کند از آئینه چند فهم خیزد آنکه روی خود را در آئینه می بیند عکس خود را میبیند نه عین خود را و آن عکس که می بیند آن عکس دیگر است که از شعاع باصره او منشعب می شود اکنون ببینی که عین آفتاب که دید و در آئینه چه رخ نمود و از همه بیگانه مراو ترا با او چه آشنائی که در اصل با او نسبتی نداریم عشق قدوسی و سبوحی من و تو فخاری و صلصالی۔

عین عشق نشان از عیان هم نه هر که عاشق شد باول عشق بعین عیان رسید بحق شیخ سخن ستانه میرود اگر عاشق باشی بدانی۔

عین جاسوس را نیز گویند شنیده صفت ابوالحسن نوری انه یقال له فی المشائخ جاسوس القلوب انه یدخل فی القلوب و یخرج حیث لا یحسّ و لا یعرف معلوم عشق وَاللّٰهُ مِن وَّرَائِهِم مُّحِيطٌ باشد وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۔ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِي اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ کشاده میگوید من بهمه و از همه و در همه چگونه بود که همه چیز را من ندانم اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ تعلیمی درستی میکند اکنون هان و هان تو هش باش اگر خطره غیر عشق در دل تو آید خطیر کاری بود عظیم روزگاری ترسم که بشرمساری و گرفتاری قدم نهاده باشی مجنون بخیال لیلی قرار خواست گرفت خیالش آن سزا کرد که از دولت حقیقت وصال بحرمان ره برد۔ استحلاء الطاعة ثمرة الوحشة من الله جاسوس می بیند نیکو می داند خبر محبوب میرساند که عاشق در خیال صورت محبوب چنان دنبال دارد که از همه چیز غشاوه قناعت بر چشم دل پوشیده است ورنه اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ چه می آموزد فان لم تکن تراه فانه یراك میگوید اگر هیچ نیست کم از آنکه وهمی و خیالی حالی و مالی عاشقی را بجهد تازیانه زنجانید

ملاراوذنا ن ک

دیکی بر نیامده چه باشد میگوید در وہم من آن بود کہ معشوق حالت ابذا شہود وقت منع وظلم بدان مشغول از الم کہ خبر یا بد و نفس ازان چه احساس کند

غزل

من رفتہ ام زخویش درون و برون نہ ام
از من مرا طلب تو کہ من کنون نہ ام
چون لحم و دم شده است مرا عشق تو بلانک
من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نہ ام
با دوست چون یکی شده ام چیست وصل و ہجر
ہستم ہمان کہ بودم ازان کم فزون نہ ام
کس پرسد از محمد چونی چه گوید
ہیچون چگون چه گوید چو نم چگونہ ام

استغفرالله پے یک بیت خانہ پرا از ابیات شد راست گفتہ اند

ن نجن الحدیث شیخو نے روزے این آیت اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی صورت تجلی بر محمد صلی الله علیہ وسلم رونمود ازان ذوق دست و پاے میزد بدین وہم کہ محبوب من نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ نشانے میدہد و مرا بجود نزدیک میخواند و میگوید بیت

از بعد مکن شکایت ای خستہ جگر کز غایت قرب می نہ بینے مارا

خیمہ و در دریا زوند تمام جامہ خیمہ تشرب دریا شد و مع ہذا خیمہ از تشنگی نالہ معشوقہ نشان دہد دوری تو از غلط است و قربت من بحقیقت حق عاشق چگونہ از خود بدر رود و از شورش و غوغا چہ کم آید آرے لکل بادۃ صولۃ

ولکل بادة دولة

برعین عشق عین روا نیست الحق لا یستوی شیٔ همین غمزه زده است
الحق لشدة ظهوره خفی همین نقطه برعین شد میان احمد و احد چه تفاوت کند
جز یک میم صفرے که درمیان وهمی زده است اولی دمنی پیدا آورده است تا محمد
زیاد بر آورد لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك ستائی
خودستائی کرده است از بیگانگی بیگانگی آمده است میگوید ـ

از احمد تا احد بیش نیست | میمی بمیان حجاب معنیست

عجب کارے بر لعل موهوم نقطهٔ متوهم بناز و کرشمه زده است دعوی حسنے و ملاحتے
پیدا آورده است بیچاره شاعر چه به حقیقت معنی بلطف طبع خویش اطلاع یافته
میگوید شعر

فالوجه مثل الصبح مبیض | والشعر مثل اللیل مسود
ضدان لما استجمعا حسنا | والضد یظهر حسنه الضد

حبشی سفید نبود و خلشی نمک ندارد تو سفیده با حلاوت نمکے تمام داری آنکه میخواهد
جمال جهان را بچشم جهان آرا ے نظاره کند کفر و ایمان را بهانه ساخت و از هر یکے
علمے برافراخت و خود بینهما بلا خلاف و نفاق و تردد و اختلاف کند بیت

بوالعجب کاریست این طرفه رسے | گاه من او باشم و او من گہے

بسیار بود که عشق در وجود عاشق کمین زده باشد و عاشق خود را
ازان فارغ و بیگانه داند گوید عشق را ندانم و از و خبرے ندارم بلکه در عداوت و آتش فتنه
درمیان انگیزد و تیز تر افروزد و میگوید خونابه دشمنی گشته است آن همه دوستی کاشیها
شنیده بیشتر گفته ام ید نحل و دشنام و لا یعرف حکیم سنائے
حکمت میبازد و شیوهٔ خوشی می سازد بیت

کهزد دین هر دو در رهت پویان　　وحده لاشریك له گویان

عالم را صورت چهره تصور کن بکذات و یکتن دان و بروان قصه انجون الانسان عالم صغیر کما ان العالم انسان کبیر زهی شعبده گری که هیر و صغیرے عاشق کبیرے و کبیرے عاشق صغیرے چه میگوئی یدخل و یخرج کدام دریچه سر برکرد و از کدام ره درون و بیرون شده راره نمود خسه خه اختلاف اعتبار است مرد عاشق حریف کار است بتحقیق بدانی مراد ترا اینجا نه در حساب و نه در شمار است فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا آنکه بود از اختلاف و تردد او باتفاق اجتماع شود چه باشد هر کسے خود را چنان دوست دارد که همه را از خود فراموش بلیناره نه آنکه هوست که هر یکے با خود است داد با همه و همه در دوست سلطان محمود در عین یارد در عزت و جلال خود بود و بشهود جمال ایاز مستغرق و با این همه درین اندیشه که بیت

برو بر شیر مردان زن تو عشق از من چه میخواهی
سگ رنجور را بگذار در بانان که می دانی

نمک فروشے بار نمکے بر سر نهاده در محل بار هم بر سر خیال و کار خود فریاد برآورده هر طرف گردان سرگشته میگردد و نمک بهائے فریاد میکند محمود با همه عزو جلال و عظمت و تکبر خویش نمک فروش را بحضرت احضار فرمود و زبان طعن بر روئش کشود که اے احمق نادان چه محل نمک فروش است در کوچه و بازار گرد نمک خریدار بین گفت ای بادشاه متقرزای سلطان متکبر قصه بدران نمک که بر سر گرفته ام نه نمک بهائی است باملاحت و حسن ایاز سرو کارے دارم این همه بهانه است سلطان محمود مقصود خود را در ره در طره شکست نمود گفت با همه خزائن و فیل و لشکر و مال با همه عزو جلال من

تاب عشق ایاز ندارم عمرے برآمد با همه وصال در زاری و ناله در شورم و درین خیال تو که
باشی و چه باشی با ما هم کاسگی گتی نمک فروش شوریده دا افروخته وگداخته جوابے
باصوابے در میان نهاد گفت ای محمود این همه اسباب جمالست که تو داری
ساز و سوز و ذوق و درد در قسمت ما منحصر است مسکین سلطان ازین جهان
چه نشان برد گفتار عطار چیزے نسبتی بروزگار ما و بحال کردار ما دارد بیت

کفر کافر را و دین دیندار را　　ذرهٔ دردت دل عطار را

حرفی عشق بدتر از سلوت او باشد آه درد بحقیقت است و وصال جمال بخیال بیت

خیال است این کسی را وصل یار است　　خیالی شو خیالش اصل کار است

چنین دانم وقتے عشق نباختی عمر بهزل و بازی گذشت خود را ندانستی تو عشق گشتی
وقتے این بیت را ورد حال خود ساختی بیت

حاصل عشقش سخن بیش نیست　　سوختم و سوختم و سوختم

ف رسول الله صلی الله علیه وسلم فرماید انه لیغان علی قلبی وانی
لاستغفر الله کذا مرة و تو گوئی برعین عشق رو داشت . ابوطالب مکی گوید
لا یتجلی فی صورة مرتین ولا یتجلی فی صورة الاثنین رفته خواهد باز گردد
ولن یقبل که باز آید ازین طلب و جست و جوئی خود عین بر دل احساس کند هر
آئینه عین رنگین شود عین بعید مستتر ماند جمع الجمع را اعتبارتے نماند و جمع صورت
رخت بربست اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون هم ازین نقطه است
که بر عین عین افتاده است لولاک لما خلقت الافلاک ازین سرفرازی
نیز هم ازین باز نیست نرم دلے را بر مجنون شفقت شد بحضرت لیلے بشرط نصیحت
در آمد بگیر بینے از جمال تو چه کم آید و از حسن و ناز تو چه نقصان پذیرد اگر مسکینے از دور
حظے گیرد و جانش بنظرے قرار پذیرد لیلے گفت که ازین دارت مجنون نیست اما و تاب

جمال من ندارد تجلی برکه ... ناصح بدین بشارت مجنون را تسلی داد هم در اثنا این قصه
فائده لیلی در صحن خیمه با جامه پاکشان خرامان شد گرد بر خواست مجنون را آن نظر شد
فخر علی وجهه مغشیا بیهوش شد گشت ناصح گفت ای مسکین تو بدردی
مبتلائی که هرگز درمان نه پذیرد زیرا دولت جز این دولت مطلوب چیست عشق نا باشد

[illegible]

من نباشم من کردم عشق چونه باشم

عین چشم را سر را گویند العین حق والسحر حق تفسیر این آیه میکند اگر حق
نبودی حق نبی را جمال خود نمودی و چشم او جلوه نکردی دادی را از وی نبردی و او را از خود
بخود در ره ندادی چون عین بعین شد اول باخر رسید آخر باول انجامید روی تبلیغ که دید داز
دنیا باخرت کرد رسید ابصار المبصرین معارف العارفین و نور علماء الربانیین
وطرق السابقین الناجیین والازل والابد وما بینهما من الحدث
مذکور تحقیق کرد چنین منصور برای این کار را شهود ملکوت شد اما دریغ ورای پرده مستور
اطلاع نشد بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس نه یک دریغ که هر دم هزار بار دریغ

حبك الشئ يعمي ويصم خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى
أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ بے تشابہی و تاویلی و تا طی بیانی درستی کرده است
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یکی که جمال حال در معشوق ذو الجلال نظاره کمال
نکرده همه خفاش وار بوم صفت از انجمال نتوانست که آن جمال را نظاره کند هر
آنکه مختوم باشد در خود اعمی تصور کنی خود را و دیوار را از جمال شموس و اقمار چه نصیب
بر کار بود عشق یکی را کور کرد یعنی آن نظر ندارد که خود را خود ببیند و یکی از تابش دیدار
انتفاء آثار کرد و دیگر حبك الشئ يعمي ويصم انکار بران کار افزود عجائب کاری
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ خدا خود را چون بیند خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى

سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَۃٌ او ہست ولے این راز و لطیفہ نیست
ہیچ میدانی کدام حیران از و بالاتر کہ یکے خود را از خود برخورد بیند دوئے تصور کن دوئی
فرض کن تباہی و نقصانی در خیال برید انکہ حیرانرا گمان باشد اگر حق نبودے بیچارہ
گفتار را ازین گفتار سر بر نکردے و در سنگسار من و تو در نیامدے بیت

عشق آمد و خانہ کرد خالی — برداشتہ تیغ لاابالی

العین حق چہ حق الیقین میگوید حقیقت حق میفرماید العین حق
این جملہ چہ معنی دارد میگوئی ای اثرہ کائن میفرمائی ای ثابت مجاز در مجاز
وحقیقت بحقیقت خویش در استتار العین حق موضوع و محمول را باعتبارے
اختلاف کرد و باعتبارے اتحاد داد من و تو اسایت بآن اعتبارے و رشتے
و شرکتے محققے حق الحق چہ نام باید یکے گوید جمع دوم گوید جمع الجمع۔
عشق ہمو زنیست ہمزہ بے ضغط نباشد بے ثقلے نبود و عشق صرف صفا
است این بقا است و اگر حرفی را بیتی بصورت الف نبشد و در وے حرکتے باشد
آن ہمزہ بود نہ الف۔ الف از ہواء ہویت نشان دہد و ہمزہ از قید و از واماندگی
بیان میکند فی الھمزۃ ضغطۃ و فی الضغطۃ لفظۃ و فی الالفظۃ
بسیطۃ عشق بدینہا نسبتے ندارد از امثال این بیزار باشد اگر درینہا عشق بود
احساس شد معلوم شود کہ از عشق بوئی نیافتست اثرے ندیدہ است عین عشق یا عشقیکہ
زند ہر طرفے مردم گمان برند یکے گوید او را درکرد فلان را قبول داد و مرا تسکین
فرمودہ است زہے زہے شیوہا عشق واحد بصور مختلف بمعانی متضاد ظاہر
باطن شدہ باطن ظاہر گردد بیت

سلطان عشق خیمہ بصحرا اگر زند — ملک وجود را ہمہ زیر و زبر کند

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا [illegible] وَجَعَلُوْا

اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً محمود باہمہ کاروبار و سلطنتے کہ داشت گاہ گاہے ایاز را بر تخت نشاند و تاج سرافرازی بر سرش نہد و خود بشرط بندگی باادب چاکری پیش بایستد وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً صورت جلوہ گری درین حکایت تمام تر نمودہ است چونہ آنکہ ایاز عزیز است و محمود ذلیل ونہ آنکہ ہر یکے عزیز است دیگرے ذلیل فعل ایاز گونہ اینجا روے خود را وجہ تحقیق از پردہ بروں نمودہ است بگوید مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ نسبت ابوۃ و بنوۃ از میان بدر بردہ است فَقَالُوْا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فکفروا چہ می گوئی نور احدیث را نقطہ بسیط را مرکب بجز اخوانند اینجا اگر تو گوئی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ایمان از سر تازہ کن بگو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الحقیقۃ کالدائرۃ ہر جا کہ انگشت نہی ساق وسط باشد بدین اعتبار مرکز یا دائرہ یکی شدہ است ضبط از میان خواستہ عشق را با ضبط چہ کار ہمہ از الست کہ ادھموز نیست ہمہ اعتبار صحت را تحقیق کردہ است حقیقت را حلقہ تصور فرما خطی درمیان کش نزشل دو کمان شود فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ دو کمان نمودہ است اَوْ اَدْنٰى خط را درمیان طرح کن حلقہ بصفت خویش باز گردد اما چنان نہ شود کہ من قبل بود اثرش باقی ماند وہم دوئی ہم از اینجا سر بر کردہ است عبودیت و ربوبیت ہم ازین رہ اثبات یافتست دوزخ و بہشت بجلال و عزت و بقہر و سلطنت پیدا گشتہ است پیغامبران ہم ازین جا مبعوث اند و شرائع ہمیں حکم کردہ است حشر و نشر ہمین میکنند ثواب و عقاب ہم ازینجا میخیزد عقاب و حساب بحقیقت خویش پیدا آمدہ است اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ہمین تفسیر کردہ است

العین حق اگر عین حق بحق نیست العین یدخل الرجل القبر واللحد
القدس از کجا شد که گرد ؎

در دیدهٔ انسان ما صورتی نه بیند دیگرے　　جز عکس عین شخص ما در نور ما نورے ببین

یا نور یا نور النور یا منور النور یا نور السمٰوات والارض روشن تر
ببین صاف تر نظاره کن ظاهر تر پیدا رشو پیدا رنما یا نور وحدت بور از وحدت
بشرکت خرامیده هم ازین بلا هم ازان خفی هو هو هم که در وقت منازلت طرح افتاد
جبرئیل بصورت دحیه کلبی ظاهر شده آن بود که جبرئیل از صورت خود گشت
بدین صورت شد یا جبرئیل این صورت دارد اما چنین نمودے اللهم حقائق
و معارف موارد و مصادر همین موضع محمود است بیت

گر عشق نبودی و غم عشق نبودے　　چندین سخنے خوب که گفتی که شنیدے

ایاز میگوید در حضرت پادشاه محمود وقتے گنہے نکردم مگر آنکه گاه گاہے مراد بر تخت
نشاند و خود بشرط بندگی و چاکری بایستد لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ مصطفٰی ایں گنه کرد باز مے میگوید ازین گنه سرّ تا کس
الراس مباش شکسته دل مگرد ما را درین شیوه کار با نیست و شرط روزگار نیست
ناچیز قواعد دین شرط معتقدات را نیست عشق بذاته صحت دارد اما ازین
ضغطات بهره تو هاست بسیار افتد حکما گویند است خبیث و ذهابت
و مسند هیئت ذاہب مذہب را هان ره در پرده نهان داشته اند
مذہب بد ها به مذہب مذہب استقامت ندارد کارے ره گذر الست تو بلا انتہا
بگذر پرده بخانے پدر ۔

دیوانهٔ قاضی عین القضاة خوش بندی بشرط تحقیق اشارت
میفرماید بجان دست از عادت پرستی هر گذر هفتاد و دو ملت را یک مذہب

کن بر سر کار روزگار خویش باش آرے طالب را برائے این و آن چہ کار با
دوزخ و بهشت چہ مصلحت اورا ہیچ چیز باید ہر چہ آید و رود ہم بر صفت اختلاف
و تردد باشد خوب طبعے رباعی گفتہ است

رباعی

دنیا شہ را و قیصر و خاقان را　　دوزخ بدرا بهشت مر نیکان را
تسبیح فرشتہ را و ثنا انسان را　　جانان ما را و جان ما جانان را

عشق در اصل وجود حرکتے و سکنتے ندارد لایوصف بحرکۃ و سکنۃ
انہ من الحوادث و تعالی العشق عن نعت الحدوث یک نقطہ
است کہ تجزیہ و تقسیم نپذیرد جہتے و سمتے ندارد قبلے و بعدے نہ خلفے و قدامے
نہ اورا بیان خواست شد بیان جز بحرکے و سکونے نتوان چہ بیان لغت
لسان است کلام مرکب از حروف اصوات خواستند اورا حرکتے دہند تا
در بیان آید اول حرف را اختیار کسرت شد از انچہ گفتہ اند الساکن
اذا حُرّک حُرّک بالکسر گفتہ ام سکون ہم نبود اما چو حرکت نداشت
لاحرکۃ و لاسکون بود گوئی کہ آن مستقر و مقر را سکون تصورے شد گوئی
فلانے را باقرار و سکون است یعنی اضطرار و اضطراب ندارد و اختیار کسر از ان افتاد
کہ عشق کاسر و شکستن است عشق شکنندہ کارہا ہر کاریست عشق شکنندہ
ہر مرغی و مبغضیت عشق شکنندہ ہر دلے و نفسی است عشق بر کسے جبری نکند اما مرفوع
را مکسور سازد و جبار قہار از آتش نام شد عشق جبر کسر کند چو کسر جبر روا نداشت بجزم
تحقیق کردہ ہمہ عالم نسب کردہ اوست عشق بہ چیز است لا ھو الا ھو چہ باشد
یعنی ماہیت او عین وجود اوست اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اگر گوئی
الغنی بنفسہ الغنی یعنی حکایت از نعت و ذات او باشد و اگر غنی بغنا فرمائی بازگشت
ہم بدان ذات شود الغنی کان اثنان لا نقیضان ولا ضدان ولیکن

ن فلان

یعنی غنی بنفسہ الغنی

اختلاف اعتبار در قیل و قال و گفت و شنود انداخت احرار کبار را این طرف لحاظ نیست معتزلی نفی صفات گوید و صوفی ترقی فرماید مرفات باید و نفی بی اثبات نه شود و علی هذا کلا القولین العولین ۔

ش

شین را بسکون فرو گذاشت از انچه وسط است و سط را دو نظر است نظر منه الی الواجب و نظر منه الی الممکن تعیین طرف را مصلحت نبود ۔

قاف معنی ندارد تا چه تقاضه کند وقتی نصب فرماید جهان را هم از و استقامت شد و وقتی رفع نماید گوید انا اغنی الشرکاء من الشرك و گاهی وقف کند از انچه منتهی همه برین باشد عشق بر وزن فعل است یکی موزون کن دوم را و وزن له برای وزن ان را میزانی مستقیم باید تا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مطلوب افتد هیچ میدانی صراط را چه اشکال است گفت و شنود در روی قریب بمحالست شنیده از تیغ تیز تر و از شب تاریک تر و از موی باریک تر آری اتباع تقضی ببخشی خصوص نفس زکی و تقی و نقی اشکالی محالی وارد اما بحسب قسمت لنسبت نصیبه گیر د وزن اعمال منوط هم برین حالست اما چنین گویند این وزن بر مثال میزان عروض باشد اما چنین محقق شد دو پله دارد و چوبی ریسمانی چند بر هم بسته سنگی دو پله نهاده و اعمال را هم سنگ او ساخته اگر برابر آید فقد نجا و اگر برتر باشد فقد اوفی او فاز بالمقام والشفاعة عند الله العلی الاعلی و اگر سبک رود هر آیینه لائق سنگسار باشد و اگر این صورت را میزان عروض نام نهی فتسمه ما شئت هر دو شاعر منظوم را بر فاعلاتن فاعلاتن قیاس کند اگر برابر آید مقبول ورنه مردود و زحف را اعتبار سی نیست منهیات و صغائر با جتناب کبائر مغفور معفو اند شفاعت را و استقاضت نور اتباع را مثالی فرض کن مثلی نقش ساز

که سه زاویه متساوی دو قائمه باشد در زاویه مطلعه شمس انکار و در گوشه مجمع آبی در کنجی دگر قائمه
مجری عکس آفتاب بر آب افتد و عکس عکس بر دیوار نماید عکس نور سبوحی و قدوسی بر صفای دل
نبوی عکس نمود عکس عکس بر تابع که محاذی دل اوست صورت گری کرد این شفاعت این
نجات این اتباع این صراط مستقیم و مقام شفاعت فافهم واغتنم فافهم
واغتنم

چون قاف تعین حرکتی ندارد تا وقت چه اقتضا کرد مستحق چه اعراب شد
علی هذا الأصل او موقوف باشد آخر کار دلیل بر انتها مرکند انّ الی ربک
المنتهی بدین اشارت فرماید فاعبد ربک حتی یأتیک الیقین هم ازین
بیان نشانی میدهد حتی بمعنی کی بود اگر الیقین محیط هوادی حقیقت باشد و حتی برای
انتها و غایت باشد درست افتد ولیکن تا ذمه باقیست خطاب عالیست
چو وقت شد هر دو از سیر و سلوک ایستاد در زاویه فراغت نشست پا دراز کرده ماند
پالهنگ از نگر شوق و تلین از پا بیرون کشید ابریق را پس پشت نهاد عصا و چوب سستی
را بشکست زواد در اهیانه شور آسا ساخت از مراحل و منازل فارغ گشت از قطع
طریق ایمن شد آری ازین سلوک ایستاد اما مقامات الوصول لا تنقطع
و تجلیات الکشوف لا تنحصر و هر روز آفتاب بر یکی دیگر برایر نوری
دگر بخشد ماهتاب را از زیادتی و کمی چه کم آید گاهی باشد روز بجلا و صفای خویش روشن
تر بود روز باشد از احمد ظلام و اغیار خالی بود و وقت ظاهری شد سیر باطن پیشتر آمد
ذوالنون مصری بر بایزید نبشت چه گوئی کسی را که یک قطره از ان دریا چشید مست
گشت بایزید نبشت این کار کار تر اید نا ممکن اینجا کسی است دریای ازل و ابد آشامد
هنوز العطش هل من مزید بیانی زنده ق در نعره یا تشنگی بالمد در چه دریا کم شده در آن
حرارت است بدان عطش است که البته از طلب آن نه ایستد یعنی نه این مرد بحر لیست

یا بری ماهی را پرسیدند مآکل تو چیست گفت دریا مشرب تو چیست گفت
دریا مسکن تو چیست گفت دریا معاش تو چیست گفت دریا در چه باشی
گفت دریا از چه گفت دریا بچه بازی گردی گفت دریا ای رب این ماهی
آبی نیست آتشی است اما ماهی چنین میگوید من از دریا ام و از دریا رسته ام
مثل من با دریا همچو جزء با کل باشد نه با او یکی میتوانم شد نه از وی جدا میتوانم شد
فعلی هذا اضطراب و اضطرار من چه کم آید آب برالیست ژاله تمام شد آن
بگداخت همه آب شد و لکن سر ویئه ذا ضیعتی یا خود گرفت که در آب نبود
هذا بیان الحقیقة و نعت الحقیقة اگر این نبودے دوزخ و بهشت
هزل و فسوس بودے چنانکه حکما گفته اند این گفتار بجاست بر ان بازگشتی
تو او نشوی مگر شود معلوم ست آنروز که تو نبودی او بوده
سنائی هم ازین بیان حکایتے میکند بیت
تو او نشوی و لیک اگر جهد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد
باعتبار وقت شده و باعتبار حرکت آمد اما حرکتے که تعین مراد و تا عامل چه
تقاضا کند. جنید را پرسیدند ما النهایة قال الرجوع الی البدایة
تا بدایت هر یکے چه بود بدان بازگشت شد حکما گویند هر روحے از فلکے است
بازگشت ارواح بهمان افلاک او باشد هر کسے در بدو کار عین جوے
داشت در منتهی همیدان باز آید بعضے از سالکان طرف حرص را سے در سر
ایشان بود چون کار بانتها کشود آن حرص هوس بر ایشان غیر بود غلو لیک
کن از گل در دریا شسته اند از آب پیوند و گل بگل رسید. الرجوع
الی البدایة درست شنیده نیست این صورت که ور ایام تو دیگر چیز گردی همان
چیز باشی که بودی الموجود لا یصیر معدوماً بل ینتقل من صورة الی

ومن مادة الی مادة ومن هیئة الی هیئة ازین موجود نوز مطلق مراد باشد آنرا که فیض قدسی نامند جاے خداے خوانند ومحل ولی گوید بجاے وجاے کر کشف آن مصلحت نمی افتد خالق کل شیء گویند اما خالق القذرات والخنازیر تادباً نباید گفتن ۔ حریری گوید الفقیر الذی لا یفتقر الی نفسه ولا الی ربه افتقار چه معنی دارد نفس از میان صورت اضمحلال گرفت فقیر با همه در هاویه نیستی نابود شد افتقار این بر تیغ آن رفت چه شد مرجع باصل بازگشت چنین هم گفته اند که فقیر خود را بدو گذاشت استرسال کرد افتقار هم رخت بربست کشاده باصل خود رسید الفقیر لا یفتقر الی الله باعتبار این همین توان گفتن الصوفی لم یخلق بیان خود صورت عیان نموده است هم ازین جا شبلی گوید انا اقول وانا اسمع وهل فی الدارین غیری جمال الدین مغربی طبیبے حاذق وحکیمے واثق بود هم برین اعتبار گفت شعر

کلامی الی مسمعی راجع فانی انا القائل السامع

محمد حسینی سخن کوتاه کن بسیار گفتار صفت احرار کبار نباشد آن بزرگوار چه گفت کمون سخن نمی گنجد کمون سخن نمی ارزد بان وهان اکنون در اتمام کلام اهتمام کن عنان سخن از مهام مرام سوے مقصد تمام کن ۔

شنیدن شانے باشد کل یوم هو فی شأن ازان بیان کن خدا وجود ندارد ما رأیت شیئاً الا ورأیت الله فیه اشارة بدوام مشاهده باشد شیئاً نکره در موضع نفی افتاده است تخصیص ر التعمیم کرده است کل یوم هو فی شأن یحیی میتاً ویمیت حیاً یعز ذلیلاً ویذل عزیزاً ۔ حکایت وزیرے وپادشاہے شنیده باشے دران بیان این حکایت گفت هذا من شأن الله العالم متغیر وکل متغیر حادث این شکل تغیر واین روے حدوث هر چهار

اشکال را بر ہر اکبر و اصغر و در عالم صغری حدے وسطے نہادہ است تو مکرر ان بیمکرر را
را حذف کن ہر آئینہ حد بذاتہ ثبوت یابد ۔

شین سہ دندانہ دارد وہم تثلیث برد۔ محی الدین ابن اعرابی در فصوص
الحکم بیانے کند ہر جا نزاد وہم تثلیث رود العیاذ باللہ نہ اینچنین است اما بیانش
برین گمان اشارتے بکند و آنکہ او گوید خلق عیسی من ماء محقق من مریم
ومن ماء متوھم من جبریل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
کلام شنیع بیان وضیع وہم تثلیث وخیال تربیع باشد میگوید فاعل باید فعل باید
وقابل باید ہر آئینہ تثلیث آید عجب بران توحیدے کہ او بیان کند و بیان
الحادے کہ از و پیدا آید این گفتار را چہ اعتبار وہم اینجا ہیولا صورت نہ بندد
اگر این سہ دندانہ را اظہار نہ شود وسہ نقطہ بر سرش نہی بیان شین مرتب شود
تثلیثے در میان نہ ہم بیک حرکت ہمہ کارہا تمام گشت شبلی گوید التصوف
شرك لانہ صیانۃ القلب عن الغیر ولا غیر وکذلك توحید شرك
اللّٰہم رسول اللہ چنین فرماید الشرك فی القلب العبد المؤمن اخفی
من دبیب النملۃ السوداء علی الصخرۃ الصماء فی اللیل الظلماء
چون توحید شرک آید خفی او نیست خفی شرک جلی باشد اللّٰہم انی اعوذ بك
من ان اشرك بك شیئا وانا اعلم بہ واستغفرك لما لا اعلم بہ
اگر شرک ہمین طرح عبارت او شان بودے ما لا اعلم را چہ معنی گفتن باشد
ہم تو استغفار کنی و شرک خفی مغفور معفو گردد عجبے دگر مرد عارف محقق
واستغفرك لما لا اعلم فی شرك گوید و تو عنایت کنی
لما لا اعلم مغفرت آن شرک خفی دیگرے اینجا اشارت و رمزے دیگر نماید
کلامنا جمع فی جمیع ۔

ن عنایت

شین شراب باشد عمل شراب چہ بود سکرے طربے سلبے وغلبے اگر شراب صرف
آمد اثر بر حسب آن باشد و اگر مزاج شد لذت وعمل ہمدران قسمت افتد یکی گوید
وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ساقی برین شد و شراب مطہر ہر آئینہ صاف
وصاف صرف در صرف باشد وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عبارت از خبط
وخلط بو دبوے شراب ابرار را مزاج ساختند ولیکن درو لذتے باشد کہ در
صرف نیست فی الامتزاج غیر ما فی الاتحاد درحقیقت مرد محقق را
اخذ حظی نباشد وذوق لذت طمسٌ فی طمسٍ طمسٌ فی رمسٍ فناء فی فناءٍ پس
چگونی لذت را هباءٌ فی هباءٍ واما در مزج وجود شہود فقدان
وعرفان غیبت وحضور تو اندیشہ کن یکے در یکے چہ لذت گیرد و اگر دریجا التصور
والتقدیرے کنی ضرورتست کہ بدوی آئی وآنکہ او در دآشامد آنکہ اگرچہ مستانہ
شود اما از صاف صرف محروم ماند مسکین کافر جز خیلے وحیمے شراب نباشد اگرچہ
او راستانہ کند اما کدر بود سر درد دے دارد کہ نا خوردنی بہ گر فتنے دارد کہ ناچشیدہ
بہ اما او ہم دعوی مستی و دعوی وجدانے دارد لیکن مثال اول چہ بودے بلند
ولیکن یکے را بدو نہ آنکہ مشرک شد نہ آن کہ بت پرست گشت شخصے شبلی را
محاسبہ می پرسید الوقت و ستین را حساب کرد پس آن پرسید چند شد شبلی گفت
یکی گفت می فسوس کنی کہ ہزار ہا را یکے گوئی شبلی گفت تو دیوانہ شدی گرہ گشتی
یکے را ہزار ہا کردی من یکے در یکے ضرب کردم جز یکے نبود وشنیدہ اصل اعداد
یکیست آن چند ہزار کہ شود چوں تکرار آن یکے گرد و یکے در یکے جز یکے نباشد
حکیم گوید الواحد لا یصدر منہ الا الواحد ہمین باشد جنید میگوید
لیس فی جبتی سوی اللّٰہ اشارۃ ہم ازین شین عشق است خود را میگوید
خود را اثبات میکند و بود را اثبات میکند وشہود را روے می نماید اشارۃ

بتثلیث میشود حسین منصور انا الحق فریاد میکند می بایستے کہ بشنود از توحید باشراک آید واز وحدت صمدیت بفرد انیت احدیت باز گردد نہ آنکہ چہ کالہ پرکالاش کنند قاضی ہمدان می گوید **بیت**

ما مرگ شہید از خدا خواستہ ایم | از دوست سہ چیز کم بہا خواستہ ایم
گر دوست ہمان کند کہ ما خواستہ ایم | ما آتش و نفت و بوریا خواستہ ایم

بیان حاجت نیست سہ چیز خود سپہر باید چگویم آن دیوانہ را اثرا یکے بیچے بسندہ نیست سوے این چہ بخدا کردہ است بگو لا الہ الا اللہ ہیچ دانستہ معنے لا الہ الا اللہ چہ باشد لا الہ نفی ما استحال وجود و الا اللہ اثبات ما استحال عدم شنائی اینجا خوش خود نمائی کردہ است **بیت**

نیست را کعبہ و کنشت یکیست | سایہ را دوزخ و بہشت یکیست

شخص و عکس میکنس السلطان خلیل اللہ ابو الحسن خرقانی میفرماید انا اقل من ربی بسنتین ہیہات فہیہات ہو الخالق الوجود کما ہو خالق العدم فعلے و قولے و آمدنے و رفتنے بودنے و نابودنے گشتنے و رفتنے تو فہم میکنی من چہ میگویم فارسی کشادہ است انشاء اللہ تعالیٰ در فہم تو آید **بیت**

ابد اینجا اول یابی ازل اینجا ابد بینی | بیابی جملہ را باقی نیابی ہیچ را فانی

خدا را دیدند و لے نشناختند محمد را دیدند و لے نشناختند کسے چنین میگوید بسیاران خدا را بینند و نشناسند **بیت**

آنکہ مرا ہمہ میکرم تجلیان دوست | گرچہ غلط میدہد نیست غلط اوست

عشق است کہ ہمہ چشمہائی بیند و ہمہ گوشہائی شنود و ہمہ دستہائی گیرد و ہمہ پاہائی رود و ہمہ زبانہائی گوید اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ـ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ الصدقۃ او لا تقع فی کف الرحمن

یکجا جمع آمده بر درستی این مقال گواهان راست اند علی کرم الله وجهه
فرماید لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا می گوید اگر وجود شین در
وسط عشق نبودے مارا بواسطۂ راہبرے احتیاج نبودے و ہیچ پردۂ غشاوے
بر بصیرت ما نیفگندے لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا فرض
محالے تقدیر محالے است غطا کجا تا کشف کند شک کجا تا یقین روے
نماید این ہمہ اوہام و خیالات است اما ترجی بها اطفال هذه الطریقة
باشد جنید گفته است ہزار در ہزار مرد را این دریا فرو برد یکے ما ایم سر بر آورده ہم
بایزید گفته است ہر کسے بچیزے سر بر آورده است ما ایم که به ہیچ سر فرود
نیاورده ہم احمد غزالی میگوید خواجه در تلاوت خبر بودند خواجه در بازار تجرید کفش
بودند سوختۂ افروختۂ ریختۂ بیتش مضی ایام ولایت ایشان بکارستے باہر یکے
بدان رہے که معتاد ملاقات ایشان باشد کرد با جنید گفت که سید الطائفه
این گفتار شماست که این دریا ہزار در ہزار مرد را فرو برد یکے ما ایم که سر
بر آورده ہم گفت آرے گفتار ما است آن مسکین سوختۂ بدلے دردمند
و جانے بلتن دوخته عرض داشت گفت خواجه کاشکے چنانچه ہزار در ہزار
مرد را این دریا فرو برد ترا نیز فرو بردے تا نفس از تو بر نیامدے ہموارہ
دران غرقاب مدح و ثنائے تو این بودے ؎

الحمد لله علی انّنی کضفدع یسکن فی الیمّ
ان هی فاهت ملئت ماءها وان سکتت ماتت من الغمّ

رئیس القوم ازین سخن شرمنده سر فرود افگنده ماند ہمان مسکین مستکین بیچارۂ ضعیف
نحیف بیچارۂ بیچاره بدلے صد پاره از بایزید پرسید گفتار شماست ہر کس
بچیزے سر فرود آورده ما ایم که ہیچ سر فرود نیاورده ہم گفت آرے گفتار

ن ہمان
ن ہمان

ما است آن وردمندان بیدل ارجمند عرضه داشت سلطان العارفین
هیچ مگو که تو هم بچیزے سر فرود آوردی طیفور با همه غرق حضور در نور بود ازین
سخن بصفت خروش شد ازین شرمندگی جائے سخن نماند آن مطموس
مطموس آن رفته رفته آن شکسته گسسته آن ساخته پرداخته از احمد پرسید که
شما فرمودید محمد را که امام ببازار بخرید کفش رفته است گفت آرے همچنین بود
آن گم گشته از خود رفته از هم گسسته هیچ نه پیوسته بر آماده عرض داشت که اگر
محمد در بازار کفش بخرید رفت احمد را چه افتاده بود پس گرفته دنبال شده
با محمد پریشان میگشت

بیت

ای اہل خرابات یکی بشتابید — تا قافلہ سوختگان دریابید
ای اہل مناجات کہ در صحرا بید — صد قافلہ بگذشت شما در خوابید

شاین شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ شهد الله فرق انه لا اله الا هو جمع والملئکة و
واولوا العلم قائما بالقسط جمع الجمع شئین بصورة خویش تفرقه نمود حق
شهادت حاضر گشت غائب شاهد گشت و شاهد خود حاضر است غائبے
بر شاهدے گواهی دهد هرگز این شهادت را تکذیب نبرد اما هم آن بود گواهی
بر که باکی درچه بیکے گواهی میدهد که من آنم صفت من چنین و چنین است
جائے تصدیق همین باشد بر که میگوید کجا اثبات میکند این بها نها است
که میسازد غائب شاهد شود و شاهد غائب گردد این چه صورت انگیز است
این سیمیا گریست بیچاره سوفسطائی را همین در بلا داشت آنچه دی گذشت
و آنچه امشب بخواب دیدی درمیان هر دو چه تفرقه می بری که از هر دو جز حکایتے
و خیالے بیش نمانده است لیکن گویم خواب را تعبیرے هست این جهان

ن نور و نور

ن این چه

بفہم تو مثال خوابے شد و آنجہان خواب را تعبیرے فرو این خواب ترا تعبیرے
کنند بحسب آن خیرے و شرے بتو رسد اینک مردے در خواب دید مارے
او را گزد گوئیم دشمنے بر وے غالب آید امروز یکے شخصے را کشت گوئی این خواب
دید فرداش تعبیر کنند بجاے او او را میکشند فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَّرَهُ وَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ ہمیں بیان کردہ
است اگر این جہان را خیال گفتی آنجہان را نیز خیالے تصور کن چنانچہ اینجا
راحتے و مشقتے آنجا نیز کذالک

مثلث عاشق شاہد بے عدل است و بلفظہ و معناہ شہادتے و شاہد
و مشہود لیست بتثلیث شکلے مبارک است نالہ و شور صوفیان آہ دردمند
محبان تقید و تنزہ منزہان و متعبدان و آرام و قرار عارفان ہمہ در مقام
تقلید است تقلید چیزے با سوز و با برکت است چیزے با ذوق در ابتدا
است مرد متوسط گاہ ذوق وصال گیرد گاہے از فراق نالہ دردے
بدردمندی آرد ہمہ آمدن و رفتن او ذوق در ذوق باشد اما مرد منتہی
أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ صفت او باشد و مبتدی را ہمہ
ناسودگے در ناسودگی بود انا متوسط اخذ الحبل بطرفین گرفت
مبتدی آرزوے انتہا کند منتہی ہوس ابتدا بر و متوسط از طرفین نصیبہ گیرد
ہمہ کم باشد زیادہ میشود و کم میشود چیست زیادتی او بود کہ کم میگیرد و از کجاست
کمی و ہر چند کہ از جمال آفتاب بہرہ مند تر از دو از صفت مقابلہ دور تر و ہر چہ
بدور تر نیز دیگر نقصان کمی بیشتر اگر وزیر با بادشاہ باشد کواحد من
اعوانہ نماید ہیچ ہیبتش پیدا نشود و چون بدور رود دیگمان برند کہ اینہم
بادشاہ است وانہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ کل یوم

ن بطرفیہ

سبعین مرۃ ہمین بشارۃ بمقام توسط کردہ است میرود ومی آید بیشتر میشود ومیگذرد وعبارت از استغفار و استتار میکند۔

شین شکایت میکند از جور معشوق واز جفاے یار معشوق ہرچند ہمہ مراد عاشق باشد باز عاشق ہواے دارد کہ ہرگز کار بکام او نبود معشوقہ گوید چہ مطلوب است بگو کہ من ہواے ترا ساختہ کنم آن گرفتار ہواے دارد کہ قابل گفتار نیست چہ می گوی العشق شدۃ الشوق الی الاتحاد گفتہ اند آنکہ اثنان لایتحدان وحیث لم یبق بینہما الا واحد فرد تان وبایت ثان ولعمری وہم دوی باقیست بلاء فراق محقق علی ہذا ہیچ عاشقے بمعشوق نرسیدہ ہیچ طالبے روے وصال ندید لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ہمہ را نا امید کردہ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ داغ حرمان برپیشانی ہمہ نہادہ عجب کارے او گوید وصال بخشیدہ ام این نالد کہ در بوادی فراق ودر مغار ہجران گرفتار وحیران ماندم وادر دا این فراقیست کہ ہیچ نبی مرسل وولی محقق ازین پردہ در نگذشت العلم حجاب اللہ الاعظم سدے ہمہ در دل شد وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی بصائر عصابہ غشاوہ بست فہمہا گم گشت عقلہا عدمست از افعال اثبات لفعل واحد آیند واز فعل بصفت روند واز صفت بذات واز ذات بکہ چون ذات حجاب ذات باشد ارتفاع این حجاب طاقت کہ بود لَنْ تَرَانِیْ کدام تازیانہ است کہ برسر موسی علیہ السلام زدہ است وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ کدام برا التست چہ بلا وچہ سوختگی است شنیدہ مصراع

ہرچہ خواہی بکن ای دوست بکن یاد دگر

ہرچہ بیان کنیم از دورہ بدور تررویم سکوت ثبوت فرماید در ہرے بنا دانی برد نہ گفتن را مساغ نہ سکوت را مجال شکایت ہم ازین بلا است نہ مرا گذارد کہ

خود بخود باشیم ورنہ خود آزمن گذرد وبخود مستقیم ماند ودیگر گویم معشوق باہمہ وبے (خود بخود)

ورجے گرنخیتین کہ دہر بازہ تجلی خفی دارد وضنتی نہانی کہ ہرگز عاشق را قابل نیست کہ

بدان مطلع شود وہم ازان بینا لہ تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک (بران)

خدارا اسد جزو رحمت فرض کن یکے بہمہ وجودات دادند ان کہ ولید را پرور

حیوان کہ نتیجہ خویش را برآرد وہر جا کہ رحمتے شفقتے میلے مجبتے است قسمت

آن جزو است کہ ہر کسے بحصہ ونصیبہ رسیدہ است علی ہذا نباشد وجودے کہ

کہ فیض رحمت اونبود للشعر

کل الجمال غدا لوجهك مجملا لكنه في العالمين مفصلا

ہمین سررا برروے کشادہ نہادہ است زیستن آمدن از اجمال بتفصیل مردن

رفتن از تفصیل بہ اجمال مسکین عاشق گرفتار بشکایت ومبتلا بحکایت باشد

یا نہ ای عزیز در صورت مجاز دونفرے کہ دعوی عشق ومحبت ودوستی یکدیگر

میکنند حالتے باشد ہر دو بوہم خویش براد یکدیگر شوند چنان نماید کہ ہیچ پردہ

بینہما باقی نماندہ است یعلم اللہ آن قدر دوری وحجب واستار بینہما از بعد

المشرقین بیشتر بری بیشتر شاید ہیہات فہیہات معشوقہ تمام عکس نمودہ است

شین شقاوت ہم باشد پیدائی عالم را بر دو پایہ داشت کما خلق آدم

جعل ابلیس معاً معاً بے شب روز قوام عالم نشود بے کفر وایمان بروز

صفات حسنے بکمال خویش پیدا نیاید از ہر صفتے وجودیست از قہر

قہرے پیدا آید واز لطف لطفے از جمال جمالے واز جلال جلالے مثالے

ظاہر از آتش سمندر است از آب ماہی است از بہشت حور است

واز دوزخ حیات وعقارب واز سبحات جلال صور مہیبہ وعظیم وچنانچہ

سلطان وغیر آن اگر این دو چیز نبودے شقاوۃ وسعادۃ ہر دو بجمع نیامدے

بدین صفت بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان حسین منصور میگوید ما صحبت
الفتوة الا لاثنین لمحمد و ابلیس سرهمه سعدا محمد صلی الله علیه وسلم و سر
همه اشقیا ابلیس به بین که هر دو علم چه بلند برآمده است و باهر دو چه تقابل و تنافی
میرود یکی میگوید اُعْلُ هُبَل دیگرے میگوید بنا اَعْلیٰ و اَجَل کو مقابله
و خویش محابا نیست رونده را ابلیس گو بدر اول قدمے که او در ره نهاد نادان
عبادت چند هزار ساله را بخلعت پاره گلیم سیاهی دادم تا فضل و شرف لعنتی
بر جبهه غرّه ما نهادند هان و هان هیا یا با بساز که درد بهتر از درمان است
وصل بی وفا تر از هجران طالب صادق بدین وساوس متعلق و پابند نشود
البته مسافر را از منزلے بمنزلے رفتن ضرورة باشد چون لعین بیند البته پاے
طلب او از روش نمی ایستد و خیال طلب از سینه اش کم نمیگردد داند که البته حریف
جرعه از ان خُم نوشد قطره از ان خمخانه چشید آرزوی دیگر برد چون از ان شربت
مستان گردی و از ان قدح حیران و سکران شوی یک لعنتے جدید نام زد
این مرید کنی تا سوز برافزاید و درد بر درد تو گردد او در وقت خویش چنین گوید
سمندر را در کرانه آتش آر در قعر غرقاب آتش انداز تا آن شقی بدبخت آتش را
بمراد خورد و سوزش را بانهایش بیند فردا عذاب آن لعین جز این نیست
داغی که بر پیشانیش نهاده اند و اضافت لعنتی که او را سرافرازیده با کبریا
و عظمت میدارد از پیشانیش برگیرند نعره آن لعین جز این نباشد آه چه
بودے آن داغ لعنتی بر پیشانی من ابدی ماندے در و وقت آن بدبخت
جز این نیست

بیت

می نفروشم گلیم می نفروشم — گر بفروشم برهنه مانند دوشم
گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه — سفید کردن آن نوعے از محالات است

بدبخت را بر گلیم سیاه خویش قناعت ضرورت باشد و اگر نکند قناعت
ناسودگی وقت نقد او باشد و آن آسودگی که او دارد آن آسودگی است که
در ناسودگی آسوده است بدرد آرامیده است باسوز ساخته است
با ضطرار قرار گرفته است حرمان را در هجران ساخته است نایافت را
یافت نام نهاده است میگوید بیت

بدست ور ندهد عاشقم در دوزخ فراقم
دوزخ ز احتراقم گیرد گریز پاے

اگر سخن بایزید را برین کلام ربط دهیم گردد من هو النار کیف یحترق
وانتظام درستے و ارتباطے مرتبے آید بعضی متاخران شیطان ابلیس را عاشق
صادق گویند مردم نادان برین سخن اعتراضے کنند و ندانند بیت

دارد دو سر این رشته یکی عجز دگر ناز
زین سو همه سر آمد و آن سو همه ناز است

دل شکسته او | اگر عاشق باشد آن مرد دو مرید بعید بود لائق سنگسار شک زار زار خوار بود عجب
آن طلب که مانع است | میکنی طلب را مانع است بیت

این توانی که نیابی بهر صدی خویش
لیک بیرون شدن از خاطر او نتوانی

اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ همین صورت نموده است حسنے و احسنے پیدا آورد
مجنون عاشق لیلے شد دیگرے بر جمال سعدی بر نعمان بهاری بر عذره نه آنکه
اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اعتبارے آمد رایت ربی لیلة المعراج فی احسن
صورة نامی دگر میکند نمازی دگر سفر یا بدره بسوے دگری بر دهان دهان کشش
باش که گره نگردی وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ سبط و از گونه می نماید تو درست

خواندن بیاموز اکثر منافقی هذه الامة قراءها صوتی و حرفی دانستند و تحقیق مخارج و مصادر را تحقیق قرآن نام کردند بر سران لقی بنا حقی تحفهٔ دگر دعوی سدقی الّٰهم آنکه گوید ناری بنار رفت مائی بما عذاب رخست وجود را از طرفین بربست لاحول ولا قوة الا بالله بسط لسان در مرکبات کن بسائط را در گوشه با او عذاب و ثواب نسبتی ندارد ارواح را عذابت باشد و لے بتبع اجساد و باقی ماندن از هوا و هراو اسے عزیز آنچه من میگویم شریعت با طریقت با حقیقت بجمعیت الحاد از دائره با خارجست زندقه از حلقه با ورا ر الباب شده است چه جواب بود که سلطان العارفین شنود او آتشی است تاب آتش تواند آورد تو خاکی هستی ام خود بجوز بحضرت بایزید یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا مقری خواند بایزید فریاد برآورد و من کان عنده فاین یحشر این شقاوتیست که هرگز بسعادت بدل نشود این دوستیست که هرگز بدرمان باز نیاید این حرفیست که هرگز ردے سلوت نه بیند السعید من سعد فی بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه بطن ام علم نفسی باشد که قابل تحول نشدے شود هرچند ابلیس چند سال بتوفیق عبادت بود اثم با ابلیس تلبیس او بوده است و تحقیقت ابلیس این بود ان علیک لعنتی الی یوم الدین آدم را نخست شرط باب برین صفت آمد انی جاعل فی الارض خلیفة پس آن گوید اسکن انت و زوجک الجنة عجب کارے هست آدم مقصود خلقت او این جهان بود دریغ سکون او را گوید در بهشت ساکن شو سکین چون نمی تواند ماند لیکن لام کفند رسوا کنند فضیحت کنند سهند کنند خوار کنند از اختیار رانند در مقر مقصود خویش فرود آرند۔

تحفہ دیگر میگوید ہمچنین بدان و مگو دانستن اش چہ سود کہ گفتنش چہ زیان
آمدی یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ افعال او معلل باغراض نیست ہر کہ خواہد محیط
بمصالح او شود ضائع ماند و کارش جز بحسرت باز نیاید و بہ ہر مظہرے کہ بصفت
اشقیا صورتے نمود لا قابل باشد کہ بسعادت باز گردد و آنکہ گویند کہ تجلی قہری
را تجلی لطفی بدل کنند اعجوبہ گفتارے از ہیچ عاشقے نشان این شنیدی کہ معشوقہ
بہیئتے و صفتے آید بعاشق گوید کہ صورتے بہ ازین بایستے این کار عاشقان نیست
شنیدہ آنکہ پا در غرقاب انداخت در ورطہ ہلاکت افتاد نہ آنکہ از خویش خبر یافت
و بر حسن و عیب معشوقہ مطلع شد باز وے آشنائی شکست قوۃ سباحت رفت
پائے شناوری پریشانی در پیچید ہر آئینہ غرق لا بدی باشد و نیلے از لے
با عزیزی اعنے بساط آشنائی در میان نہد و برای آنرا مہرہ ہر جنس غلطانیدہ
باشد ہم کہ جائے بغرض خویش البتہ اللہ اعلم اما دوری و شقاوۃ نقد است
نیلوفر را چہ گوئی جز از دور فیض گیرد ہم برابر بجدائی او باز ایستد پس آن خود بخود
گرد آید حیرانے و زبولے جز خجالے نخوے نباشد ازین بدبخت تر ہم چیزے زشت
تر و بدتر باشد۔

شین شرف ہم باشد میدانی شرف کنگرہ را میگویند از جملہ بلندی او بلندتر
باشد کدام شرفے شارق تر و کدام فضل فاضل تر کہ او گوید عشقنی و عشقتہ و
کدام درجہ بلندتر و کدام مرتبہ بالاتر فبی یسمع و بی یبصر نیابت و کالت
میدہد من عرف قلبہ مطلوبہ سہل علیہ بَذْلَ مَجْھُوْدِہٖ
خواجہ میگوید چہ مقصود چہ مطلوب کہ بعضے گمان اتحاد بردند و بعضے وہم حلول
ہم میگویند۔ بیت

گوید آنکس درین مقام فضول — کہ تجلی نداند از حلول

عکس سبحات سبوحی بر آئینۂ دل طالب روشن تر نماید او گمان حلول برد آنگاہ از خود بخود در خود شیئے احساس کند اتحاد انحاد داند لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہ حلول است نہ اتحاد اما این گمانہا از ضرورت احوال سالک شعر

انا من اھوی ومن اھوی انا

نحن روحان حللنا بدنا

در مصراع اول گمان اتحاد برد و در دوم وہم حلول انا وانا متحد نہ شوند نوری با نوری بیجا مزاحمت نکند ولیکن دو باشد اذا جاء نہر اللہ بطل نہر عیسی شرط کار است مصراع

غوغا بود دو پادشہ اندر ولایتے

لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا برہانے قوی عجبتے در نفی اکہ واجب با ممکن جمع نگردد ولیکن آفتاب برژالہ تابد ژالہ آب شود وجلہ یا ہمبرین میزان این سخن را او زنے نہاد گفت قلہ یا اخی ان الحدث اذا اقترن بالقدیم لم یبق لہ اثر مرد عارف وجود خود باشہود او این ضرب مثل کند شخصے کوزۂ از برف ساخت پر آبش کرد و در من یزید نہاد آفتاب بران کوزہ تافت کوزہ را عین آب یافت میدانی کہ این کوزہ را چہ شرف شد باخلاصہ خود یکے گشت خلاصہ تر شد روز بہان مصنوعی را این شرف داد کے دیدہ باز است کہ گم کردہ بود ہم بیخ بیخ امروز دیدم و بکام خود دیدم شرفے شریف است و فضلے عظیمے اما کل حزب بما لدیہم فرحون عندنا ہمہ خواستت قد علم کل اناس مشربہم ہم بیان ہمہ کردہ است باز یزید گفت یعنی راکم تسیر یعنی معاذ گفت الماء اذا کثر المکث تغیر سلطان العارفین توضیح فرمود صریحاً

ن بیان

لا انتغایر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شبے دریں حجرہ ہمگان بارگذشتہ ہشتاد
ویک شود ہمہ شب دران کار گذشت آنکہ چہ گمان بری درین فوق وتحت درین
رفع وحط اواز کار خود منحط بود استغفر اللہ اگر این گمان داری بگو لا الہ
الا اللہ عزت نبوت آن تقاضا کند لمحہ ولحظہ اگر کشف وتجلی جلا وخلا نداشت
آنکہ چونہ شرفیست بحق وحقیقت نہ بگمان اہل طریقت وقتے گفتہ بودم بیت
محمد خویش را از خویش کرداست شراب بیغمی دربیش کرداست
سرود ورقص ودف وسنک ونے رباب وچنگ وبربط کیش کرداست
سواد الوجہ فی الدارین دارد ازین رو نام خود درویش کرداست
عجب تشریفے افعل ماشئت فانی محب لك ہرچہ کند دوست کند
آن ہمہ مطلوب دوست باشد میدانی این چہ قصہ است لقد اطلع اللہ
علی اھل بدر چہ اطلاعست واین چہ تشریف است سایہ سبحات ازلی لمعۂ
برق ابدی ترا رو نماید برق از لمعات وحرکت ایستادہ ماند وسایہ سبحات
بیزوال وفنا باشد زہے شوق زہے تشریف باشد ہم وقتے عاشق گوید معشوق
من مرا از دوستی کہ من باوے دارم دوست تر دارد آنکہ معشوق عاشق شد
عاشق معشوق گشت ؎

من زان توام تو ہم مرا باش خوش باشد عشق اتفاقی

سئل علی کرم اللہ وجہہ عن اصحابہ قال عمن تسألون قالوا
عمار قال مؤمن ملئ ایمانا حتی مشاشہ قالوا سلمان قال
ادرك علم الاول والآخر قالوا حذیفۃ قال صاحب
سر رسول اللہ وعندہ علم المنافقین قالوا وانت قال وایای
تریدون قالوا نعم قال اذا سألت اعطیت واذا سکت

ابتدا نیست عمار تا حلقوم بایمان انباز شد سلمان ادراک علم اول و آخر کرد
حذیفه اطلاع بر منافقین یافت آنکه ازینجا چه شود گوش نه شرف علی[۵] میگوید هرچه
خواهم بیابم و اگر نه خواهم ناخواسته بدهند و اگر نخواهم مرا بگوید بخواه و اگر من با وے
سخن نگویم او با من گفتار در میان نهد اینک فضل و اینک شرف قُلْ اِنْ
كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ چه میگوید اگر شما خواهید همچو
من محبوب گردید آنچه من کردم شما همان کنید آنچه من شدم شما همان شوید تا ظن
نبری در جهان یک محبوب بود هر که او را بدو گذارد و خود را تمام بدو سپارد
و اگر محب گوئی شاید و اگر محبوب گوئی باز هم انست الله یعلم تا چند محب
بمحبوبی باز آمد آن همه بیکے بازگشت گوئی همه قوت عشق گشتند در معده هضم شدند
چنانستی که بذات خود با وجود او لحم و دم گشتند رسول الله میفرماید لو کنت متخذا
خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا میگوید خلیل از خلالست
و خلال میان دو چیز باشد میگوید اگر میسر گشتے که در دوستی دوئی را گنجایشی بودے
دوستی ابوبکر گنجیدے ـ علی را گفت نفسك بمنزلة نفسي تقابل انت
بمقابلتی اینجا خُلّت را مساغ نیست از آنچه دوئی بر نیستی رفت
من اطاعنی فقد اطاع الله همین شرف عشق است من رآنی
فقد رأی الحق همین معنے اثبات کرده است من المتوفی فقال علی الله
رمزے هم ازین حکایت است من قال لا اله الا الله دخل الجنة
قال فعلت یک وجود او هزار تجدد و اثبات دخول جنت همیدان مرتبت
شود حاصل جنت همه عبارت از آرام و قرار اطمینان و سکون و دریافت مراد
کار خیر دگر نباشد لا اله الا الله شد ذاکر مذکور و ذکر یکی گشت نحو فاست
از دلش خاست هر جواست که او نومیدی بر بست دخول جنت همین باشد نه آنکه

---

۵ یعنی شرف امیر المومنین علی کرم الله وجهه

بمیرد و خیزد بعد از آن در آید الیوم فی روح و ریحان و فی باغ و بستان و قرار و اطمینان و انهار و جنان و حور و غلمان مزاحمتها خاست و اوهام مضمحل شده است دنیا با آخرت بازگشته است بهشت و دوزخ بمثال دو غزال در بادیه راحت و قرار ببازی و بگشتن و جستن اند الیوم اکملت لکم دینکم قرارے و آرامے درستے بخشیده است فرد

امروز بر یه و ژ د ی و فردا	هر چهار یکے شود تو فردا

نقل است عائشہ ردائے مبارک را در سر گرفت و اطراف را فراهم آورد خواست بدر رود هیبت زده پیش پدر رسول الله بیهوش افتاد بعد استکشاف عرضه داشت در ره آدمی ندیدم جز شیر و گرگ و مار و کژدم و پیل و بوزنه نبوده ست پرسید در برت چه بود گفت ردائے مبارک فرمود ردا از بر دور کن چادرے دیگر در سر کن بر رو همچنان کرد و آن ندید پرسیدش گفت اثر ردائے من هر که فردا صورتے دارد ترا همان نظاره شد اکنون معلوم شد دوزخ و بهشت وقت کسی باشد آخرت و قیامت مشاهده گردد خوف از شرکت لا اله الا الله

شین از احیت شرکت کرده است نقیضان لا یجتمعان ولا یرتفعان خوف رود امن بضرورت باشد سُدّ و اکل خوخة غیر خوخة ابی بکر بیت وجود ابی بکر فرجه نقد وقت دارد که سدّ آن قابل نباشد آن همان خوخ است که مشاهد و معارف بدان ره در آیند و از ان سوراخ بیرون شوند انا مدینة العلم و علیؓ بابها میدانی چه

نقل از ابو علم میفرماید رسول الله صلی الله علیه و سلم شهر علمم از شهر بیرون شود از ره در بیرون شود و هر چه در آید از ره در آید شهر شهر نباشد تا درش کشاده و استوار نبود علیؓ سر و رهشا نخست خلافت کبری روئے مقر است درین باب مخالف ندارم

هر آئینه مشائخ را در آمد از ره علی است اگر شهر نبوت را همچو علی درے نباشد این کثرت اولیا با هجوم و ازدحام خود چگونه مدخل یابند آری علی ساقی القوم است هر که شراب محبت خورد از دست علی خورد هر که شراب محبت چشید از دست علی چشید اینجا بتوان گفتن الحمد لله الذی جعل مدینة العلم علیا بابها ولا شرف التواضع لکان من حق الفقیر ان یتبختر فی مشیه اگر این نبودے که عشق بتمام و کمال عاشق را بسوختگی و نیستی برده است شرف عشق این تقاضا کردے عاشق بر همه جهان سرافرازیدے بایزید بتبختر و خود ملامت راه سیرے میکرد و این سخن میگفت ومن مثلی ورب العرش محبوبی شطاحی از نظر شرف است المؤذنون اطول اعناقا یوم القیامة مردمے که بصلاح و فلاح دعوت کردند هر آئینه خود مصلح و مفلح باشند از خود بتمام رفته اند و کار باخر رسانیده لحظ طرف دیگرے هم کنند این طول عشق و این شرف سرفرازی جز شرف عشق نباشد اشراف اشراف جز بشرف بصیرت عشق نبودے رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم میفرماید لو هلکت هذه العصابة لن تعبد فی الارض یعنی عشق نماند عاشق نماند معشوق نماند پرستیدن چه باشد طلب دعوة چه معنی دارد اگر مصلحت فاحببت ان اعرف نبودے هیچ ذره از ذرات وجود را شهود نشدے۔

شین شکرت هم باشد لئن شکرتم لازیدنکم شکرتے با سکرتے است الشکر نعمة زائدة علی النعمة من قولهم شکرة اذا تجاوزت بینهما عن حد المعتاد ومنه السکر هیچ فردے نتوانست که حق ادائے شکر بجا آرد اقرار بعجز کرد و گفتند الشکر هو العجز عن الشکر جمال عشق که دید روی قدم کرا نمود بسابق ازل که رسید آنکه معرفت

ن آنچه بست خرقه و شیخ

ن بیچاره الدابت از تجا وز شده بیوا

شکر چون شد ما درست گفته ایم والنعمۃ زائدۃ علی النعمۃ تا آن شناخت
شود که عشق را بچشی و دراوراک آن عاجز مانی آنکه عشق را شناخته باشی
و ہمین نعمت زائد بر نعمت باشد عشق از عالم قدس است شہپر ازلی دارد و بال
ابدی دارد در رنگ بے رنگی با اوست جہت بے جہتی لازم صفت اوست
از کوتہی و درازی بالاتر است و از دخول و خروج بیرون تر و از کمی و زیادتی
کمتر ہر آئینہ ادراک چنوے مشکل تر باشد و در وہمے و فہمے در نیاید ہمہ را اقرار
بعجز ضروری بود آنکہ چہ گویند لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسک بہر بیانے و عبارتے کہ اختلاف ادیان کردند
مختتم آن جز عجز نبودہ است قف یا محمد فان ربک یصلی محمد
پرسید الرب کیف یصلی جواب شنود یمدح و یثنی علی نفسہ ثناکہ
گوید مدح کہ گوید ثنا آنکہ شناسدش او خود را خود داند عجبے کہ شمار او مدح بود
بدان خود را خود خواند و خود را خود شکر گوید و خود را خود ستاید خوب طبعے
بیتے مناسب این سخن گفتہ است **بیت**

مرغ اینجا پر بید پر بنہاد　　عقل اینجا رسید سر بنہاد

خود شکر گوید و ہمہ را فرماید کہ شکر ست من در وسع شما نیست خوب
طبعے دیگر ہم گفتہ است ہم ازین ولایت ما **بیت**

بود ز عقل پیش ازین باد غرور بر سرم
پیش در تو خاک شد آن ہمہ کبر کلاہ ہم

جہان شکر را اہل محبت و عشق در زاویہ بیخودی کردند از آن خود را از ہمہ
کم دیدند لئن شکرتم لازیدنکم اگر خود را بینستی دحید و بدست
قبضۂ عجز سپارید ہر آئینہ بہمہ حال زبان را از قیل و قال پامال سازید میل شما

جز بحسن مآل نباشد اینکه نجم کبری گویند **بیت**

گر سر ازل طعمهٔ ابدال شود — این جملہ قیل و قال پامال شود
مفتی شرع را جگر خون گردد — هم خواجهٔ عقل را زبان لال شود

زبانها گنگ شد عقلها هویدا گشت قال و قیل ره رحلت گرفت آن گهے
عشق جمال خود را بر خود تجلی کرد شکر خود را خود گفت آنکه من و تو کجا شکر که گوید
عجز هم ثبوت یابد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ خوش سخن گوید العجز عن المعرفة
معرفة چه باشد مقید صفت قعود خود را خود داند عجز او هم علم معرفت قعود او
بصفتے صحیح تر او ست قوی تر اقامتے کرده است البتّا دے نموده است تو هوش داری
اینجا لغزش قدم مردانست مینگوید هم مفتی شرع را جگر خون گردد یعنے شرح مصلحتے باشد
عجز در حکمت و در وضع او ست خواص اشیا واضح داند چه حکمت است که سم
قاتل است چه گوئی البته سردی و خشکی او ارضی است و ماده همه خشکیها و سرد بها
زمین است مردمان چه قدر گل خورند و هیچ تمیز تدآری بدو سخنے ضلال بیک
سخنے حرام من خواص را تجربه کرده‌ام ازین افسونها و سحرها شنیده چه عمل دارد چه کارها
بسر می برد لولا التقی لقلت جلّت قدرته باشد این خواص که نهاد
حرف خدائی را که پیدا آورد و طلسمات را که ظاهر کرد نیرنجات را که ره نمود ذی شانه
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ جز فعل خدا نیست جز بوضع اشیا و خواص
حروف تعیین و تشخیص نیست هیچ اهم بسیار گوئی نکنم هله از شکر شفا الشافی هو الله

دیدے

شین عشق چه شفا بخشید گفت شفا دهنده جز خدا چیزے نیست
شین عشق از شفا حرف آمر فقه بیزار باشد وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ رنج عشق بچه شفا پذیرد دارو بے چه باشد

مصراع

این نہ درد لیست کہ جز دوست بود درمانش

شاین در وسط عشق است این درمان ہم در وسط کار است آنجا
لاقرب ولابعد ولاوجد ولافقد باشد درد و درمان از کدام
فرجہ سر برون کنند گفتہ ام آمدنی و رفتنی باید پیوستنی و بدو رشدنی باید تادرد
و درمان بصورت خویش روے نماید اے عزیز ہر چہ ترا آفتے دارد آفت
عشق دو چیز است یکے در آغاز دوم در انجام آغاز عشق را خوف این باشد
مرد طالب بسیار جست از ہر درے ورہی کہ بود سری و پائے زد البتہ
رہ نمونی جلوہ نکرد مرد نومید شد یافت مقصود خود را از بعد المشرقین دور
تردید باہ وسوز و درد و غم و اندوہ و ستوہ گرفت ہمراہ جاے ابتاد دانست
کہ یافت مقصود از حیز امکان بدولت آفت دوم مرد طالب مطلوب رسید
تا آنکہ گمان بدوراے این مقصد مقصدے نماند و پیشتر رہ روئی نیست
دانست بانتہاے وصال کار انجامید کمال بانتہاے شرف خود بمقصود
اتصال یافت اکنون این مردم ہمچنین گوید رباعی

آنم کہ ہمہ جہان بفرمان منست
سلطان منم و عشق تو سلطان منست

تو جان منی ہمہ جہان جان منست
من آن توام ہمہ جہان آن منست

یعنے شفیع المذنبین کہ باشد جز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وصحبہ وسلم کرا
تصور توان کرد و شفیع جز واسطہ نباشد۔

شاین شفا شماتت اعدا کند شیطان چنین گوید نہ از خود رفتی نہ بدو
رسیدی در وسط تلونیات پابند گشتی گاہ از خود روی گاہ بدر آئی گاہ بردرزاستی
گاہ بشکستی اللہ اعلم تا مختتم کار بہ چہ باشد مرد خمار زدہ را جز شراب دوا نباشد

اگر شراب نیابد بسر درد گرفتار گردد شراب بدست ساقی است شراب و خمار است
یکے دہد و یکے ندہد تا عاقبتش بر چہ افتد العواقب موہوم و الخواتیم غیر
مفہوم و انما الاعتبار بالخواتیم از حکایتے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین
از گریہ و ہیبت بیتاب افتاد آنحال مناسب اینمقال باشد و آنکہ سفیان
ثوری از کوری خود حکایت کند ہم از ین قبیل توان دانست بلعم را ہمیں قصہ
است کلیب در حالت مناجات این مقالات داشت اللّٰھم
اسمی ھذا کلیب و جسمی ھذا مجذوم و رسمی ھذا فاقة این
جبریل و من المبار ز چہ جاے مبارزت جبرائیل است کہ او میگوید لو
دنوت انملة لاحترقت۔ خلیل میگوید حسبی من سؤالی علمه بحالی
شفا از و میخواہد حالت بعلم او میکند و سوالے خفی درمیان می نہد این درد است
جز بحضرت دوست نتوان خواند شفا جز از و نتوان طلبید بیت

ہر دوستے کہ ہست ہمیں پند میدہد
وصلش کہ میرساند و ہجران کہ میدہد

مرد متوسط را گہے نالہ ہجران باشد و گہے طلبش باشد بیت

ہجران خواہم چنانکہ وصل نخواہم
من تجربہ کردہ ام ہجران خوشتر

این کسے است کہ از وصال بستوہ آمدہ است اول طلب را آرزو کند و
اول سوز بر دل کا و فسحت آہ را کشادگی سینہ نالہ را آرزو برد اینچنین اینجا ہم
گویند۔

رباعی

من حاصل عمر ز دست آسان ندہم
دل برکنم ز دوست تا جان ندہم
از دوست بیادگار دردے دارم
کان درد بصد ہزار درمان ندہم

اگر درد بجاے درمان قرار گیرد ہمان شفا شود اما خوف آنست تسلی باشد
عشق را گفتند مرض بلا غرض چون توان گفتن کہ در عشق غرض نبود عشق را

باغرض چه کار بود عشق را از عشیقه گرفته اند و عشیقه گیاهی را گویند که بیخے ندارد از هوا رسته است بر هر درختے که بپیچد خشکش کند و اثرش تر بود عشق همیں عمل وارد در هر دلے که در آید اورا از همه چیز برو خلاصه اش باوے ماند هر که عاشق شد چشمش تر بود لبش خشک سینه اش گرم آهش سرد تنش نزار و زار و جان به بند خواری گرفتار ؎

من مات عشقا فلیمت هکذا　　لا خیر فی العشق بلا موت

ورنه خوش آید بگو لا خیر فی موت بلا عشق هر که بعشق مرد جان بجانان سپرده است هر که برنج طبیعت مرد جان بخاک و گل سپرد بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس
نه یک دریغ که هر دم هزار بار دریغ

گاه بگاہے این رباعی خوانی ازین حرفے و نکته بدانی　　رباعی

در مطبخ عشق جز نکو را نکشند　　لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز　　مردار بود هر آنکه او را نکشند

هر کرا بکارد عشق ذبح نکردند سینه اش بخنجر دردند ریدند تا رگش به تیغ عشق نکشتند نه آنکه مردار مرد دریغا ؎

بمرگ خویش میرم وه دریغا　　مرا یا مے کشد یا شاہد شنگ

خوش شفائیست شفاے عاشق پس آن صحت ابدی است و حیات سرمدی است ملالت بنجالت رفت سیاست را سلام زده است مرده به سلامت در دار السلام رسیده است　　نظم

به تیغ عشق شو کشته اگر عمر ابد خواہی　　که از شمشیر او یحیی النشان ندید کسے احیا
بمیر اید وست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواہی　　که ادریس از چنین مردن بہشتی گشت پیش از ما

چونہ شفائیست اینک فیض دامن شفائی اینجا فرو نہد و سحاب ملامتن بعارض این طرف بچکد لکن گفتہ ام دامن گیر وسط لم یکن یخلوا عن النقصان من عاشق مخمور مبتلا مہجور مدہوش مخمور در ماندہ مخذور شفقت لب محبوب شفائے یا بد خمار زدہ را مداوات جز بدان خمر نباشد چنانچہ گفتہ ام ؎

ازو بد وہم بد و توان شد نیک

اگر نرگس مست چندان مینمود کہ عاشقے غلطیدہ او را از ان مستی کہ باز آرد جز ہمان لب معشوق نہ آنکہ از و بد وہم بد وہی شدہ عجب کارے قہرہ لطفہٗ لطفہٗ قہرہ شئ واحدٌ بحکم اختلاف محال جائے صورت قہر نماید و محلے عین لطف باران بار دیکے را غرق کند ہمان باران کشتی را بر آرد یا غے زا تازہ سازد و بسیارے از کارہا ساختہ شود محقق شود شئے واحد باختلاف محل قہرے و لطفے شد بلکہ شئے واحد در شخص واحد باعتبارے قہر و اعتبارن لطف ہم ازین گفتہ ایم صفات اللہ لیست عین ذات ولا غیر دیگرے ہمچنین گوید اغیار لا اعیان دیگرے گوید اعیان لا اغیار مارا ازین تحقیق شد بعضہا اعیان و بعضہا اغیار ہر چہ او را نسبتے توان گفتن ضرورت باشد کہ او را غیر گوئی و آنکہ وجود ذات باشد ماہیت عینہ کالحیوۃ او را غیر گفتن غلطی باشد شفا اینجا شد من عشق و عف و کتم و مات مات شہیدا می بینے عفت را قید کرد و تلویحے میکند -

شین عشق عبارت از وسط است خالی از ہوائے نیست شرط عفت ہم از انست ہیچ فاسقے بدرد عشق نمرد مگر عفیف عشق را با عفت چہ نسبت کنند چنانچہ حبہ را بر تابہ نہی چہ قرارش احساس شود ہمبرین صفت عفت باشد آنکہ تمام نقد وقت او شود عزت شہادت و دولت شہود او برد رباعی

العقل عقیلة الرجال والعشق محلل العقال
العقل یقول لا تخاطر والعشق یقول لا تبال

عقیله بند بر پاها ست و عشق بیرون آمدن از جمله بند ها غایت عقل بر حد نهایت اوست و آن عبارت حز حبس نباشد اما عشق بدان ماند که طوفان آتش بر سر بر آورد کهے خشک راچه بقا توان نهاد چنین هم گفته اند الیاس احدی الراحتین عشق آید از همه امید ها نومید کند و اگر این را شفا خوانی هم شاید چنانکه دوزخیان در آتش دوزخ بسوزند که با آن عذاب خو پذیر گردند احتراق بجاے التذاذ افتد جحیم محل نعیم باشد حکیم قادر انواع تعذیبات دارد آن عذابے بعذابے برد و دردے بجاے دردے نهد سخت تر و درشت تر از آن بود که من قبیل بود ناری را هم عذاب کند ولے هم بنار در آن آتش صفتے نهد که این آتش هیچ شے دشرارے از آن محل نتوان کرد چنان نالد که از همه دوخیان ناله او بیشتر باشد درین افسونات و عملے که براے دفع شیاطین میکنند وقتے نظاره کرده روغنے در شاشند افسونے بر آن خوانند شررے از آن برروے دیو زنند این دیو بهزار عجز و زاری و الحاح فریاد کنند که مرا خلاصی شود بعد ازین گرد این کار نگردم او را در مضیق شیشه آرند از تنگی و گرفتگی آن مقام چنان میگریزد همه او گوی در چهسا نیده و در خلا نیده اند سوگند ها خورد و عهد ها کند که بعد ازین گرد این کار نگردم اینک ناری است با همه حرقتے که او را براے او عذابیست از عذاب دیگران سخت تر فارجعنا نعمل صالحا جواب شنود قال اخسئوا فیها ولا تکلمون هم دران باشید و با من سخن نگوئید که بتدریج تدبیر خو پذیر شوید و چنین هم بود که ناله احتراق هیچ شے شنود آرزوے سوختن کند با من سخن نگوئید که بهشتیان

شنوند بهشت برایشان دوزخ گردد اگر همچنین باکل و شرب و جماع ملتذ باشد
و دیگری بحکایت محبوب مستغرق شود یکی با دوست در منازعات و مناجات
است هر آئینه لذت نعیم او جحیم شود این بوی جگر سوخته ابوبکر است رضی الله تعالی عنه
این سوختگی را بسیاره تمنا برند نه آنکه از آن بوی خوش این درد ماغی بهتر نمود
آنکه بران آرزو برد نظم

گر در روز دُرد آید از خرقهٔ تکبیر — بس جان و دلم فدای دُردی کش باشد

و در خرقه صفا بود درد و کدورت امّا موجب او فرح و اثر این طرح فرح
گذشت اختیار طرح شد ـ امیر المومنین علی رضی الله عنه فرماید شعر

دواءك فيك وما تشعر — وداءك منك وتستنكر
وتزعم انك جرم صغير — وفيك انطوى العالم الاكبر
وانت القديم بديع الصّفات — ففي كل معنى تشاء تظهر

اعنی الصباح عن المصباح اینجا روشن تر شود شفا، تمامی و درستی ظاهر
گشت و بتمام و کمال خود قرار گرفت امّا سخن من قبل که آمد شده است از جای
بجای و از طرفی بطرفی مقرر و منتقل این تمام و کمال هم در آمده و شده است
ففی کل معنی تشاء و تظهر بنا آنکه عبارت از آمد و شد است لا تلهیهم
تجارة ولا بیع عن ذکر الله که بیع و تجارت باز ماندنی از ذکر نیست یا بیع و
تجارت است و باز ماندن از ذکر نه علی کلّ التقدیرین شفا کلی باشد درد
از این امراض و اسقام را الصوفیه چه هیچ مرضی نیست شفا ذاتیست امراض
است از علل باز نپذیرد و فکان لم یکن عبدالله انصاری گفته است
پیری کردن معلمیست از غیب خبر دادن منجمیست مقام هوس باز نمودن
مقومیست طامست با ضعیفان بدخویست سلامت بودن سلامت

جو نیست صبر باری مبارزلیست شکر باری برابر لیست خود را بزبان خود
ستودن رسوائیست خود را بزبان خود شکستن رعنائیست گریه کردن سقائیست
نعره زدن دلتنگیست کرامت فروختن سبکیست کرامت خریدن خریست
آخر اینمقام نیستی است این سخن بیچاره عاجز سرگردان عبد الله انصاری است
این همه بیان اسقام و امراض بود شفا ثبوت نیستی شد ای دوست تا من
و تو ایم شفا نیم و خیالیست آنگه که تو تو نباشی و من من نباشم شفا شفا نباشد
مرض مرض نباشد صحت ذاتی آن بود گفته ام دریا بجنبد موجش گویند متصاعد شود
بخاره خوانند متراکم شود جمع آید صورت بندد ابره گویند چکیدن گیرد بارانش خوانند
بر زمین افتد و روان شود نهرے و غدیرے خوانند بدریا پیوندد همان دریا
باشد که بود اینجا تحفه هست دریا بصفت خود بکمال و تمام خود از یک حرکت
او چندین صور مختلف متضاد زاد عجائب هر یکے بصورتے جمع آید یکے گشت
باز هم بدان دریا پیوست از و هیچ جدا نه شد و هیچ کم نگشت و هیچ زیادتے
و نقصانے موصوف نه شد دانستی که همه اعراض را بقا نباشد و این اعراض
هم از ان یکذات خاست بیانے که عزیزے نشانے دقیقے میدهد اگر تو از
محققانی چیزے خواهی دانست

یحجبنك اشكال تشاكلها عمن تشكل فيها فهى استار

چه میگوید هر شکلے که مماثل شکلے دیگر است نباید کے تراد حجاب انداز د از کسی
که او دران چیز متشکل شده است آن متشکلات او استار اوست او خود است
بدین تشکلات و بدین رنگ آمیزی حجاب بازی میکند.

والبحر بحر على ما كان فى قدم

ان الحوادث امواج و انهار

لايتغيرو ما يتبدل و ما ازداد

ان الحوادث امواج وانهار

حوادثیکه از جزو وجود پیدا آید بدان ذات مقدس و مطهر او و بران عین منزه و مبرا
او نسبتے ندارد لحوقے نکند اتصالے نه پیوندد هم ازو آید هم ازو بدو رود و بحقیقت هیچ
نسبتے باوے ندارد مگر آمدنے و رفتنی سخن ابوالحسن خرقانی انا اقلّ من ربّی بسنتان
روے معنوے درستے نموده است تو متوجه شو فهمے برا گر محققے این سخن داند او محقق
است ور نه بسیار درین گرداب افتادند و دست و پا زدند اما چون غرق
این دریا نبودند نهنگ شک و ظن قوت وقت خویش ساختند قال الله
تعالی یا ایها الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا
اهتدیتم میفرماید بر تو باد انفس خود هر چه جوی در خود جوی هر چه بینی از
خود بین و با خود بین هر گرا این رابطه بدست افتد ضلّ و اضلّ نبود این هدایتے
از ازل تا ابد بر شد احتیاج نباشد اینقدر باید هر چه پیش تو آید تو لقی را دست
موزه خود سازد و حاصل خود را دست ابنو به نادانی بجز این تدبیر نکند هر چه
پیش تو آید بیشتر بردو بیشتر رفتن میسر نباشد تا کسے بتواتر و لتوالی قدم بر قدم
نزند لیس العلم فی السماء فینزل ولا فی الارض فیخرج تا آخر کلام
نمیگوید تو بر و کلند بستان خود را بکاوو درون سینه تو چیزے است
آنرا بکش میگوید از صفتے بصفتے شو تا ادّبوا بآداب الروحانیین
تا هما نچه بودی همان باشی اعراض همه امراض بود و شفاء فان حقیقته او
الحق و دوا الحق تو انجا رسیدن نتوانی و تو آن شدن نتوانی و لیکن
چنانچه گفته اند از دریا چه بود بادریا چه شد چه بازگشت همان بود صدیق
اکبر رضی الله عنه میگوید العجز عن المعرفة معرفة مرضے و درستے بیان
میکند و مرض در مرض را شفا نا امید مُتقید عاجز بنمود خود همان عجز نمود

او عرفان یعقو داد و شد کنا اینذ الله فی ذلک المکان اگر مرض نبودے
مکان را نشان نبودے ابلیس میگوید عمر قصه مدر از تو بتان را سجده کردی
من خدا یرا سجده کردم سجده بتان ترا این بار آورد مرا این روزگار پیش آمد
ترا ازین توبه میسر شد بروزگارے و کارے رسیدی مرا توبه میسر نه توبت
پرست بودی من عشق پرست بودم بت پرست از بت پرستی توبه کند
عشق پرست از عشق پرستی توبه نکند و اگر چنین باشد عاشق نبود بیت

بلا ست عشق من آن کز بلا نه پرهیزم
چو عشق خفته بود من برسم انگیزم

ریش دل ابلیس آن ریش نیست که از خویش بدر توان کرد دوا را و همان
درد او ست آه رباعی

جامے خوردم صفا ندارد — یارے کردم وفا ندارد
ریشے رستست که به نگردد — دردے دارم دوا ندارد

اے مرد محقق انسان در ترکیب خود جزوے از ابلیس شیطان هم دارد
ترا از هر جزو خود برخورداری ضرورت است ای یار عزیز که در راه استاد
من هش باش که من در چهار خود چشمکے زده ام حریفان فهم خواهند کرد
گر توانی تو هم استراقے کن سخن خفیه را دو جوس همسایه را اجزا پنهانی در راه
شتوان گشیده سخن ما را تجلی باید کمبو سر فراز نیست که بخون دل خوردن
شاید چیزے دست یابد و چیزے برخورد شنیده رسول الله در اثناء
نماز چه لطیفه کرد هن غرانیق العلی و شفاعتهن ترتجی
این گفتار که سری کار و از ره شورش روزگار سر بر آورد چه اعتقاد جز که
استغفر الله الّا شیطانی است بے گفته ام جزو شیطانم کیست

اگر قسمے از ابلیس در آدم تلبیس نبودے فعصیٰ آدم ربہ فغویٰ درست
نشستے الست بربکم تعلیمے خوش میکند مگویید ربکم تا ہر کہ خدائے
خود را شناسد در پس آں خدائے خود رود۔ بیت

اے ہوا ہائے تو ہوا انگیز — وے خدایان تو خدا آزار

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ تفسیر میکند کہ الست بربکم
چنیں دانم ہمہ ہوا ہا را مجتمع شد و ہمہ مراد اش را آئینہ گشت۔ بیت

کل الجمال غدا لوجہک مجملا — لکنہ فی العالمین مفصلا

جملہ ہوا ہا بیکبار بیک آئینہ بیکرو بیکسو جلوہ کرد و ہر یکے ہوائے خود را تب
یافت ہمہ ہمہ وجہ بضرورت ہمہ خود فریاد میکرد ویلے واللہ من ورائہم محیط
احاطت بچہ شد در جوز و بیدہ ہرچہ مغز مغز است در قشر قشر قشر بسیار است
قشر قشر قشر خبر از مغز مغز مغز میدہد مغز مغز مغز و مغز مغز مغز با قشر
قشر قشر باشد از و شعور دارد و شنیدہ فصل فصل فصل فصل وصل وصل وصل وصل
فصل است امثال ایں کہ بالا گفتہ ایم اگر ترا با سماع نظر آنجا التفاتے شود کلمات
متضاد کہ از صوفیہ زاد و اختلاف نظر کہ در صفات اللہ افتاد بہ بینی ہمہ بر تو یکبار
نقاب احتجاب کشاد حجابہ النور لو کشف لاحترقت سبحات
وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ نور اسم من اسماء اللہ
تا آنکہ در دعائے ماثورہ گوئی یا نور یا نور النور و اینجا گوید حجابہ النور
اکنوں چہ گوئی ایں نورست دگر و آں نورے دگر تا آنکہ گوئی حجاب او ذات اوست
از محققان ہمیں لائق تنزیہ و احقاق تنزیہ و حلیست حجابہ النور نور را حجاب
خود کردہ لو کشف لاحترقت اگر آں نور لطیف حجابے در میان نباشد
چہ باشد نور تیکہ باشد احتراق حجابست چہ یارست از چہ بود تا کل الارض

ن بر آورد

ذالانسان کل من ابن آدم الا عجب الذنب منه رکب و منه یحشر بسیار گفته ام این همه چهره بازی فیض اوست و این همه شیوه سازی عکس رخ رفدس اوست گفته ام دریا شوریده موجے و بخارے خاست از دریا چیزے منتقل نشد جز دے و بعضی از وجد انگشت از ینجا نیکو تردانی که فیض او نه عین اوست نه غیر او پس بحقیقت تصور فرما تا آن مسوره منوئی بصورت اطلاعے تصور ندارد فالتزم حدّك ولا تجاوز عما حدّك بایزید نجات ابلیس خواست جوابے با صوابے شنید او آتشی است تا آب آتش تواند آورد تو خاکی مستی غم خود بخور این همه امراض است که در راه عشق طالب صادق را پیش می آید و اور اجز این گذر میسر نه۔ اما صادق را صدق رهبر است البته تجربه شد از غیبے از شاهدے کسے برسر او افتد کار تمام کند اما با متردد و متزلزل سخن نداریم دشوار باشد که او ازین رهگذر بسلامت گذرد عشق است و موارد و مواهی که بحسب اوست از و گذشتن دشوار باشد اگرچه از و گذشتنی است اما بس متعذر قریب باستحالت بسیار دیدم و شنیدم که شیوخ برین ارشاد کردند مردے کورے هست برائے چشم را هیچ پرهیزے نمی باید کرد چشمے پیش کرده هرچه خوش می آید میکند و هرچه پیش می آید میخورد و هرچه زیان در چشم شود چه شود کور شود او خود کور است ذو النون جوانے را سنگسار فرمود نه آنکه علت غیرت او بود ورنه آن مسکین چه گنه کرده بود حسین منصور و ابراهیم خواص بینهما ملاقاتے شد حسین از خواص پرسید فیلم انت گفت سی سال است نفس را در توکل در بادیه ریاضت دادم حسین منصور گفت ضیعت عمرك فی عمران باطنك فاین الفنا فی الله گفت همه عمر خویش در آراستن باطن گذرانیدی آن شده گیر فنا در و کجا میدانی مجنون بلیلے آنگه رسد مجنون در میان نباشد همین لیلی باشد معلوم شد که ریاضت خواص سی سال در بادیه برائے

استقامت توکل را خارے بود در پاے او خلیده رنجے داشت کمین زده ریشے بود پنهان رسته [عه۵] تا خواص را صلاح بحق تحقیق چنانچه شرط کار است ذرة فذرة گرد نمود شکر را چند صورت سازند چه گویند آدمی و پیل و اسپ گویند و اگر بشکنند باز چنانچه بود غده سازند باز همان شکر گویند نه آنکه مرضے بود که عرض اهل حقیقت است وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا آنکه حکیم شد گذر بر جنس و نوع خویش ضرورت باشد از مادر و پدر و از خواهر و برادر چون توان برید یک جزو در انسان ناری است او را نسبت آن جزو در نار گذر لابدیست سخن درستے اگر محققان این راه بعلت گفتار نمی نمودند چندین بیان و اشارت و رموز همراه آن منوط است اندیشه نکنی از یکے بیکے چگوئی چه بیان کنی و از و چه خبر دهی نه آنکه هر چه گوئی چیزے بوهم خویش قضا با درستے کنی و بدان نتائج ساخته سازی نمی دانی ثانی حال تا چه درست افتد و تا چه کثر بر آید نه آنکه این همه علت است شفا یا بد و شفا را اجز انتهار و ننماید اے مبتدی ذوق عیاد نش میگیر و طالب دردمند باش اے متوسط خود را صحب شمار و طالب اماند ه انکار و هر چه ترا پیش آید از حکایات و شکایات و الوار همه مرض اهل حقیقت است این همه پابند طالبانست او را او بدان میدارد و او بدان خوش میباشد وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ

اگر شین عشق را باستقصا بیان میکنم مختصر بدان طول میشود که خواننده ملول گردد یکے زمانه آخر است من خود میدانم بتحقیق این حدیث نفس

عه۵ این عبارت از "تا خواص را" تا "گرد نمود" در هر چهار نسخه همچنین است - ع ح

است کہ با خود میکنم تو آنرا خواہ لمۂ ملکی خوان خواہ لمۂ رحمانی فاما ما این را
وسوسہ نام می نہیم ہر کہ شیخ شد متمند گشت نبوت یافت شیوۂ دعوت پیشہ
ساخت ضرورت باشد کہ از شین عشق پابند اسیر ماند تا باشد ازین جہان
خبر نیاید علت وقت او ہمان بودہ من عرف اللہ طال لسانہ
مریض را از طبیعت نالہ باشد من عرف اللہ بصفاتہ الحسنیٰ
واسمائہ العلی طال لسانہ ہر آئینہ آنکہ صفات او توقیفی
است بود و چند و آنکہ بر صفت معنی اطلاق کنند اللہ اعلم بکمیتہ و کل
صفات ذات او انحصارے ندارد و ہر قومی بزبانے خوانند واللہ
اعلم بکمیۃ الخلق و دیگر چون گوئی این صفت را با ذات چہ
نسبت عینیت و غیریت و ابحاث دیگر طال لسانہ ضرورت باشد و آنکہ
گفت من عرف اللہ کلّ لسانہ معرفت ذات اوست و آنجا
جز حیرت اندر حیرت و بیخودی در بیخودی نیست وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ مرد سالک کہ قدم ہمت او از وی بدر نمی تواند شد ہر آئینہ بمرض
وسط گرفتار باشد لقاء الخلیل شفاء العلیل یا خفتے بود یا رفتے
باشد ذہن مریض بمعارض متعلق شود و از اندک احساس غافل ماند مرض
و علت کہ خلت خواست لقاء آن خلیل شفاء آن علیل است من احب
لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ قصۂ محبت بیگانگی محبوب است و شفا جز
بیگانگی رہے نسپرد و دروازۂ بستہ قرار نگیرد و لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ازین طبیعت ناہموار البتہ در گفتار شرط انحصار دامن گیر او نمی شود
استغفر اللہ
شین عشق از کورۂ دل مجھے شررے خواست ہفت درک دوزخ

ازآن آفریدند گردن چهرهٔ متبنی شکسته باد نگرآن خاکسار چون بر حرارت
دل عاشقان اطلاعی یافتست وابروے بران دیده است میگوید بیت
وفی قلب المحب نار هوا　　احر نار الجحیم ابردها
خلق الله القلب قبل خلق الاجساد در و حرارت عشق نهاده اند
غایت حرارت شررے سر بر کرد هفت درکه دوزخ ازان یکشرر قوت
واستقامت گرفت وقلب را که قلب خوانند زیرا که قلب قلب قبیل است
وقبیل را قلب کردند قلب شد وقلب را که قلب گویند هم ازین که قلب
قبیل است وگویند سُمّی به لتقلبه آرے از قبیل قلب شود هر آینه تقلب
آید در هر دلے که این آتش افروخت دود از وجود او بر آورد و عار در مظهر
او زد شرر را مقر بنا شد جز در مرکز خود آتشی را با آتش سپارند آنگه قرار گیرد
وَإِنْ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا همین میل طبیعت است که همان سو کشاده
خواهند کردن اما قهرا دوا با طبیعت قهر هم همان سو میبرد که نسبتے خاصے
است شفا گیر شد شرر تن ابراهیم را که در آتش نمرود انداخت اکنون
چه شد قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا کل بجز و رسید شد بعروس پیوست
خلق حوا من ضلعة الایسر من آدم عروس با نخل هم شد ابنها شقا آمد
شرر ابراهیم را اگر در مشرقین و مغربین بجوئی نشانے نیابی از کجا که شرر بود
وسلام گشت ابراهیم کل وادی هیام شد گاہے میگوید إِنِّي لَا أُحِبُّ
الْآفِلِينَ جاے گفت لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ پس نکر تاب
آفتاب کل بکل شرر با مرکز خود معانقه کرد ضرورت مرض را دست بوسی
پیشه آورد و قد بوسی بصورت احترام کرد و معذرتے فرمود سخن بالا فرو
افتاد و بتحقیقت این سخن مارا فرود بالاے نیست شرر عشق مثالے شمعے دان

پروانہ را عاشق تصور کن این عاشق را بدین معشوق چہ نہ باشد کہ بدو وصال
درآید آرے خود را فدائے او سازد و خود را برو زند تا سوزدش آنگہ دود برید
او بسوزد عین آتش و نور گردد و ہیچ در ہیچ نابود در نابود شود عجب کارے
ابوالحسن نوری میگوید اگر منم او نیست و اگر او ست من نہ ام چہ نہ گوید بلکہ بودم
من شہا ہم وا و باشد جنید تسکین مید ہد کہ امر محال را اہل عقل روا نداشتہ اند
نوری ہم برین خبر تسکین میگیر و گفت نعم المعلم أنت لنا یا جنید
اما دیوانہ باشد ہر چند استحالت عقلی دامنگیر وقت او باشد و خارہائے روش
او شود اما او با این ہمہ از سر بدر زدن باز نماند بیت
خواہی بوصال کوش خواہی بفراق — من فارغم از ہر دو مرا عشق تو بس
عقل از عالم ملکوت است و عشق از عالم لاہوت فکم بینہما گفتہ ام۔
شین آخر سہ دندانہ دارد ملکوت جبروت لاہوت را در گرفتہ است۔
شین شر ریک قف ہر سہ جہانرا سوزد و در ورا الورا پروازے کنند
انجا شکارے نیست کہ باز عشق صیدے بازد اما خود بخود باز دبغیر خود نپردازد
شہ عشق شہپر طائر ہمت را چنان سوزد کہ بازش مکنت پر و بال نماند ھان وہان
بلند پری مکن بر آشیان عجز بایست بہمہ عجز و انکسار و شکستگی و افتقار باز آی
وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ مقصد صدق خویش کن زین العابدین میگوید نظم
إنّی لأکتم من علمی جواھرہ — کیلا یری الحقَّ ذو جھل فیفتتنا
وھذا الذی یقدم فیھا ابو حسن — الی الحسین ووصّی قبلہ الحسنا
فیا رب جوھر علم لو ابوح بہ — لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولاستحلّ رجال جاھلون دمی — یرون اقبح ما یاتونہ حسنا
میدانی کہ رجال جاہل کیانرا میگوید تابعین و تبع تابعین و بعضے صحابہ ہم بودند۔

لنا اوصی

شین شر عشق آن دندان ندارد که بیان اطوار از ہر دہانے سر بروں زند دیا از ہر زبانے شمہ از و توان شنید شر عشق کونین را سوختہ است ونیست و نابود کردہ است واللہ اعلم ہنوز تا چہا کند لا یتجلی فی صورۃ مرتین ولا یتجلی فی صورۃ الاثنین اورا ازین بازی گری کہ باز میدارد خالق از خلق نمیچہ می ایستد کل یوم ھو فی شان را چرا بیکار سکند عنان تمالک را از دست برچہ میدہد خود بر خود برچہ میگردد موسیٰ کشد قبطی را جرم کردہ بود خضر کشت کودکے بے گنہ را و آنرا عبادت وطاعت نامند وما فعلتہ عن امری ہر دو محل این شرط توقیع یافتست اما غایت مافی الباب محل صریح محل خفیہ کہ کرد از خود اما این گفتار موسیٰ را سز و بس و آنکہ مثلش بود چنانچہ گفت وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ازاحت علل کرد این دندان شر رہہا نرا سوخت وچنان خورد خائید کہ خاکستر نامید شر عشق را کہ تاب آورد آنجا کہ رسید سوخت اورا از دیر دا زوے باوے ازان او ہیچ نماند آنگہ وصال چہ معنی دارد اے دوست و نیکجرعہ ساخت نیست و نابود را از خود چہ آگہ بود

نظم

ہستم ولیک نیست و نابود	نابود ولیک بود را بود
نابود چہ بود بود را بود	نابود چہ بود عین مقصود

عبداللہ انصاری گفتہ است ہمہ برانند تا چہ شود من بر انم تا چہ بود ہمہ گویند تا چہ شود عبداللہ انصاری برانست تا چہ بود محمد حسینی برین است تا چیست این ہمہ۔

شین شر است از عالم شہادت بعالم غیبت برد و از غیبت در عالم شہادت باز آرد اجمال وتفصیلے را ہمین معنی گفتہ اند رسول اللہ

میفرماید من سرہ ان ینظر الی میت یمشی علی وجه الارض
فلینظر الی ابن ابی قحافة مردہ نزد وا ما زندہ کے باعتبار مردہ
بود او را اگر رفتارے مردہ وارے باشد شاید ہوا ہا بادے نماندہ
است مرو از ہوا پرستی بدر شدہ است مردہ تصور فرما کہ این کار
زندگانے نیست کہ با زندگی مردم از ہوا باز نتوانند ماند شنیدہ باشی
کہ ہوا دعوے خدائی دارد ہر جا کہ شررے شد ہوا شد شرر شین عشق را
احتراقیست ہمہ را سوخت تنہا را ابتیاب کردہ است صوفی در سماع
میگفت لو ان احسنی العرش لاحترقته مگر از وراء ستر وفا
عزت ندا الی انی شنید چنانچہ رسم کار است باز دارندہ رسم حجابت
و پردہ داری چوبی در پیش داشت یعنی ازین طور گذشتن در وسعت
بشریت او در غلبہ حال او بہر ہیبت کہ از فیض وراہ سلامت نصیبے
گرفتہ است شطاحی میکرد لو ان احسنی العرش لاحترقته
زہے شرر عشق بیک تف عرش کہ اعظم المخلوقات است محل مجلس رحمانست
اگر حجاب بشود ہمان است کہ بسوزد ہمانچہ گفتہ اند دوست با دوست
ہر کہ جز دوست نہ بیکوست نہ بیکوست مرد عاشق شد و بشرر عشق
نسوخت و گرمی در دل خویش نیافت و سوختگی احساسے نکرد پس
عاشق نشدہ است

کس نشد پروانہ آتش گزید ہر کس دیگر و عاشقی دیگر است

إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا عاشقے
بیا بدتا این شطاحے بری کہ گفتہ دوست آید ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ
الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ چشیدن باکانے چنانچہ گدائے کانے خود فرستاد او

ن جا بہا را فروختہ
ن بشنود
ن درائے مراوفات
ن بشنود
ن ہر چہ
ن سوختگی
ن احساس

در ہمہ شے از آتش انداخت کان مجنون را اگر بشناخت گرفت لیکن
مجنون شنید رقصے بزد در عشق چنین بو العجبہا باشد واللہ علیم حکیم کلاً و جملۃً
صدقاً و حقاً می باید دانست تا شرر عشق سینہ را نسوزد و از جمال شمع
رخے نہ افروزد کان اللہ یکلم آدم شفاھاً اگر آدمیت با آدم
و آدمی التزامی نبودے شفاہ را راہ نجات توجیہ نکردے شرر عشق
وجود آدم را ہم درید و خلقت بر صورۃ تمّوہ و تزخرف نمود چو اصل
نبودہ است لیتنی باز آمد یکلم اللہ شفاہاً درست شد اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ
وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا تکلیم شفاہا درست نبود تا حجاب
بشریت درمیان بود وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا
اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا الا وحیاً با کسیکہ وحی شد
او را از دید و برد یا او بدو از وے سخن گفت بشر و بشریت را درمیان ایشان
نبود خدائی و خدا را کذا لک جنید با شبلی گفت اسرارے کہ ما در سرداہہا
گوش بگوش گفتیم تو بر سر کوچہ و بازار آشکارا کردی شبلی جواب
دہد داشت اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ هَلْ فِي الدَّارَيْنِ غَيْرِي
عَلٰى هٰذَا اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
ہمہ شیوہ ناکی و شعبدہ گری باشد شرر عشق را آن تاب است کہ این ہمہ
شیوہا بسوزد او خراب است اَللّٰهُمَّ قَوِّنِيْ بِقُوَّاتِكَ وسددنی بسدادک
سبحان اللہ توان جز بوجود او قوام جان و روان استغفر اللہ
چنین گویند عقل را با عشق زور نیست میدانم کہ می گویند وے آن
عقل معاش باشد آن عقل تدبیر باشد اما عقل عرفان عقلی علاحدہ است و عقل
عشق سرافرازی دگر دارد در دل توجہ می کند مرد عاشق کہ رہ وصال

معشوق جوید بدان تدبیر وحیلها که تو شنیدهٔ با هر یک کمینه دران کو نسبتے و گذرے دارد چه التزامها وچه دوستداریها وچه دلداریها می نماید باختلاف و تردد هر زمان و ساعت از و عجیب و غریب می نماید و هم ناظرے ظالمے بے انصافی نپرسد که چه غرض و مصلحت که درین کو چندین آمد و شد و ملازمت است و اگر پرسد جوابش می گوید فلان خواهرمنست پدرمنست چه می گوئی بارے بدین بهانه همسایهٔ معشوقه شد و بدین تقریب جوار باکسانے که با او خصوصیتے دارند واز و نشانے و خبرے گویند و دانند و برمزاج او مطلع باشند بچه رغبت دارد واز چه کاره و معترضست و همبرین بهانه توان نام او را پیش او ذکرے کردن اکنون القصّه یطولها مختصر کنیم ع

کوته کنیم قصهٔ ما کار دفتر است

اکنون همبدین تدبیر کار بجائے کشد معشوق با همه تعزز و تعالی خویش و با همه تعظم و تکرم و با همه بے نیازی و سرافرازی و با این همه که از همه مستغنی است مستعلی است بردر عاشق خود بیاید و با همه حسن و نازے که او راست و با همه حسن و جمالے که او دارد و با همه عزے و نازے که با ویست عاشق را بدان اعزاز و اکرام در بر کشد و لبسینه گیرد که عاشق را باوے این عمل میسر نبود بلکه معلومش هم نبود ع

عشقبازی ز من آموز که من پیر مغانم

کدام ظالم مشرک که عشق را بدو نام خواند عشق مجاز و عشق حقیقت مجاز دو معنی احتمال دارد اصل مجاز مجوز بود مفعل باشد یعنی محل جواز حقیقت اسد گوئیم دلاورے مراد داریم و این گفتار و این ارادت مجاز باشد مجاز مشتق از جواز بود و مجاز یعنی محل گذشتن چون حقیقت نیست ثبات ندارد هر آئینه گذشتن

باشد ہمبدان مجازنام نہند شرر عشق مجاز را سوزد حقیقت را دارد زر را در
خریطے کنی آتش ہم خریطہ را سوزد و زر را برائے تو دارد مجاز خریطہ حقیقت
بود یعنی غلاف حقیقت است عشق پردہ را سوزد و بحقیقت این پردہ برسد
پردہ بزرگ انداختہ است چو پردہ سوزد آن کس را چہ جائے احتجاب باشد شرر عشق
این قہر و این سلطنت دارد کجا افتادہ ایم مقصود را باش دانستہ عشق را ہم عقلے
ہست کہ آنرا عقل عشق گویند کہ عاشق را بے آن چارہ نیست ور نہ بہیچ مرادے
نرسد دہ بیگانہ و غائبانہ میرود ہر بارے بشرط آن کار یست اگر این تدبیر کہ
حکایت ازان کردم بکند رہ روئے بملاقات معشوق شود یا نشود شنیدہ
آنکہ خود را زاہد و عابد ساختہ شیخ شرف الدین پانی پتی را پرسیدند
چرا طعام و آب گذاشتی گفت تا ایں دم را استوار دارند دیوانہ است
از خویش و خویشاوند بیگانہ است از قدم شرع متجاوز در خود مردے
فرزانہ است اما غرض ما این بود اگر شرر عشق تابے زند این نظر را پاک
سوزد مزکے و مصفی گردد چون این پروانہ بشمع شدہ بخود کشد بجان و
سر من گوش دار بجان و دل بشنو کہ سخن نازک است اگر باصفائے تمام و
بشرط استماع کلام ترا اگر اینجا فہمے دست دہد زہے مرد کہ تو باشی شعر

کلامی الی مسمعی راجع ۔۔۔ کانی انا القائل السامع

این بقول شبلی بازمیگردد شرر عشق کاف کانی را بیک تاب سوختست
چنانکہ کاف کانی انظر الی عرش ربی باز اگویند رایت اعلی آمد
و پیش تخت این سخن بود و این مراد باشد بادشاہ آمد و پیش بادشاہ سخن شد
کانی انظر الی عرش ربی باز اخدا بر الصفت ظہور می بینند نہ بینند
تا باصرہ او از نور او فیضی نگیرد چہ شود ما رأی اللہ غیر اللہ شرر عشق

رویت و رائی و غیر رائی را بیک تابش بسوخت جز صمدیت صرف
نماند اینجا چگویم نکو گفتن که دید کرا دید کدام کس را دید کارا و از دید و گفت
شنید گذشته است دید او را دیدی که دی گذشته است امروز
حکایتش کوتاه کن فرد

امروز و پریروز و دی و فردا　　هر چار یکے شود تو فردا

لا فقد ولا وجد ولا قرب ولا بعد فان القرب عين البعد
والبعد عين القرب بل القرب بعد البعد والبعد قرب القرب
فعلی هذا المقال امثلة كثيرة ولكن كبحنا[1] عنان الكلام
الى ما الهمنا ربنا بالفضل والكرم۔

سه دندانه شین عشق بسه کوه ماند یکے را طور نامند مید انی
موسیٰ را دران طور چه نور و چه حضور بود و بچه موجب بر تن او مرور
خرور شد غفلت که خودی بخود بود که گفت ارنی خود آنکه نفس او سد او
معرفت او بود و شہود جان او کوه اند وه شد چه تو با خود باشی مارا ہی
ترا از ما لذتے استغفر اللہ ترا از ما ہنرتے لا حول ولا قوة الا باللہ
ترا با ما دیدارے توبوا الی اللہ جمیعا موسیٰ را باور نمی افتد گمان
دارد سخن شنیدم جمال یا بصارا بنیم لذتست او آن لذت نیست که غیر
او بدو ملتذ باشد اکنون ہان وہان از خود بر خود چه توان بر خورد
امتحان را قرار شد اگر کوه را با چندین قوتے و ملکنتے که او دارد قرار
و آرامے که او را است و حجرے و غلظتے که با ولیست حیلتے

---

[1] کبح بمعنی عنان باز کشیدن ستور را تا از رفتن باز استد۔ از منتخب اللغات۔ ع ع

بدو و مہیم شعوری بدو بخشیم پرتوے از عکس جمال خویش بروی تا ہم اگر او
با این ہمہ قوت و مکنت خویش تاب جمال ما دارد تو نیز خیالے بسر بر
فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا کوہ از بس لذت و راحت
و خوشی قطرہ قطرہ شد موسیٰ را تاب عکس عکس نمود وَخَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا
نقدے در دامن جنبہ او بربستند او را از دبیہوشانہ کرد علت توسط
باقی بود فَلَمَّآ اَفَاقَ توبہ حق بایست کرد از دم بقدم از وجود بعدم
چند در چند باشد بیہوشی از بس لذت ہم بود از غلبۂ ہیبت ہم باشد
کس باشد از بس لذت بیرد و دیگرے از بس ہیبت ملا الواطر با
ہمیں افسانہ را قصہ کرد است دک جبل و خر موسیٰ ہمبرین مقصد مقر
صدق ساختند اگر گذشت را محل نمودہ است چہ معنی داشت
با موسیٰ چرا گفتند عشق از صفور آموز۔

عظمت و جلالت یکدندانہ شین عشق را شناختی اکنون
ہان وہان بر کوہ دگر بر آن نظارہ کن کوہ لبنان مسکن و مقر قطب الاقطاب
است او بہر صور و اشکال بہر کوچہ و بازار بصور مختلف گردد بہیئت
متضاد نماید اما مستقر و ماوی او لبنان باشد آنجا غار ایست قطب
الاقطاب را آنجا کار و بار ایست آنچہ چشمہ ایست قطب الاقطاب را
بران نظارہ نظر ایست روشنی و صفا ہم از ان آب جلا بیند لبنان
محل مناجات ابدال است مقام مناجات اوتاد است نقبا و نجبا ہمان
جا مسکن دارند نامہائ نقیبی۔ نجیبی۔ ابدالی۔ اوتادی۔ شغلے و کارے
کہ ایشان دارند ہم بتوسط کار ما نسبتے دارد و انجا کہ ما ہم شغلے
و شاغلے نامے و کامے صحنے و بامے نامے و دعامے آنجا صورۃ

[ن وجود را نشانه] نموداری ندارد لا آله الا الله غمزه زده است ترک وجود را صورت نشانه
کرده نیست و نابود ساختست قطب الاقطاب بر سجادهٔ اضافت جلوس
فرموده است ابدال و اوتاد بر خیال وهمی طوافی کنند بود از ان طواف
مانده شوند بخود باز آیند بعجز و واماندگی و درماندگی صورتی دیگر نظاره نشود
لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ همین کوه رو کرده است لابد و لابد
[ن الله] من کونك فی طریقك الله اینجا خطی کشیده اند حدی کرده اند از ان
مناره گذشت تصور نمی افتد نشین عشق میانه افتاده است میانه را با نهایت
کاری نزدیکست اگرچه باید با هدایت هم نسبتی دارد اما ازو قدمی پیشتر نهاده
است تا بنهایت نسبتی برده است بدایت را پشت داده بنهایت رو آورده
است در تو سیری کردم حاصل ترا دیدم ترا با یگانگی بیگانگیست تو اسیر شرک
شرکی ترا قرار نبود تا بر شرک شرک استمرار نشود درین باب قصدی پیوستم فصلی در
امید وصلی ندیدم هر آئینه اگرچه آشنا بودم جداگانه استادم اگرچه یکی ام دوگانه
شدم میان من و معشوق من بیگانگی نیست اما بعاشق شدن من و معشوق
[ن کزره] گشتن او بیگانگی ظاهر گشت از ره باطن تصوری کردم قابل یگانگیست نیافتم
نماز بجماعت سنتست جماعت چه معنی دارد مجتمعی را جماعت نامند امام و
چند نفر یکجا شوند گزارند جماعت خوانند اگر دل امام در گشت و هیمانست
[نماز بجماعت] و خاطر مقتدیان در جنگل جای و صحرای و تماشائیست علی هذا جماعت
در زاویهٔ تنهائی قرار گرفته و از ایشان تنفر کرده اگر نمازی گذارند که نفس و دل
[ن هم] و روح و سر و خفی یکجا جمع شوند نمازی بجماعت درست افتد و اگر بر فهم
فقیه سخن گوییم هم بجماعتی مرتبه حی شود پرستندگان بر انواع اند یکی ایستاده
پرستند دیگری چهار پای شود سیومی بر سینه افتد بشکم رود این هر سه عبادت

آدمی را بجمعیت درخت سر زیر پا یا بالا باشد ایستاده نماید اسپ و ستور بهاره
در رکوع اندمار و امثال این بر سینه و شکم افتاده است انسان هر سه عمل
در کار دارد ایستاده پرستد آنرا قیام نامند چهار پایه شود آنرا رکوع گویند
بر سینه و شکم افتد آنرا سجده خوانند هر سه بحقه مودی شوند نماز بجماعت درست
گردد ابو عثمان مغربی میگوید البدلاء اربعون والنجباءُ النقباء سبعة
او تسعة والاوتاد اربع والقطب واحد وعليه مدار العدد
وبه الغياث وهو الغوث آنکه ویدی بشرکت جمعیت نیست ابدال
چهل نجبا هفت اوتاد چهار همه شرک در جمع در جمع جمع الجمع را
عنایت کنیم چه معنی باشد همه را یکے گوی ای مرد عاقل همه یکے چونه شود فکرے
نمی کنی این چهل روے در یکے دارد و شکل سلامتے می نماید تحفه دگر قطب را میگویند
وهو الواحد وعليه مدار العدد گمان مینه بیکند که قطب را نیز
واحد من العشرة شمس ند خضر باعتبارے داخل و باعتبارے خارج
و باعتبارے متصل و باعتبارے منفصل ای مرد نادان از احت اضافت
کن نسب را در اسقاطات بند فرما یکے بیکے کرد فرد حقیقی باش ای محمد
پندے میدهی که مردمان گویند ت محال گوی فردانیت قطب و توحد
او هم بشرکت اشتراک یافت با دوی و دوگانگی آشنائی کرد آه تا منم
این کار است جائے از وحدت خالص نشانے ندارد جز پیرے تدبیر یکے
ندیدم و همه مردان جز اطفال شیر خواره نیند محمد حسینی اگر بچه زاده
بود یا ماده جنینے در رحم جمع شد هم کارے باشد مگر او نمی خواهد خود را هم
بشرکت سپرده است البته خواسته است که نگویند که هیچ یکے ازین میدان
گوی برده است اَکادُ اُخفِیهَا رمزے هم برین کرده است آنکه خود خود را

نیست مرا و ترا چه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اخفی
من دبیب النملة   همین دلیل کرده است و همین سویدا است
نمود خر موسی صعقا اگر شرکت نیست و ازین لذت و هیبت
است چه معنی دارد **شعر**

تعالی العشق عن همم الرجال   وعن وصف التفرق والوصال
ومهما جل شیء عن خیال   یجل عن الاحاطة والمثال

هر چند بیان بیشتر و مبالغه کنیم برای تصفیه توحید را شرکت ازان بیشتر
رفته باشد لبنان را از لبن گرفته اند بقا و قوام و حیوة و وجود اصل
خلقت همین لبن است من قبل بیشتر شده است که عشق بودے شهود
وجود بودے آنرا بیان مرتب شده است جبل لبنان طریقے و طرائقے
دارد که باشد که جز به صرفت بود از قوم زهاد و عباد و صلحاء و مومنان یکے
را که نبینند اکثر برین رفتست مرد طاهر النفس باشد و اگرچه زیادت
تعبدے نیست ابدال سوی چیزے کنند انداز نه بجذبه خویش از خویش
کنند استتار از عیون و ابصار خویش خلوتخانه است ابدال مختار
را یک حجابے عظیمے دگر هم صلحا و مومن ابدال را نشناسند الا بتعریف
منهم و کذلک ابدال و نقبا و نجبا و اوتاد همین حکم اند قطب را نیز همین
دان اگر قطب را کالواحد من العشرة گوی علی هذا همه ادعوی
قطبی در سر افتاد و سبحانی و انا الحق هم ازین غلط شد اللهم
اهد قومی فانهم لا یعلمون موجب هداوت چیست محمد
از احست شرکت میکنند و هم لا یعلمون نمیدانند شرکت و هم
است لاشه و عوی در سرها و پیه هوا و هوس که نشود را ندیده و حکمت در خلقت

نگزیند
نمیشناسد گاهی
نمیکند

عالم و پیدا شدن صورت آدم مگر همین اثبات شرکت و اشکال وحدت تا همه
گم مانند و هیچ یکے ره یدو نبرد فاحببت ان اعرف چه معنی دارد رباعی

هرگز دل من ز علم محروم نشد — کم ماند ز اسرار که مفهوم نشد
چون نیک نگه کردم از روے خرد — معلوم شد که هیچ معلوم نشد

لبنان را از لبنه هم گیرند لبنه اصل بنا باشد اصل وجود عالم نطفه عشق بود آنرا
چه معنی بود الواحد لایصدر منه الا الواحد عقل بصورت خویش
با هیولا پیوست مادهٔ عشق ظاهر گشت هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ پیدا آمد
ابو عثمان مکی بر جنید و اصحاب او نبشت کوهها ئے آتشین و خندقها ئے پر خار
قطع می باید کرد اگر کردید سُبحان و اگر نه در چه اید و در چه کارید جنید اصحاب
را جمع کرد اتفاق کردند از ین کوهہائے آتشین و خندقہائے پر خار کنایت از
فنا کرده یعنی تا هزار در هزار بار دران راه فانی و از خود نیست نگردی روے
مقصود نه بینی بحق باقی نگردی جنید گفت من ازین کوهها و خندقها
جز یک کوہے و خندقے قطع نکرده ام حریری گفت شیخ تو جنید که یک کوهے
و یک خندقے قطع کردے مسکین حریری جز سه گامے بیش نرفته است شبلے نعره
زده بیهوشانه افتاد گفت شیخ تو جنید که یک کوہے و یک خندقے قطع کردی
و شیخ تو حریری که سه گامے رفته مسکین شبلے هنوز گرد این راه ندیده است
ای دوستان وای برادران وای عزیزان در چه کارید و در چه مصلحت
اید کاروان غارت شد و شاید چیزے یقین هست و ما محروم مانده ایم بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس — نه یکدریغ که هر دم هزار بار دریغ

اکنون چه گمان برید نه این کوهها و خندقها همه عبارت از شرکت است
اگر شرکت نبودے هیچ خطره در نفس مردم روے نداشتے ا بچنین نشنیدهٔ

ن داری

لولا الشیاطین یحیمون حول قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت
السموات ابلیس را ہیچ تلبیسے ازین بالاتر نیست کہ بر انسان ہم بر صورت
انسان در آید و او را ہم از رہ او برد عالم را از رہ علم و زاہد را از رہ زہد و عاشق را
از رہ عشق بجنس خویش میل بیشتر باشد این نوع بر ہر صنف بازد این نقش را
بنگار سر و آنگاہ از ہر صنفے این نوع را پرس ببین ہر یکے چگونہ جواب خود
گوید لشکری را پرسیدند کہ این چہ لفظ است گفت سپر باغبان را پرسیدند
گفت سبز صیاد را پرسیدند گفت شیر ترک را پرسیدند گفت سپر حجام را
پرسیدند گفت ستر حمال را پرسیدند گفت شتر مسافر را پرسیدند گفت سیر صوفی را
پرسیدند گفت سرّ عاشق را پرسیدند گفت ستر عارف را پرسیدند گفت ستر
فقس علی ھذا کلامنا اشارت کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہم از
حکایت ما اشارتے میکند قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَھُمْ ہم از بیان
ما مشربے دارد۔

کوہ سیوم عرفات لائق باشد سبز کہ عشق از آن نشانے دہد و بعشق نسبتے
تمامے و بیانے درستے دارد عرفات را عرفات چرا نامند حوا و آدم علیہما
السلام بعد طول مدت الصرام کثرت ایام آنجا ملاقاتے شد کوہ عرفات نام
یافت کہ ہر یکے حریف خود را شناخت و با آشنائی باہم نشست عرفات
جمع چہ معنی دارد روے کہ بعد مدت مدید بیکجا شوند تا آنکہ ہر یکے آشنائیہا کشند ن دو سے
و آشنائیہا کنند علی ھذا عرفات باشد پس آنکہ شنیدہ آدم حوا را چہ
دوستیہا استقامت یافت وجدان الغائب الذ من کل لذیذ عرفات
کوہیست کہ مواقف انبیا است میدانی عزت آنمقام را ابراہیم پسر را
ذبح میکند و اسمعیل برضا و خوشی تمنائی برد عرفات متوجہ بیت اللہ ہست

یعنی اگر ما بیت اللہ را مقتحم دادیم چہ میگوئی در عرب چنین ہم آمدہ است عجب
ابتلائیست اہل دل کعبہ را گویند بیت اللہ و دل را گویند عرش اللہ خداوند عرش اللہ
را فرمان شود کہ بیت اللہ را طواف کنند او ہرگز بیت اللہ را طواف نکند و نشاید کہ
کند او خدا را طواف میکند فی ذالک المکان ہم ازین خبر میدہد نہ آنکہ بانی کعبہ
ہم انسانست این ہمہ سنگ و خشت است و ہمان در و دیوار است کہ شکستہ
بود عبد المطلب بر آوردہ است اما ہم اساس کعبہ ما تقدم آنکہ اہل دل سنگ
و خشت را طواف میکنند این شین عشق است کلام در توسط میرود اہل دل را در
متخیل صورتے متنقش شدہ است آنرا در محضر خویش نظارہ کردہ اند گرد سر او
گردند و ہمہ فدائے او کنند ہر آئینہ او آن جمال دارد کہ ہمہ را فدائے او باید
ساخت صفا و مروہ تصحیف صفا و مروہ اند و ہر دو در اطراف عرفات اند۔
شین عشق را بدند انہائے منشار[۵۷] ہم نسبت توان کرد کہ از و دوی انتشار
یافتست می بینی ارہ را بر سر چوب نہند چگونہ ذرہ ذرہ سازد و ہر ذرہ انا و لا
غیری دعوی کند و بخودی خود سر افراز د تنگ زیب را مساغ نیست تصدیق
را محل نہ لا عین و لا غیر میباید گفت ای عند الصفات راست آید بر ذات
چہ خواہی گفت وَمَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ این
چہارم ازین سہ جدا نہ و عین ایشان نہ و اگر گوید و ما من احد الا ہو معہ
و بہ و منہ درست آید اما الا ہو ثانیہ درست نیاید زیرا چہ احد
عدد ندارد و فرد حقیقی است سخن کشادہ کنم اما غیرۃ اجازت نمیدہد قصور فہم و نقصان
عقول حجاب راہ شدہ است این سخن در دہان ایشان نگنجد در
غلبیت زبان دراز کنند و سر از شقیتین بردن افتند ظہور شود قطعہ

---

۵۷ منشار بمعنی ارہ ۔ ع ح

زمین و آسمان هر دو شریفند | قلندر را درین هر دو مکان نیست
نظر در دیدها ناقص فتاد است | وگرنه یار من از کس نهان نیست
سخن کوتاه کن محمود فخری | چو میدانی که محرم در جهان نیست

عجیبی این است ابوبکر پرسید هل رایت ربك لیلة المعراج گوید نعم
از و چه جای نهانیست که او میگوید العجز عن المعرفة معرفة با عائشه رض چونه
گوید که شما درین پرده درمیان داشت عائشه رض ورا پرده بود شما ورا نشنید
با آنکه جز یک پرده درمیان نبود و گوید اکنون دانستم که هر جلی و خفی که باشد او تعالی
شنود چونه سر رویت با او بیان توان کرد او در مقابله و محاذات و محاسه
افتد و الله تعالی عنه نباشد مصلحت کلامیکه بمفسدات کشد آنرا بیلنے توان
نهاد و اظهارے توان کرد ابو الدردا رض میگوید لو فسرت هذه الآية
لقطعت عني هذه البلعوم میگوید اگر گویم مرا برکاله برکاله کنند دیگر
اگر گویم آنچه منم من نمانم ذره ذره گردم ابو هریره رض میگوید جئتموني بالحجارة
کلام سبحانی جهان زندگانی بسطامی را بکار خامی برد خلاصش جز بحرقے
نبوده است خرق حرق باید کرد هر چیز چنانچه آنچیز است بدرستی خویش نماید
رسول الله میگوید ارنا الاشياء كما هي پس آنکه اشیا بهی روے خود
نماید بر آینه کماهی باشد ارنا الاشیاء کماهی درین باب بیلنے درست
نماید فردا امنا و صدقنا تجلی کشف شود یک لک بیست چهار هزار
پیغامبران نگارش کنند مگر محمد رض که او محیط و جامع همه است حمار گوید نیست

تو از هر در که باز آئی بدین خوبی و زیبائی
درے باشد که از رحمت بروی خلق بگشائی

وما من موجود الا وله صورة و معنی عالم ملک را الملک صورة

او ملکوت معنیش و کذلک جبروت معنی ملکوت را لاهوت خلاصه جبروت و صورت
لاهوت اما لاهوت را نیز صورتی و معنی است مثالی و حکایتی میکنم ازان
ذهنی فهم خواهد کرد سرابی و هوای سراب صورت هواست و هوا معنی سراب
سراب بی هوا وجود ندارد و هوا بی سراب صفت ظهور نه پذیرد سراب
قائم بهواست و هوا ظاهر بسراب ای محمد مثنوی

کناسان را مبخش مشک و عنبر	بر خوک مبند زر و زیور
گاو و سگ و خر سخن چه داند	گوساله زکن مکن چه داند
بر محرم خود چو صبح میبار	وز خارج خود دریغ میدار
یک محرم راز را بچنگ آر	پس جمله جهان بزیر سنگ آر
آن محرم راز را که دیدست	آن باغ وجود جان که چیدست

اکنون سخن که داریم همه در بادیهٔ هویت نهیم بدست فرد اینست
که بی دهیم از انجا اتحادی و توحیدی و وحدتی بیان نمائیم شعر
عشق را الفتی بشفره است کار شفره چیست جز بریدن چیز دیگر ندارد فرد

عشق آمد و خانه کرد خالی	برداشته تیغ لاابالی
بذل جاه و ترک مال و ننگ و نام	در طریق عشق اول منزلست

عشق نیست که جز وجود خود را هیچ وجودی را بصفت شهود آرد همه را
نیست و نابود کند از اهل و ول خویش و خویشاوند و زن و فرزند
بیکبار ببرد هیچ چیز با عاشق نگذارد کار بجای کشد عشق غیرت از
معشوقه ببرد و رشک از شهود عاشق کند همبدین و هم گفته اند
لاجرم عین اشیا شد و بحق شیخ لاجرم عین اشیا شد غلطی مصحفی عین
عشق عین الاعیان اشیا را چه مساغ شد بیت

مجنون عشق را دگر امروز حالتست اسلام و دین لیلی و دیگر ضلالتست

اجتناه و اقتناه خوانده آنکه چه ماند باوے که از وے برید و اورا از وے
جدا نکرد شفره قاطع مفاصلست و مفرق اعضائے مجتمعه از همه عشق قطره
قطره پرکاله پرکاله گردد و خود بصورت خصمے بیگانه وار استاد نه خلاصی دهد
تا هر دم امن و تسلی گیرد و نه قرارے گیرد تا کسے بو هم خود آنجا میباید عجائب
حرکتے نه از آمدن و ماندن و نه از رفتن می آید و می رود و مارا از مارا اُستا
برائش میبرد نه رفته گذارد نه آمده رها کند همواره بین روح و نوح و بین غم
و طرب و بین طلب و ادب همارا عاشق مسکین مبتلا و غمگین گهے قرب
گهے بعد گهے قبض گهے بسط گهے صحو گهے محو گهے رد گهے قبول گهے فصل گهے
وصل و هیچ یکے را صورت استقامتے نه فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ
رسول الله را هم از ان دشوار آید و از هیبت آن چند موی سفید گردد
خود را با خصم ضخم کن قوت نهنگ آشنا، دریا شو هر آئینه آب و آبی
باشدن اما از دریا خبرے نیابی اه حظ و غط رفع و ضع بیت

ن از همه برید و از همه عشق

ن باشی

مجنون عشق را دگر امروز حالتست اسلام و دین لیلی و دیگر ضلالتست

اجتنا بیت

در مانده شدم که از عراقی خود را بچه حیله وا رهانم

او مرا چون گذارد و امانت وجود خویش را در من باید برائے امانت خود
همه وقت با من در چسفد و نتواند که لستانه چگونه میسر آید جزء فی جزئیت
و کل بکلیت خویش در یک مقر و ماوی قرار دارد جزء را از جزئیت چون
بدر برند و کل را از کلیت چگونه معزول کنند اِنَّ اللّٰهَ لَا يُوْصَفُ بِالْمُحَالِ
شفرهٔ شلین عشق را دندانها افتاده است کندی ظاهر کرده است

عاشق را بیگمان از و او را یکبارگی بر دمیگذارد تا اندکی به سر حکمت
عشق را نظاره شو اگر بیک سطوت کار او بنهاست برد آنکه جلالت را چه عزت
باشد ذوق وصلت که گیرد من عاشق نمی شدم عشق آمد مرا عاشق کرد
اسباب نزول و دخول او بسیارے استکشاف کردم مرا همین گوید افعال
من معلل باغراض نیست گفتمش اَنْتَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ گوید حکمت من همین
است ترا از خود برم و بخود ره ندهم بادشاه مالکُ الرقاب سلطان معظم و مکرم
قاهر الارباب در شبے تاریک در بدر گردد تا لقمہ میسر شود که گمان برد که بادشاه
بر در از هر یک لقمه صد عجز و زاری میکند و از جبینے خیسے از هر نوع ایذا و
ضرر میکشد قطب الاقطاب ید و ربالابواب و یلعب بالکلاب
که گمانش برد انه اقرب من کل قریب عند خالق الاتراب
والاصلاب پس ازین بر قدس طاهر آوند ابرین تسبیح کن الکبریاءُ ردائی۔
اگر دندانه شفره عشق کندی بر کندے این دور ماندگی و دیر افتادگی در میان
نبودے، عمر حجر اسود را بوسید و پرده احترام او را از میان درید علی رض فرمود یا
عمر انه یضر و ینفع عمر نظر کندی شفره کرد و علی بحقیقت کار اشارت فرمود
و هم بدان ارادت داد شنیدی که احد در حرب احد با احمد چه دست برد
نمود و چه نازبازی کرد سالها حقیقت بحقیقت خود از خود بخود دارد بر سینه وکنار
گرفته بناز پرورده ما نا فرمانا از اعتناقے والتزامے و تقبیلے خالی نبود چه
فرزند من زاده من پرورده من برآورده من هم از من بمن معشوق من محبوب
من جان من روان من خاص من خلاص من من من من ۔
تحفه دگر شفقتے که نه هر دلے بفهم برد و نه هر جانے این سو لحظه کند و نه هر
نفسے درود و هم بردی بایست کرد اینها نظمیت لیعقوب فرزندان را بیکرد

لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ ہمارہ شہد و شکر خوردن شاید طبیعتے را ملال
زاید اگر تلخی چشانید یا ترشی باید تا ہر یکے بکمال خود پیدا آید مزید رغبت شود
حسن زیادت گردد و از طرفین عشق افزاید دندانہ کند ہر چند کند نہ بنیاد
کند ولیکن علی قدر الوسع چند تا چند رسول اللہ فرمود ہیچ منتہی را از توسط
چارہ نیست کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَا چہ معنی دارد اَرِحْنِیْ یَا بِلَال تا کجا
میرساند وقتے در سبیند دگاہے باشد ہمہ شب در طوات بود نہ این شیوۂ
توسط است با این ہمہ پیرے بے تدبیر نباشد الغرض خواست از جہانے
بجہانے برد و از نشانے بنشانے کشد و از بیانے بہ بیانے دہد جمال لطف را
دیدے برد ذوق وصلت چشیدے ہمہ وقت در شادی و راحت بودے
و ہمہ وقت خود را از خود برخوردے ولیکن خام مردے جز یک قدم و جز
از یک رہ رہے دگر نرفتے ہان وہان اینک درد و غم اینک ذل و الم
اینک اختلاف قدم اینک رد و سر از ین شربت نیز قدحے بکام کن از ینجا
ہم شرط نظارہ است جمالے دیگر است کمالے دیگر است ہستی دیگر است
صورتے دیگر است امنیتی دیگر است درجتے دیگر است لِیَغْفِرَ لَكَ
اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ چونہ درست می آید تا از
ہر دو قدح سہ کرۃ مرتب نمی شنید صوفیان گفتہ اند تجلی قہر را بتجلی
لطف بدل کند و جلال را بجمال ایشان گفتہ اند اما از ان گرفتار پرس
اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ علی مولا ہر مومنے ولی شد اینجہ تخصیص است
ہمہ عبارات گفتیم توسط کار و بارے دارد و برخوردن ہمہ از و است
تنہائی چہ لذت دارد یار من جمال مغربی کتابے بدستش بود پرسیدمش
ایش ہذا قال کتاب الوحشۃ و کانت نسخۃ فی اثبات

ن تخصیص

الوحدة تنها کسے نماند خدا را این تقدیر افتاد من باشم و مخلوق من البته
البته بلکه این هم خوشش آمد یکے را بادی مقابله کنند تا اهم اشد خلقا
این بازیچه بازد ولو کشف سر الربوبیة لبطلت النبوة
بطلان نبوت انداثر و جدان ربوبیت آمد چنین گویند مرید را با شیخ
احتیاج نماند اگر مرید و شیخ است احتیاج بر صفت امتزاج باشند اگر
وجدان بطلان تو امان شوند رو هم و حبش بیک نطفه در یک رحم
چون بہ جمع شوند اے محمد پیشوا اے سابقانی پیش رو مقربانی
سرور انس و جانی اما جز یک علم دگر نداری ازین جہان نشانی اگر ہر
دو را بیک رشته بسته باشی دوی عبث بود تحقیق این است بیت
دار دو دو سر این رشته یکے عجز دو دگر ناز   این سو ہمه عجز آمد و آن سو همه ناز
سالها نیاز پروریدی سائے گرد غبار راه نیاز سودی بکسر نوع نیاک یدرا پیشوائی
تو مردود و مقبول را راه نمائی ترا بہر دو اطلاعے باید مردے بے تحقیق اقتدار را
نشاید عاشق زن رند بیبا باید گرد و شربت ملامت ببیاید چشانید
تا عذر چند گرفتاری و بشفا چند اسیری باشی بشارتے فرماید ان الله
لا یاخذ بما یصدر عن العشاق تجربه دانست که عشاق ببلائے
گرفتار است که عذر او عند الله مقبول و مسموع است مشاہده کرد که او
در مظهر زینت بجمال رغبت و طلب شهوت تجلی کرد و ندائے الیّ الیّ
از غیب الغیب بسر السر فرد خواند ولیکن تفرقه را یکے محجوب است و یکی
مکشوف۔ اما عشق من حیث هو هو المذموم ولا ممدوح
ذم کرا کنند چه بد کرد و مدح کرا گویند بر که نیکی کرد از وچه حسن آمد بر که آمد از کجا
تا کجا محمد را درین قلزم گاہے بر آرد گاہے فرو برد وقتے گوید اَنْعِدْنِی

مَنْ اَحْبَبْتَ وقتے فرماید اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ نحوی این سو
صرف وجہے میکرد واطیعوا الرسول عطف تفسیری محمد آید ورُو دواز اجمال
بتفصیل شود واز تفصیل باجمال رود ۔ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ رانشان دہد
احتجاب دا ستکشاف بیان کند اگر توسط را اعتبار نبود ہمہ کار وبار یکبار خوار گردد۔
شَلِین عشق دندان محمد شکست رخسار محمد شکست اورا برد در کوک انداختے
شَلِین عشق ہرجا کہ شینے است از تست وہرجا کہ زینے است از تست
وہرجا کہ زینتے از تست وہرجا کہ رینے است از تست ای شَلِین عشق
اگر شیطان را پنہ تو نبودے ہیچ تلبیسے از ان تلبیسی سیتقیم نرفتے ۔ اے شَلِین
عشق بلند ہمتان را تو پست کردی پس افتادگان را تو بر آوردی گفتند اخر الزمان
سفلہ برآید شَلِین عشق چیکے را برروانداختے پس آنکار باخر رسید
تا چہ شاید تا چہ آید آلہا من در وقت خویش ہزیانے میگویم نمیدانم کہ بدان
مطلع شود واللہ یعلم ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین
اخلاص را باریا برابر توان کرد خصوص تفضیل وتعظیم مصدر را نظارہ شو پسر چشمہ
پاک است یا پلید اگر از اصل پاک بیرون آمد و خود روان است روندہ
وبرندہ است اگر این نجاست ریا در مہر آب اخلاص وغ قاب افتد بقہر
سلطانیکہ آب دارد ہر آئینہ پاک وصاف برد آب راز یانے ندارد
بر صفا وجلا وطہارت خویش مستقیم بود این ریا کہ آموخت این تزویر کہ
تدبیر کرد عارف ہمہ را بیک رہ رو بیند نگہداشت مصالح چہ معنی دارد
این معنی ہم گویند عارف اخلاص وریا را بیک رو بیند وبیک وجہ
شناسد ومخلص شرک وریا را از خود بدر برد ہر آئینہ ببدی گراید فنستان
بیتہما نبوت شرے داون است بدین ہر دو پرور یدن تا مطلع

لہ یعنی پناہ ن ابلیس

لہ بدوی

طریقین و نازل منزلین و سایر سلسبیلین و خمار خمرین بکمال و تمام باشد
ہر دو شربت را بمراد کشیده بود و مست گشته باشد آنکہ مستحق دعوت
و لائق ختمیت انبیا بود آدم را ابداً نہ از خانہ برون کردند محمد را ازان نیز
بغیر ملامت و ملالت در برش سپردند۔ اما از تلوّن طعنے و تشنیعے خالی
نرفت وَلَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ
أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ و اگرچہ ترا پس این از ما بسوے خود برد
مارہ و اندازیم میدانی این چہ دشنام است حق شناسی این چہ ملامت
است محمد داند و دوست محمد داند من و تو چہ دانیم رباعی

رو تا بخرابات خروشے بزنیم — در میکده در کشویم و نوشے بزنیم
دستار و کتاب را فرستیم گرو — در مدرسہ بگذریم و دوشے بزنیم

ہر دو علم بدست محمد بایست داد علم سیاہ الفقر سواد الوجہ فی الدارین
کالنور فی السواد ہم ازینجا اقتباسے می برد و علم ثانی سپید و منور و رفیع
و رضی اگر قدح صاف و درد برنخورد لذت و اثر ہر دو کما ہی ہی نہ بیند
محبوبیت را نشاید إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ازین خرابانی کدام
پریشان و آوارہ تر خواہد بود بدبخت اباحتی تخصیص را التعمیم کرد و دوزخی لعنتی
طالب عیب را اعتبارے داد ہواے نفس را اعبادتے شمرد زہر را پازہر بست
ہر کہ قادر آن باشد او را استعمال شاید توانی بکودک دو سہ روزہ حلوہ و
بریان برہ دہی قاضی ہمدانی از سر نادانی گوید شر الناس من اکل وحدہ
او خود میداند طعام غذا ہر طفلے نیست اسرار بر صحرا نہاد ہمہ را آموخت
چہ آموخت زندقہ و الحاد بوسعید را اشعار اوراق اشجار عبارت از تنوع

وتکرار کشوفات اسرار باشد طعن ابو القاسم کہ بیچارہ ابوسعید در شمار برگ درختان ماندہ است نیاید اما طعن دندان شین عشق بر ہر سینہ زخمے درست زدہ است لو یعلم المشتغلون بذکری مافاتھم عن انسی لضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا ولو یعلم المشتغلون بانسی مافاتھم عن قربی لیبکوا دما ولو یعلم المشتغلون بقربی مافاتھم عنی لتقطعت اوداجھم تخلیہ و تجلیہ را اینجا استقامت دادہ است دندانہ شین عشق طعنہ بر سینہ عارف میزند رہ خالی یافتہ گذارہ شدہ است مصرع

تو بکونین می شوی مغرور — رباعی

امروز درین شہر پریشان ماییم ننگ ہمہ دوستان و خویشان ماییم
زندان مقام آن رسوا شدہ را گر می طلبی بیا کہ ایشان ماییم

این ہمہ کار کہ کردہ است جز نشاین عشق کہ شہبازے سرفراز نیست ابتدا را بر انتہا و انتہا را بر ابتدا می زند یوم تبدل الارض غیر الارض والسماوات مطویات بیمینہ تغیرے درستے میفرماید زمین آن نماند کہ بود تسویہ فرماید ہر جزوے را بجزو او باز گرداند تا حشرے مرتب رو نماید ہیچ یکے با یکے مزاحم نہ شود کل شئ یرجع الی اصلہ پیدا گردد انا للہ وانا الیہ راجعون دست موزہ تو باشد ختم انبیا ازان شد رہ سلوک منقطع شد فہم و ادراک از ورا آن عاجز آمد از ورا و ورا نشان داد بیشتر ازان رہ نیست ہر آئینہ خاتم افتاد اگر جبروت باعتبار مجتمع لاہوت ملکوت ملک است نشین عشق است فرعون انا ربکم الاعلیٰ گفت خطا در خطا کرد یکے گوید رب دویم گویا اعلیٰ بر سر آن انا را نشانہ کردہ جبروت

عشق یعنی اگر

را باعتبار اجتماعے کہ در وست از لاہوت اعلی نتوان گفتش ۔
دندانہ شین عشق از ورا را الورا بر نشود بر تر خود چہ بود ہر آئینہ
مقعد زمن ماند سلاسل سلاسلا اغلالا در گردن شین عشق
کردہ اند کشادہ کردہ بطرف نقصان میبرند بکوشش ہیچ نتوکمالے
کہ حرز مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ باشد ادراک نتوان
کرد سید محمد باقر گوید رضی اللہ عنہ کُلُّ مَا شَغَلَکَ عَنْ مُطَالَعَۃِ
الْحَقِّ فَھُوَ طَاغُوْتُکَ تفسیر این آیت فرمود فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ
وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ تشکل محمدی کہ شمائل احدی است صورت موسوی و عیسوی
را کہ عین واحدیت شنوی داشت ابلیسے شمر و زیرا چہ از تلبیس
خالی نیست سبحان الخالق این شین عشق چہ از لست ابدا
دائم است و سرمد است لاحول ولا قوۃ الا باللہ ای محمد ہمہ اعتبارات
شین عشق را نقطہ موہوم کہ قابل تجزیہ و تقسیم نباشد نتوانی
گفت الواحد لا یصدر منہ الا الواحد صدور از کدام رہ
ہر دو رہ کند گویند عیسی را بالا بردند یک سوزنے با وے بود ہمان سوزن
خار راہ پاے او شد پایش ہمان جا ایستادہ ماند ہمانجا مقر شد بشنیر
رہ ہیچ چیز از دنیا برابر آوردی نسبت منقطع نشد رابطہ نگہ میدار
بدو نزدیک میباش و سر انجام کہ ہم بدان باز گردی محمد را شفقت
امت در بلا میدارد ورنہ امتی امتی چہ معنی باشد اللہ نیست کسے گزید
شین عشق بسلامتی گذرد ہمہ را اینجا اسیر گرفتاری بینم چہ کنند
نفس نصیب خویش میباید طبع حظ خویش میگیرد دل در ذوق خود مستغرق
میشود عقل بفہم متعلق میشود با دراک می آویزد روح بحسن و احسان

ن تفتیش
ن سلاسل و اغلال
ن شمائل
ن موسوی و عیسوی
ن میہم بانہ گردی
ن کرانہ بی

بجمال وکمال نظاره میکند شراب محبت و معرفت را ساعةً فساعة
کأسا فکأسا پُر و پیمان آشامد و خوش بطیب و فراغ می باشد اکنون
هر یک را ابدے در پا افتاده است لبشر بتمام خویش در بند ماند گذشت
ازین قدم کرا دست میدهد انبیاء و اولیاء عرفاء و اصفیاء کبار و صغار
گرفتار اند گرفتار ابتلا صوفیان بحالت سماع هم موجب این سر مکشوف
است صوفی گفته است در عین سماع بود لو زاحمنی العرش لاحرقته
حادثه مباهات میکند کأنّی انظر الی عرش ربّی بارزاً یا مرئی بارز
است یا رائی و هر دو در یک بیکے اند بروز و کمون از صور اشکال
افلاک پرس که چه بو قلمون است و بچه نوع بوزنه بازی میکند و چه
عمل دست کار و میداند چنین گویند هیچ عصرے نیست که موسی
و فرعونے نیست محمدیے و بو جہلے نیست آدمی و ابلیسے نیست۔
حسینے و یزیدے نیست یکے را در مغرب اتلاف کردند ترا از مشرق
چه خبر که در مغرب چه ساخت گفته اند الاعراض لا یبقی زمانین
اما تجدد امثال دفع این محال کرد اکنون تو از خود شعورے نداری
ثانی که روزے چند هزار بار تائی دبار میروی و می آئی و رخت می پالاید
و چیز لیست میکاهد هیچ یکے میان این محسوس تو هست از رفتن و
آمدن خویش همین قیاس کن۔
و نداہاۓ شئین را مرد خطّاط و بیر پیشه مخلب الاسد نامد
آنکه مخلب اسد چه باز در وزنے که او در ابر تو نظر شفقت افتد ترا چه
سازد قوت خود کند در معده او هضم گردی شیرے قوی و درنده
دلاورے منتهی باشی تو چه می گوئی سمندر که در آتش سوزنده است

یا نہ رابطہ حبل المتین است و رابطہ جز نسبت جنسیت نباشد اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہر کہ را ہمجنس او باز گرداند چو نہ مستقیم نباشد بیت

درشیشۂ خلقتم اگر تیرہ گیست مارا چہ گنہ کہ شیشہ گر صاف نریخت

مرد عارف مرد طالب قوت شیر عشق شد و از صورتے نظر نداشت او در اہی جست اکنون تخم است تا بکدام زمین افتاد بر جست آن برخورداری شد مارا چہ گناہ کہ شیشہ گر صاف نریخت جواب این شیشہ مرشیشہ است پروانہ قوت شمع شد لور لورانی سوزندہ بر آرندہ گشت ہر تاریکئی و کدورتے کہ بود از و رفت حسن است و حزن است ہر دو توامان اند یکے از دیگری جدا نہ باشد اگر حسن است طلب دنبال او ست حزن لقد و قلتش باشد نبود کہ حسنے بینی و طلبش نہ شوی دست دہد یا نہ دہد از حزن خالی نباشد پس حسن و حزن توامان اند محبت و محنت را در یک گہوارہ پرورند شیر یک مادر خوردہ اند پروردۂ یک دایہ اند یک شیوہ و یک ہنر آموختہ شدہ اند۔ ہر جا کہ محبت پا بہا ہہلید تا فرو دآید محنت پیش از ان گوی ہما نجا آشیان داشت چراغے در خانہ نہی تمام خانہ بدان روشن باشد ہوائے تمام خانہ لور این چراغ گرفتہ باشد چراغے دیگر بنہی لور این چراغ را در لور آن چراغ مکانیست کہ گنجایش او بدان جا است از بس کہ ہر دو لطیف اند محبت و محنت را ہمچنین تصور باید کرد عشق و فسق در یک مکتب تعلیم یافتہ اند این ہر دو ذہین و فہیم نجیب و رہیب را ہنرہا آموخت این معلم با عدل و انصاف اگر گویم گوش ہر کسے تحمل نکند با او بگر سخن

گفتے عمر نشنیدے و نہ فہم کردے محمدؐ را دیدند و نشناختند خدا را نہ دیدند
و لیکن شناختند انت منی وانا منک انت منی بمنزلۃ هارون
من موسی ولکن لا نبی بعدی اخص مقامات انبیا را با اولیا شرکت داد
محمدؐ افضل ہمہ علیؑ نازل منزل و قاعد مقعد او فتلی ہذا ولی باشد یا فضل
مقامات انبیا فائز باشد اعتقاد را ترجیح نمید ہم اما صورت این لفظ
کسوت این معنی پوشیدہ است من تو تو من بمنزلہ او بمنزلہ من ہمین
شین عشق است کہ در تردد اختلاف میدارد اتحاد را مثالے داریم
اگر سایہ را بہ آفتاب اتحاد نباشد این روشنی ندہد اگر آفتاب نباشد
سایہ نباشد سایہ رالے آفتاب وجود نہ این صفت اتحاد است و آنچہ
متکلمان گویند بر بستہ اند در خیال صوفی نگذشتہ است دو یکے
نگردد و یکے دو نہ شود عقلے مستقیم ماند ن عقل ربا عی

گر عاقلی حدیث تو کم کنمے   و انگہ رہ گفت و گوے محکم کنمے
دل سوختۂ چند فراہم آکنمے   بر رفتہ بگریہ و ماتم کنمے

کدام ماتم است این فلیتنے نیست طلب مفقودے نیست آہ ہوائے
و ہوسے در سر است کہ ہرگز لیسر شد نی نیست الطریق سد اللیس
من المنزل بل لا ینفع هزل و لا جد فما الحیلۃ عجب کارے
ہیچ کسے را ازین توسط اتفاق گذشت نیست محکم ملے بستہ اند روند
از سر ہوا خواست در فضاء الوہیت طیرانے کرد بوہم گمان او خیلے
پر و بال ریخت و پا زنش یافت از آفتابے ذرہ و از دریاے قطرہ در
جلنۂ خود نیافت بدان ماند کوہ شورہ یا دریا چفسد دعوی کند قعرش
گیرم و بالا ترش شوم بدین گمان افتاد در میان ہرچند پیشتر رفت گداخت تر

ترشد تا پایانش گیرد اثرش هیچ نمانده بود طائر در طیران جز حیران نماند یکدم
نقد باز گردد بچه باز آید هیولیش جز بصورت و هیئت نشد محی الدین را این
غلط افتاد معتزلی علیه ما علیه حکایت از ورا ورا کرده سنی آنچه در حیز امکان
است آنرا خبر داد صحابیه و قیصریه علی را پرستیدند این شلین عشق دعوی خدائی
داد عجب احمد حنبل میگوید رأیت ربی فی المنام الف الف مرة حنابله
که تعلق بدو کنند چنین گویند له وجه لا کالوجوه وله ید لا کالایادی
همچنین صورت جمله اعضا را اثبات کنند تا آنکه گویند له دم لا کدمائنا
ولحم لا کلحومنا این بلا را همین تعبیر کرده است کاستوائی هذا
معنی دگر احتمال دارد اما چون مرد حنبلی هر آئینه خبر از مذهب پدر این
قدم سالک را پا در گوشه زاویه قرار نگیرد مرد را خلوتخانه محبس و بندی
خانه شود کوچه و بازار هنگامه و تماشای بیت المقدس و کعبه باشد بلکه آن
ظالم چنین گوید همه جهان یک زاویه تنگیست اگر درین مضیق در گوشه
چشمی طرفه لحظه کنیم معذور باشیم چه کند هوا را ساخته میباید برزن بید
نظر چه معنی دارد نکاح او چه وهم میزند ان ربک یسارع فی هواک
عائشه چرا می نالد غارت اتک این چه بهانه جوئیست ابلام برای
چه باید کردن پیش از سی گذشتن چه ناصبوری بود تا آنکه جمله عورات
هبه او بودند از نه چه غم این شلین عشق است گفته ام جهانرا پابند است
اولیا و انبیا را گرفتار داشته است تعین اولی آخر شد فی نیست دوئی
درمیان افتاد فراق استقامت یافت بعد قرب گرفت رو متصل شد
الکلام فی الحرمان والشفع والوتر شفع زاهد و عابد باشد مثالے و نظیر
دارد . عارف بے نظیر کسے است هر آئینه وترش گویند شفع مرد متجلی

تشکلات وتمثلات والو ترمرد صاحب ہمت ہمتش برین نگذارد که تشکل
وتمثل قرار گیرد بیشتر ره نیابد هر آئینه تنها ماند مسکین بسیار خواست دندانه
شین عشق را از پا طلب و ثره کند اما چه کند خلاص میسّر نیست بیت

نمیرفتم بلا شد بوی زلفش خراب اندر پے آن بوے رفتم

بیچاره عاشق مبتلا یکبار که جهد پاکشان دید بر جا ایستاد پاے رفتنش
نماند آواره و پریشان شد خانمان را خراب کرده سیاه روی را برگزید
همه شب در خیال غرق بوده مانده اکنون کجاش فرصت که از قامتش
و از کرش و از رفتارش خبرے یابد نظرے تواند کرد خد و خال لب و عارض
جبه و چشمان سینه و شکم خنده و گفتار چه گویم برین مثال هن قیاسے بر تا هر
کسے بجه گفتار رواماند کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ اشارتے باعبارتیست
اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون هوا خواهی هر دو لطف
هست یکے را میگوید ره راستنش نما که او از شین عشق خبرے
ندارد دیگرے را میگوید تردد و گمان از سینه ایشان بدرکن که از شین
عشق غفلت درزیدند مشکل کارے دشوار راهے است اگر بر خط
مانی نقصان باشد بیشتر ره روی نیابی و گرنه طعنه و تشنیعے وَمَا
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ـ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ پس بارے بر سر آن نهاده اند ـ
تحفه دگر لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ و دشنامے علٰحده
عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى چه شد اگر او اعمی است
نه آنکه فیض ما با او پیدا است و بام دمبکه توی تو چه خواهی کرد فیض
از ایشان بیزار و ایشان از فیض انکار نقدر اغنیمت شمردند

فرداتا آید وگرنباید شاید لولاک لما خلقت الافلاک این ہمہ
تشریف شین عشق است لولا المربی ما عرفت ربی ہمین شین عشق
ترتیب میکند و پیرہمین را دست موزہ می سازد مرید خواب دیدہ دو
خواہر را دریک نکاح می آرد گفتند دو خواہر دریک نکاح در
دین احمد درست نباشد یکے را بگذارد و دومی را بجواہ پیر تعبیر
فرمود دو خواہر دنیا و آخرت اند ہر دو بیک نکاح بہم نہ پیوندند ہر دو
خواہر اند و لے امتناع یکدیگر اند تن انبیا را زمین نخورد و آتش نہ سوزد
و لے در زمین دفن کنند خدا داند تا حزقیل چند مردہ را زندہ کردہ
و او را چند بار کشتند باز خود زندہ شدہ چہ معنی دارد گاوے را از
مس کنند حزقیل را در شکم او آرند گرم کنند ہمانجا میرد ای شین عشق
جہان سوختۂ تست جہان نیست و نابود کردۂ تست کرا ہمہ آوردی کہ
فرو نہ بردی بیت

خدایا این بلا و فتنہ از تست ولیکن کس نمی آرد چہیدن

مصرع ۔ دست بداماں دوست نیست بیازوے کس ۔
جوانے پیش آئینہ را نظارہ کرد جمال خود را مشاہدہ کرد خود عاشق
خود گشت وصال چون متصور شد تحصیل حاصل چہ معنی دارد تقدیم
ما تقدم را کہ اعتبار کنند اینجا درست آید گر گویند فصل وصل است
وصل فصل قرب بعد بعد قرب وصل وصل وصل فصل است قرب قرب
بعد بعد است نہ ہیکلہ عراقی برسید نہ وصول چہ معنی دارد گفتم شعور
خاصے است آنرا وصول نامند وگرنہ در حقیقت کہ است وصلے
و جزے ندارد و خلفہ و قرار کہ کذا کہ آن وصل بضرورت فصل شد

شنیدہ

بسم الله الرحمن الرحیم
اگر بایزید کلاغ شود در شهر آن شرک نپرد
بایزید این است شقیق کلمہ شہادت میگوید و جان بخدا میسپارد
از کرانہ بمیانہ آورد از میانہ بقعر بردی ابیتم عبادت ہشتاد سالہ
بتار موئے بربستہ بادے از حضرت بے نیازی می وزد مینداخم باد
رو ہست یا قبول این ہمہ شعبدہ گری شئین عشق است چیز دگر نماید
بصفتے دگر بر آید ہمیدان بر آید و ہمیدان فرو د انداز د
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہمین تجبید شئین عشق است تشکل تمثل
جز شعبدہ گری دگر چیست ابتدا و انتہا جہان جحیم و جہان تعذیب
و رضوان حور و قصور و غلمان بحق الحق من حیث الحقیقۃ
جز شعبدہ گری چیزے دگر نیست یک نفس یک شخص در ورا حجب
و استار خود صورت بازی میکند و شعبدہ گری میکند ہمہ جہان
از و غافل او مدرک کسے نہ آنچنان میبازد ہیچکس حرکات و سکنات
او را بدو اضافت نکند معتزلی بندہ را خالق افعال خود گوید یونانی
ہو تعالیٰ غیر عالم بالجزئیات گویند اندرین اختفا و استتار
باشد چنان گم گشت کہ ہیچکس نشان ندہد این لعاب استاد چیرہ
دست ایستاد ماہر خود پیدا و ہمہ بدو پیدا و ہمہ را او پیدا کند از بس پیدای پنہان
از بس یگانگی بیگانہ ۔ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ چہ معنی دارد عالم
شہادت ظل سایہ عالم غیب است کشف اصل لطیف است اگر
از پس نہانی پنہانی گویم لطیف آید چہ گویم از بس پیدائی پنہان است
این را چہ گوی کسے نور را در سواد دید نقیضان لا یجتمعان این از
بس پیدائی چنان پنہان است کہ آن یک میان دیگرے ھل

أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا یک روزگارے
درین عالم روے کار نماید ہمہ را ھبَاءً منثورا سازد ہمان باشد
اذا جاء نصر اللہ بطل نصر عیسٰی جاے دگرہم سخن ازین گفتہ ام این
بازیگران قدر شیوہ ندارد کہ بریک سخن قرار توانم گرفت۔
قیامت سہ است صغریٰ و کبریٰ و عظمیٰ شطرنج بازی کشیدہ اند
شہسوارے درین میدان پیباز ودودی ندارد کہ رخ نماید عقل اینجا پیادہ
ایستادہ است جاے مہرہ بازی نیست۔ صغریٰ و کبریٰ و عظمیٰ صغریٰ
بعد ہر صد سال از تحولے و تبدلے در رفعے و وضعے خالی نزد دوم بعد
ہزار سال طوفانے کہ اکثر جہان گیرد چنانچہ طوفان نوح قیامت عظمیٰ کہ
کتاب اللہ و رسول اللہ بدان نشانے دادہ ہیچ یکے را باد و نگذارند
ہمہ را از سر برآرند کار ہمہ ساختہ دارد مصرع

سوف ترى اذا انجلى الغبار

ہیچ معلوم نشد کہ براے چیست و چرا است آنچہ حکیم فقیہ صوفی میگوید با او
نسبتے نمی برد تا جزاد ہد تا خود را خود شناسد و چہ مردن ای کہ گوید کارے
بطبیعت است حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا بباید کار را ساختہ
کند سر فراز بہا فرو فتادہ است آفتاب برآید فرو رود نماید و سر آید حقیقت
را چہ معنی باشد ہر چند ہمہ با مہتاب نزدیک از نور و صفا دور ہر چہ از وجود
بجمال دہبار برآمدہ اگر خود را بد و دہم من خود نبود و اگر از و مانم تا من من باشم
بود من با او بود خود در چہ سود بود چراغے نصرانی ایمان آورد و از خم نگذشت
ہمیران ادمان مستقیم ماند مادرش گفت چہ کردی عیسیٰ را رنجانیدی احمد
را خوش کردن نتوانستی مسکین را دو بہر دو رہا آنکہ چہ کند امروہا بین القادرین

ن دگر

درین باشد کافر توان شد مشرک توان گشت احمرا زہمہ تعلیم گرفت وہمہ را
تعلیم کرد پس ہمون آمد معاملات ایشان وقصص ایشان صحبت او باشد
لِيُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ازان حرکت کرد اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
گواہم گشت عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ہمین اسناد بود چون حقیقت بحقیقت
خویش فرو حقیقی باشد طی مکان وطی زمان وطی حروف در کلام دفتر
اثبات یابند در اتحاد واتصاف امتزاج واتصال صورت نبندد
شعورے مجردے فہمے خالصے علمے خاصے آنرا اتحاد واتصاف نام
نہند نمیدانم کدام محقق بمیان اتصاف اتحاد در اتفرقہ نہد تو گفتہ صفات
اللہ لیست عن ذاتٍ وہم طرفے از کلام در یچہ سر برون کشید تو نمیدانی
این شین عشق فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ
ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ درین پردہ عشق نہانی میبازد نمیدانی کہ
عشق بیہودہ کاریست چون حق را بحقیقت بتوہم وتخیل عاشق ومعشوق
عشق پیدا کنی نہ آنکہ بیہودہ کارے باشد شنیدہ حکایت کرم پیلہ کہ
خود بر خود تند مثال عشق ہمین باشد بیت

چون کرم پیلہ عشق تنیدم بخویشتن چون پردہ راست گشت من اندر میان شدم

من بسیار گفتم بہر عبارتے وبہر معنی دہرچند کہ گفتم میان مقصود برا محتجب تر مستتر
تر دیدم یک پردہ خواستم کہ از روئیش دور کنم گوئی صد قناع بر رخش افگندم۔
خدا را خدائی ہم بآن شین عشق بود بعثت انبیا ودعوت ایشان انکار
وقبول حساب وعتاب وعذاب وہمہ را از چشمہ کوہ شین عشق سر برون کردہ
است یونانی از سر حماقت ونادانی موجب بالذات گوید محتمل اکثر اہل
شرکت ہم برین اند صانع گویند اما بدین صفت این صانعے نشد دنہایع

مانند وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۔ هباءً منثوراً
گشت چنین دانم شین عشق غمزه زدنی نزاہدان ابصارے بودے
چشمک عارفان اہل نظر عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ فہمے شدے این
شین عشق روبہ بازیست شدید الروغان مع قرینہ لغت شیوہ
بازی اوست لا یتمکن احدٌ أن یؤتی من قبل ظہرہ ضرورت باشد
کار علی با علی علیین است کہ علم بتمام تحت قدم اوست چہ باشد اگر این
معنی نبود ولو لا قالت الناس فی حق عیسی ابن مریم لقلت فیک
شیئاً صائبی و قصیری را ہمین غلط افتاد شہرے در وہمہ کوران خواستند
کہ پیل را احساس کنند عاقلے دست بر پایش نہاد گفت ستونے مانند
و آنکہ دست بگوش برد گفت بشکل ترسے و آنکہ خرطوم را القبضہ کشید گفت
عمودیست و آنکہ پشت را اسود گفت تختے است عجب کارے نیست
پیل نہ این است و نہ غیر این پیل ہمہ است و نہ این الانسان سرّی
وصل بی اگر وصل پی محقق است بہشت کجا سر برکرد ۔ دوزخ
از کدام سوراخ رو نمود سلام جبرئیل چہ معنی دارد و جبرئیل کدام کسے است
مسکین کلیب چہ نالیدہ است اِسْمِی کُلَیْب جِسْمِی مُجَنَّدٌ وَمَدٌّ
رسمی هذه فاقة این جبرئیل و من المیار ز این ہمہ دلیریہای شیر
شین عشق است کہ او را اسد اللہ و اسد رسول اللہ نامند مسکین
نفس جنی و انسی از حضرت عین عشق استراقے خواست کرد شہاب
شین عشق از قلعہ زرزدہ آن کوہ رفیع بر دوشش انداخت اگر گردن و
مہرہ اش بشکند ہم کار ایست مگر این گردن مہرہ شکستہ است کہ بدینہا نشکند
طرفہ دگر با اینہمہ گرزدہ و اختلاف را نگذارد و ہر بار رہ دو گسستہ و شکستہ باز گرد

تا ہر خانہ وکودکے فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ بآواز بلند ندا برآرد فَاسْتَفْتِہِمْ اَھُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَنْ خَلَقْنَا چہ چہ محاجہ است باکیست این

غزل

مجنون چہ کس است کیست لیلے	گل چیست کجاست زخم خارے
خسرو کہ بود کدام فرہاد	شیرین بچہ گشت خوش گوارے
از چہ سبب اسب ہان گرفتار	یعقوب کہ بود رستگارے
از بہر چہ زن عزیز مصر است	از کردہ یک غلام خوارے
خود چاکر بندہ چرا شد	محمود کہ بود شہریارے
زین حال کسے خبر ندارد	جز بیخبرے شرابخوارے
در صافی مے نظارہ باشد	بین عکس جمال روئے یارے
بر لوح وجود نیست نقشے	جز نسخہ صورت نگارے

شین عشق را دائم نام کردند و حامل ارواح جملہ احباب ساختند از روح آدم پرسید کُنْتَ فِی الدُّنْیَا مَنْ اَحْبَبْتَ گفت خدا یرا اگر این سخن صدقے داشت ابتلا با دانہ گندم چہ معنی دارد و از شرمندگی این ابدالآباد آدم سر فرو افگندہ ماند نوح ہمین جواب داد گفت اگر چنین بودہ است غم پسر خوردن از کدام رہ درآمد خلیل نیز ہم ازین جنس قال و قیل شد موجب شرمندگی رغبت سارا بود و را نیز ابدالآباد ہم ہمچنان بشرمساری می بایست ماند اقحام موسیٰ باستعانہ ہارون و خوف تکذیب فرعون اثبات یافت عیسیٰ را ہم ازین جنس مکلمتے بود احیا و اماتتش بر چہرہ دوستی او دود اغے سپید و سیہ افتاد ہر آینہ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ بہمہ

عجز وانکسار گفت محمد که از همه دعوی دعاوی فرد واحد است
خوش مهره غلطانید خدا را دوستے باشد و دست دارم همه عمر رویش
یکبارے ببینم دیدی این افضل انبیا این سرور اصفیا این رهبر اولیا و
رهنمای اتقیا کلامے بانتظارے تمامے نفعے خاصے و عامے دایم
رایدان الزامے و قابل را احترامے۔ امین الدین عاشق ترسا بچه
شد آن شطحیات حکایت هم ازین بود۔ داود با اینهمه واقف
اسرار محرم حضرت هیچ از قدسی و لاهوتی و از ملکی و جبروتی نسبتے نداد تا
سلیمان حی بایست زاد رسول الله باذن زید چه کرد گفتند
هوت نفسه ایاها این همه رنگ آمیزی شئین عشق است
بایزید می پرسیدے الی کم تسبیحی جواب گفت اذا کثر مکث
الماء تغیر سلطان العارفین گفت صر بحراً لا تتغیر فرمود
دریا چو نه شوند بدریا پیوند دریا باشد هیچ کم بود آنکه هر چه باشد
سگے فریاد میکند شبلی می گوید لبیک یا رب لبیک یا رب موذنے
بانگ نماز گوید حسین فرماید کذبت یا ملعون خوبروے شیوه ناکے
عشوه بازے سر فرازے چشمکے زند بهر طرف بهر لحظه هر کسے گمان برد گوید مرا وعده
کرده است سیکون کذا دیگرے گمان برد مرا گفت خموش دم
مزن دیگرے گوید من از آن تو تو از آن من و دیگرے در میان نگنجد
چهارمی میگوید مرا اشارت کرد مرا نظاره مکن رقیبان در تجسس اند
فعلی هذا با هر یکے کارے و بارے است بیت

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو — یک توست ز اصل و فرع بنگر تو نکو

مسئله توفیق و استطاعت شنیده که تحریک الخاتم فی الاصبع همین مثل است

ن جنید
ن خیاے
ن بیبیان شیخ عبدالخالق

هفت فلک هر یکے را گردشے دگر و هر کوکبے را سیرے علاحده سرے جدا گانه یک گره یک بند هر گردشے از طرفے مو ضعے دگر. نظم

سبحان خالقی که صفاتش ز کبریا | در خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کے آله | دانسته شد که هیچ ندانسته ایم ما

اما فاها ثم اها مسکین بایزید علیه الرحمه ماقدروا الله حق قدره شنید سر بر دیوار زد گفت مید انستی ره بمعرفت تو مسدود است در دل مسکینے چه موجب طلب انداختی چه گویم وما الله بظلام للعبید آرے بایزید بگمان خود خود را طالبے و او را مطلوبے تصور کرد آرے نقیضان لایفترقان ولا یجتمعان. مصرع

بر دوست مبارکم و بر دشمن هم

دندانهاے شین عشق بد ندانهاے کلید مانند کلیدے

که او را سه دندانها باشد هر قفلے که او را سه پرده بود این سه دندانه بران سه پرده نشنید فتحیابی شود سه پرده را ملکوت جبروت لاهوت عنایت کرد بنی الاسلام علی خمس برای این قفل که پنج پرده داشت کلیدے با پنج دندانه می بایست کلمه شهادت و صوم و صلوٰة و زکوٰة و حج کشاد عبارت از چه شد صوم اثر خود نمود و صلوة پرده از جمال خود کشود عثمان رض در حکمه مشغول با تمام و امضاء امور خلافت و امارت بوده است مؤذن فریاد برآورد الصلوٰة الصلوٰة عثمان بن عفان رضی الله عنه بر آمد و مود لحن فی الصلوٰة مرد چون بکمال رسد اختلاف حالات صورت اتحاد را انکار گیرد با هم آشتی سازد. بیت

آنجا که منم خصم و منم با کس نیست   زیرا که همیت کس با کس نیست

خطرهٔ دنیا موجب وضو آمد و خطرهٔ آخرت موجب غسل کفارت باندازهٔ
جرم ست فانی یا باقی برابر نشود همنشین باقی با فانی بوفا نرسد شنیدهٔ
نفس منفوخ ست مجوف ست درونش خالیست او را علیٰ دان بیت

هیچ نه در کاسه و چندین نگس   هیچ نه در محمل و چندین جرس

چه شور انگیزی است که شبلی دیوانه میکند میگوید أنا اقول و أنا
أسمع وهل فی الدارین غیری اگر این صورت تحقیق است
انا اقول و انا اسمع وهل فی الدارین غیری چه معنی دارد تو با فنا اندیشه کن۔
شین عشق حدے کشیده است دائره کرده است ازان
گذشت صورت ندارد دل را هفت طور گویند هر هفت را یک ره
و یکجا بدان پیاز را چون دیدی اطوار دل را همچنین تصور کن آن ره
و آنجا بدان تنگی و لطافت است جز یک چیز نگنجد نمیدانم شفقت
در کدام زاویه قرار دارد که او جزو لا یتجزی است زاویه مقرر را
با او چه نسبت یا گویم شفقت را جداگانه طبیعت باشد و آن جداگانه است
و مسکن حب سویداء قلب است نکو سخنی است این حکایت ابراهیم
ادهم که نام دوستی ما بازده که بار دگر بدوستی زن و فرزند مشغول شدی
هم ازین قصه حکایت میکند در طرق عشق اگر سه فرسنگ شین عشق در رش
نبوده طالب را احتیاج بمرشد نشدے نور پایه او قطب الاقطاب
سید الاوتاد است در کرانه نیل نشسته نظارهٔ آب و آبی میکرد ماهی دیده
بود و سر پیچیدش دیدیم سر چه گفت سر سر است در بین سر چه سر است
آن قدر حیوان که در رود نیل باشند بدان عددے که هست من دانم این

ن بجیکند

عله یعنی نورالدین بایزید

بچہ اکتساب شد۔ ذوالنون را شش درہم اندامش من خوردم این اثر کرد۔
نورالدین پا بزاد خندنی زد بیچارہ این را اسرا مید گفت صلہ چہ گفت
محبت خدا۔ گفت عظیم دردے در سینہ افزود و سخت طلبے از دل خاست
آنقدر اندوہ و غم رخ نمودہ باشد کہ بطریقہ قسمتے بما ہم رسد گفت این
قسمت آدمی رفت مگر تو غذا ایش گردی گفت غذا اگر ودم من نباشم آدمی
باشد مرا باید من باشم و ازان برخورم دہن را دہانہ آبے ساخت دررہ
را گرداب عظیمے ماہی را با برخی بحری از آب در شکم آورد ماہی دران آب
جست جوی آشنائی میکرد ناگہانش گذر در امواج دل افتاد نورے
از انجا ساطع شد چشمہا با وداد مبتلا گشت او را باز برو ذبیل او انکشاف
حالش کرد گفت دو چیز شد چشم جہان بین را بباد دادم بدرد دل
مبتلا شدم در غرقابی این دو بلا غرقم نماند تدبیرے جز آنکہ دستے و پائے
میزنم و جانے میکنم فرمود مبارک باد (غرق ذرہ ام) بیت

کفر کافر را و دین دیندار را ذرہ دردت دل عطار را

گفت دعا کنیم چشم تو بینا شود و دل تسلی گیرد گفت ایہا الشیخ صد ہزار
این چنین چشم فدائے پرتو آن شعاع باد چشم بستہ ام خیالش بدل
گرفتہ جہان را نظر میکنم۔ چہ دانم ترا ازان شعورے ہست یا نہ اگر درره
عشق این جملہ شین عشق نبودے شیطان را مساغ و مدخل درآمد
و بیرون شد نشدے خصم کمین گیرد و بشیوہ و مکر غالب آید امّا در بر ہر کہ
تصحیف قبا کردند بر سر ہر کہ مقلوب کلاہ بنہادند شرف سلطنت درد
عشق بدو مسلم شد شیطان را رہ نماند بادشاہے است حراس و حفاظ
انصار و اعوان جوانب و طوارف را گرفتہ اند دشمن را راہ درآمد نماندہ

است دست ایذاش کوتاه کرده اند پے عداوتش برید تد وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ
مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ۔

شین را سه دندانه است یکے در میانه میانه است وسط وسطست
یکے نسبت باول دارد دوم بآخر دیدی وسط را چند مرتبه است جنید
میگوید بایزید باهمه علو مرتبت و رفعت شانے داشت اشارتش
از حد ابتدا در نگذشت شبلی دیوانه بین بچه حد فرزانه است شعر

لوكان ابويزيد في زماننا لاسلم علي يد صبياننا

این همه سرافرازی دندانه شین عشق است زہے دندانه شین عشق جہانے
را خائیده است در کلاه او ہیچ کسے بر نیامد همه را فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ ساخته
و آنکه گوید یکے ماہیم سر برآوردیم دیگرے سرزنش کند لے کاشکے می بودمی
نیست و نابود تا از تو همین سخن بر نیامدے که منم برآمده شنیده صنایع
شمس تبریز و صنایع آن خدا انگیز جلال را از خانمان و از جان
و جهان و از دین و دنیا و از کفر و ایمان و از جحیم و جنان یکبار بار بر و چنان نشستے
که بالجمله دم یکے گشت او را از روے پرده خود بخود در آمده هر چه خوش آمد کند
بهانه بر جلال نهاد و کمال جمال خود را در ان مظهر دران صورت پیدا
تر و آشکارا تر نمود قصه آن بادشاہے که عاشق کنیزکے شد این بنده خدا
شمس تبریز چه تدبیرے پرتزویرے که از حکیمے و وزیرے بنا مده است
و نیاید کرد خضر هر چه کرد بصدق کرد بصدق و اخلاص کرد ولیکن شمس مامور
تزویر شد مامور شد و لے لنقش مزور آمد علین وجود در خانه شهود بابود
نابود آرامیده بود آنجا که کان الله ولم یکن معه شیء نغمه کُن درگوش
وجود او رسید رقص کنان بر در میخانه عشق دوید قطره از ان چشید دعوی

أنا ولا غيري بفریاد برآورد مجاز دو معنی احتمال کند یکے مجوز باشد مَفعَل
بمعنے جواز گذشتن دوم مجاز بمعنے جواز روا داشتن یعنے میان اسد و مرد دلاور
علاقہ تصور کردی دلاوری اورا اسد نام کردی از شلین عشق گذشت نیست
واگر گذرند بازگشت ہم بدان باشد۔

شلین عشق حال مجاز و حقیقت نماینده بدایت ونہایت نشان دہنده
اول و آخر است از عشق شکایتے نیست از انچہ شکایت او منافی شکر
افتد و انتفاء شکر انعدام مزید گردد لَئِن شَكَرتُم لَأَزِيدَنَّكُم بگوش دل
باید شنید حکما گویند ہر فلکے مقر و حے بازگشت ہر یکے ہمبدان منہ بدء
والیه یعود ہمین سفر باید حجۃ الاسلام گوید مرجع مرد غیر مبدا باید ورنہ
آمدن و رفتن عبث آید محمد حسینی گوید بازگشت ہمبدان خانہ کہ مسافرانہ
انجا آمده بود ہمانجا شود ورا الدرا چنانچہ امروز کسے در زاویہ حجره تکیہ
کرده وازوراے فضاء عرش در طیر و سیر است این مثال آن برہان است
براے دا اختلاف آن سخنان است معقول بحق و وقوع موصول شد ترا فہمے باید
وما نفعنا الا ركعتان في السحر از چہ چیبینا الدراز ناہمواری راه شلین عشق
است ہر چند قدم استوار است مرد ہوشیار است با اینہمہ کثری و کوتہی
راه در کار است کہ محدث بالباطل با حجام نگر کہ خونے فاسدے
سیہ فامی در سینہ منجمد گشتہ استاد راه چیره دستہ ہر آینہ یک نشترے کہ
بران علت زد مریض شفا یافت آرے الشفاء في شرطة الحجام نماز
گذارنده صحرا باشد سترہ پیش کشد آرے از اطلاق تقیدے بباید آمد
راه پر خار سنگ خاره و گرگ بسیار ہر آینہ وقفہ لابدی باشد دست زیر
سنگ و دندانہ شلین عشق آمده است دم زدن مجال نیست مظفر قریشی

ن از شلین عشق
ن دوست
ز ہزار
ن وہمعنی

میگوید ما نال الاکابر فی المفاوز والخلوات نلناه فی الصدور
والمحافل هرچه گویند از تحصیل حاصل فرمایند شعور را وجدان نام کردند
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تکون او در علوی و سفلی چه مثال باشد
کَمِشْکٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ چراغے در شیشہ ببنہ شیشہ را در طاق بدار
زجاجہ مراد کما لہا برنگ نور برآمد صفا در صفا افزود کوزہ روشن ترگشت
آنگہ چہ شد چہ آید ہمانکہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ آید دل و روح و نفس لغز را اللہ در مشکوٰۃ
دل طالع شد روح اللہ بدان مستفید و مستنیر بدان مثال آید یَکَادُ زَیْتُهَا
یُضِیْئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ شعر

رق الزجاج ورقت الخمر فتشابها وتشاکل الامر
فکأنما خمر ولا قدح فکأنما قدح ولا خمر

کانما بیان مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ شد این همه تمثیلات
و تخییلات تمویہات و تحقیقات از بوزنہ بازی شیلی عشق است
فرید عطار مسکین هم ازین روزگار نزار زار پراگندگی نالد رباعی

از صفائے مے و لطافت جام در هم آمیخت رنگ جام و مدام
همہ جام است نیست گوئی مے همہ مے ہست نیست گوئی جام

کانها و زجاجها و مزاجها اشیاء خارجۃ عن الاشیاء آه
فعل بازگونہ میباز د شیطان ہمیں شیوه میکند بحق الحق از رہ انصاف
و صدق ناطے بحق الحق باید آن صورتے کہ درین پرده مستر و محتجب
گشت بیچاره طالب مسکین متوسط مبتلا و گرفتار منتہی بحجہ تدبیر حیلہ این
برقعہ را از رو برانگند و یکدام شیوه و هنجار این مقنعہ را از رخ بر تواں
کرد کہ حانی حکیم چہرهٔ زرین بر رخ گرفت عیب بشری پوشید صورت

نور الٰہی ساخت نہ آنکہ این ہمان مثال است وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ این لولا شک بانفی امتزاج گرفت یکے را از دیگرے جدا شدن متعسر شد البتہ ہدایت بمعرفت ذات باحاطت وادراک میسر نیامد لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عدم الہام باوجود ملہی تا وقتے چنین گاہے چنان ہر یکے را از دیگرے مزاحمتے نہ القید قید الاسلام۔

شاہین عشق تخت بندے محکم شد در پاے روندہ مثالش پرندہ بود بپالش ریسمانے دراز بستہ و بخیال آزادگے در فضا ہوا طیرانے کرد خود را مرتبط و مربوط دید با انتہاے ریسمان رسید یک طیرانے دگر خواست میسرش نیامد فرو نظارہ کرد پاے خود را چنانچہ بستہ دید ہمچنان یافت بضرورت سر بہ بندگی نہاد سرافرازی از سرش فرود افتاد ہر چہ در سر بود افتاد و ہر چہ بدست بود بینداخت خود را برہنہ از ہمہ چیز یافت ہیچ چیز با وے نہ و پیدستش نہ بتحقیق نکرد أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللهِ عبودیت فقر ذاتیت احتیاج اصلی است نرفتہ است و نرود و نخواہد رفتن۔ لو تسأل انت هل يقدر الرب ان يخرج العبد من عبوديته فلتقل ان المحال الى الله لا يحال فمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه بپیغامبر فرمود نورٌ يقذف في القلب نشانش چہ التجافي عن دار الغرور والانابة الى دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله شیخ ما استاد طائفہ نور را بیانے فرمود کار بجاے رسید از ظہور ذات وصفات صمدیت اشارتے فرمود اینہمہ گرفتاری خمگاہ شاہین عشق صمدیت انشاء اللہ رو بکمال

خود کشد چہ کنم وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ
وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا در گوش جان تو آوازے ہر چہ عفیفن
تر و لطیف تر اند میداشت و این ہم اضافت بشر و بشریت دارد اگر چنین
اتفاق افتد بشر و بشریت قدم ببادیۂ ہلاکت نہند ہر آئینہ خدا با خدا
سخن گوید و آنرا کہ تو گوئی مخاطبے تصور کنی بوہم و گمان خویش اور اشنائی
وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ
در شان او درست بنشنید سجادۂ ذوالاوتاد در جامع کوفہ بگوشہ
مسجد نماز میکرد شقی از مسجد طرفے افتاد نبود در کوفہ کسے کہ از آن خبر نیافت
امّا ذوالاوتاد در قدم خویش از آن افتاد درست تر ایستاد۔

وسط دندانۂ شیل عشق گران بہے است ہر کہ بران تکیہ بستہ از
زلّے و خللے او را خطائے و غلطے نیفتد اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
دو نور را یکے ساخت گفت ہر دو را بیک مثال تصور کن کَمِشْکٰوۃٍ
فِیْهَا مِصْبَاحٌ نفس ارض باشد کہ بدو نسبت تمام تر بر دو سمٰوات
لطف و لطافت علو ایشان ہم ازین حکایت میکند و نور ہر دو جا بیک
مثال یعنے تر ا در خاطر چہ می آید عورتے کہ ذوالنون مصری را در تیہ
بنی اسرائیل دو چہار گردد گفت یکے گوئی با من چہ باشد این و تواز
کجا بکجا عورتے گوید از مردی کہ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ الی
مِنْ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ کیست
این عورت تمثل قدوسی تشکل سبوحی است کسے را گمان میرفت
جبرئیل بر صورت دحیہ کلبی است یا جبرئیل از صورت خود گشتہ
بصورت دحیہ کلبی شدہ جبرئیل چنانچہ بود ہمچنان بصورت خود است

وجیہ کلی بصورت خود ہم چنان اما این نمائشہای شئین عشق است
واللّٰہ علیمٌ حکیمٌ القابضُ الباسطُ نماید اطلاع ندہد معنی را
رمزے گوید صورت بنماید بسط کند حقیقت ندہد قبض کند بسط کند
قبض او در بسط او باشد بسط او در قبض او بود یَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ اعتبارات مختلف گہے معنی ابتدا جمال خود می نماید
گہی سر آنہا رمزے میکشد شئین عشق ہر عبارتے کہ میخواہد خود را از پردۂ
غیب امید کشادے کند لاقابلست نمی بینی از صنعہ وجود عشق
چون سر بر آوردہ وچگونہ خود نمائی میکند مصراع
عبارا تنا شتّٰی وحسنک واحد
وہر روندہ نشانے دگر مید ہد وہر گویندہ بیانے دگر میکند وہر بینندہ
صورت دگری بیند فیأتیہم اللّٰہ بصورتہ الّتی یعرفونہا
جز این معنے دگر چہ احتمال دارد دوازدہ چشمہ از یک سنگے روان
شود ہر سبطے آب خود را شناسد قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَہُمْ
چہ شناختست این فرعون انا ربّکم الاعلٰی گوید دیوانہ مردمان
بیکدیگر چشمکے زنند کہ نگرید کہ انا ربّکم الاعلٰی چہ غمزہ میزند وچہ اشارت
می نماید این قدر بباید دانست ہیچ یکے من وتو وسہ دیگرے خالی
از سرے بیرون از مصلحتے وغرضے نباشد بیچارہ فرعون ای مولانا
ففقیہ گوش این طرف دار انّ اللّٰہ خالق افعال العباد کما ہو خالق
لاعیانہم۔ ہذا مذہب ابی حنیفۃ واعوانہم فقول
فرعون اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ما خلقہ الّا الرّب تعالٰی الیس ہو
ادّعی الربوبیّۃ بنفسہ الی نفسہ خلق موسٰی وارسل

الیه بتلك الآیات الکبری ففعل بینهما ما فعل ممّا ارادو شله
ایشوانت مافی بیاننا هذا ای ففیه تنبیه شوبر مذهب تو سخن صریح گفتم
صاحب القمیصین لا یجد حلاوة الایمان آنکه او در میان دو
دندانه شین عشق فرو افتاده است او را حلاوت ایمان چه قسمت آنرا که
اوی دمنی برابر شد او را با ایمان چه کار ورد من الله الی الله وانتهی
عقل العقلاء الی الحیرة والاحیرة ای حیرة فیما هو الحیرة سخن شتیر
ممکنیم شفقت خلق خدا دامن گیر وقت ما میشود طفلک یکروزه را حلوا و بریان
دادن زهر قاتل باشد و هم نتوان از خود یکسے نشان دادن صفتیست مذموم
است، در کلّ امور الا فی حق المحبوب بذل آنجا مذموم باشد و این که
درویشان نشانے گفتن خصوصیت خود را البته در پرده صنعت در نقاب
غیرت محتجب مستتر داشته اند البته البته این همه دو بینهما این خود نمائیها از
مآثر و مناقب شین عشق باشد مرد در ره افتاده است از طرفے گم گشته
است صورت کار بخلوصیت وثره می شود حیران و حرمان بودن ضرورت
وقتست شنیده اخر ما یخرج من رؤس الصدیقین حب الجاه
اینچه بزرگی در سر افتاد آنکه چه شد قطب الاقطاب گشتی هنوز از دائرهٔ ننگ و
نام قدم برون ننهادی در بادیه کمین کم گم نگشتی افسوس ای ابراهیم خواص
ضیعت عمرك فی عمران الباطن فاین الفناء فی الله حسین منصور
رضی الله عنه انزهك عمّا یوحدك الموحدون الکنون با یزید را باید
از سر سبحانی ما اعظم شانی توبه و استغفارے ایمانے و از سر کارے
این شین عشق است بسیار کسان لغزیده اند زمین او مخشان است
کمی و گمرهی در میان است خار بسیار پیدا و پنهان است تو هشیار باش

اینجا خطر ایمان است۔ المخلصین علی خطر عظیم میان این جہان
است یعنی را وزن کنی حرفے و حرکتے و سکنتے بطرحے یا زیادتے موزون و
ناموزون خوانی میزان چوبے نہادہ اند تا از ان چہ زر کو وزیر چیدکو قفس
فرماید مروار یدنام دو پلہ در ہر دو گوشہ آن چوب این پلہ را نیز بروزن فروآر
چوب شمار کنذلک شگاف ریسمان در ہر دو پلہ بہر گوشہ چوب آویختہ بین
این میزان اعمال چنانچہ در میزان عروض نقصان و زیادت بیان شد
فکذلک درین میزان ہر چہ تر اللہ فی اللہ است زان تو بہانست ترا از ان
خبر انشاء اللہ شود اگر بر کوہ شین عشق بر آمدہ باشی و تمام کار او را زیر پا
کردہ باواز ہر چہ بلند تر و فصیح تر خوانی شعر

وکم من جبال قد علا شرفاتھا ذوالجھل جھل بزالوا الجبال جبال

ہمین آفتاب است ہر روز بصورتے دیگر می نماید ہر روز برنگ دیگر بر می آید
الفقر سواد الوجہ فی الدارین کرا روشن نشدہ است والشفع و
الوتر رہ کار او را بر بستہ است تا آنجا کے سیر سلک بود بسیر قدم خود بدست
آورد پیشتر رہ نیست ہر آینہ و ترماند باز گشتن را ہمت نگذارد بیشتر رہ
نہ ہر آینہ متردد بین قادرین ماند مصراع

از طرفے تو میکشی و از طرفے سلاسلم

گہے رہ بعین عشق میبرد و زمانے بقاف اگرچہ خیر الامور
اوسطہا اما کار بیک رویہ نیست طرفین بحفظ ضروریست فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی من میدانم ہمہ اعضا چیزے پوشیدہ در پا ہم چیزے
پوشیدہ ہمہ را ابر کنند کہ ادب است و این را بدر کنند کہ بے ادبیست نعلین
را عنایت از ھمک علی غنمک و زوجک دارند نعلی ہذا دنیاک و آخرتک

هم درست آید وکذلک اوی ومنی هم همین معنے دارد دع نفسک وتعال
نه آنکه شرطے محالے هست بیت

مرا گوئی بیا بر من ولے بگذار خود خود را اطاعت انهم کردن ولے شرطے محالے ست

نه از نی عیناً تردد حبا حجابے اهم اعتبارے وکارے شد گذاری دگیری
آئی وروی بیهوشی وکشائی این همه از عالم خود نمائی است ذوق وشوق
رد وقبول حجاب وصول هم ازین فضول شمار ابراهیم خواص یکے از مسترشدان
یوسف حسین شبے خدا درخواب با وے گفت که یوسف حسین
را بگو رنج زیادت بیرتو مردود حضرتی ابراهیم دلیری ننمود الست کرد شب
دویم همان دید بازگستاخی ننمود الست کرد سیوم بار همچنین گفت بگو ورنه
ترا باوے دریک سلک کشیم از گفتار چاره ندید بدین عزم در مسجد یوسف آمد
فلما دخل یوسف فرمود چیزے یاد داری بخوان خواص بیتے عجمی
خواند وقت بر یوسف غلبه کرد تا کار بجاے کشید گریه از آب گذشت
بخون رسید پس آنکه بخود آمد گفت ابراهیم کے باز نشسته ام از حال
مختلف آیات کتاب الله قرآن خواندند هیچ ازین آثار بر صفت
اظهار پیدا نیامد تو بیتے عجمی خواندی دیدی که به ما چه کرد اکنون سزد خلق
گوید که یوسف زندیق واباحتی وملحد است ورسد خدا گوید مردود
حضرت ماست ابراهیم را اعتقاد فاسد شد از ملالت بادیه گرفت
حضرت باری با وے گفت نه بیمار سور اعتقاد را بر یوسف راه ندارد
که زخم خورده حضرت است که راه حضرت است این بیرانی مجنون
از لیلی هجران و وصالے کند چنانچه [illegible] ورب الارباب
ابن الماء والطین [illegible]

باشد عزت او آن تقاضا کرد ہر رہے و فرجے و ہر درے و ہر دریچہ محکم
کردہ اند ہر آئینہ شیطان بر معتزلی وسوسہ کند سوگند عزت را در میان
نہد کلام رہ تسویل ضلال گرفتہ است خبر از زور را الورا دمید بہ معتزلی
مسکین چکنند کہ انکار نکند فبعزتک با مصاحبت باشد ہم بفیض قہر تو
موید و مستمدم کسے را رہ ندہم و دیگر یرا مانع باشم ہمین عزت او بود کہ
ابلیس را مانع سجود آمد در ظاہر گفت ا اسجد لآدم نہانہ فرمود
لا نسجد لغیری می بینی بر آب روان معامی نویسد از حیہ کہ بر تابہ
است قرار و آرام مجوید آب از غرقاب آر و کف پا را از تر شدن
نگاہ دارد رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ او کیفیت احیا طلبد شہود
وقوع نماید او لم تؤمن گفتن چہ حاجت بود بلی و نعم چہ معنی
داشت کونی بردا و سلاما علی ہذا حرارت نار الطبیعت نباشد
فبعزتک بای قسم باشد این با قسم محبت نشان دہد معشوق بر عاشق
غضبے و تعزیری نماید بموجب یکے و بسبب کسے او گوید بجان سر تو بعزت
و جلال تو و بجمال تو و بہا تو و بعزت و عظمت تو اگر از من نقابہ بر رخ
کشی ہر گز نخواہم کہ جز من ترا دیگرے بیند مرا در دل نہدہ است یعنی
انہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ اسلام این کہ جز ترا
نخواہم و دیگر یرا بوجہ من الوجوہ روا ندارم کہ بوہمے و خیالے روے
ترا بیند ۔

دندانہ شین عشق دیدی چہ خسارہ ابلیس را گزید تا کارش بحرمان
کشید آہ ہمون می سوزد ہمین می سازد و اکنون بدان آتش آتش نیست
آب آب نہ ایشان ہمہ بر باد ہوا ہباءً منثوراً اندا سے زرہ خیالے بلش

ن کدام

نیست آفتاب راہبران قیاس نہ بجان سر خود یک کارے کن یارے چشم
بند آن خویلاتے کہ در نظر تو آید ای یار عزیز من او را نامے بنہ مخلوق گوئی یا
غیر مخلوق معدوم است یا موجود مذموم است یا محمود دیوانہ وجودی را شہود
باید و آن در واقع وجود نیست کہ لا قابل شہود است آنگہ تو چہ میگوئی از
وجودات را کہ آفرید ہمان خلل او موجود او شد یا رب تعالی اے نادان
نکو اندیشہ کن کہ من چہ میگویم با تو من بسیار پردہا از روے حقیقت کار بر
گرفتہ ام اما ترا دیدہ روشن تر و راست بین باشد شمس تبریز عاشق
ترسا بچہ شود و خود را امین الدین نام نہد تا چند بلا و فتنہ شود و غوغا در میان
نہد شمس تبریز کہ بود شیخ الغیب کرا گویند خضر کرا نامند مرد غیب کجا است
ابدال چہ کار وارند او تاد در کدام ریسمان بر بستہ اند قطب الاقطاب در کدام
کوک بر رو افتادہ است آنگہ خدا چہ محمد کہ و من و تو کجا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ۔ بس اقطع لسانک واقصر بیانک وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ
وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ۔ لولا این چوب دو شاخہ
را میدانی لولا چہ میگفت اگر نگفتی زہے و اگر بگفتی تہی یکے گوید لولا منصب بہ
وہم بہا است دیگرے گوید بر مجموع تعلق میکند معنی فرماید ہمت بہ
وہم بہا او خواست ہوس خویش را با تمام رساند یوسف ہمین
اتفاق رفت تمام اہتمام ہر دو میسر استے اگر یوسف برہان رب تعالی
ندیدے مردمان چنین گویند افضلح بر شرط افصاح آرد کار بدین قدم
شکست و ہر یکے دست بکشاد گرہ شرعی کشادہ کردہ شد کہ عقد شکست
منعقد شود برہان اللہ دستگیر حالت لغزش قدم ہرچہ استوار شد و مستقیم
تر گردد القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف یشاء

ن بود
ن سرے

دردل زلیخا این ہمّ را کہ متہم کرد یوسف را از قدم سلامت در تزلزل و خلل
کر انداخت ہر دو را ہم شیطانے کہ ملقی کردہ شین عشق بود شین عشق بصورتے
ہر چہ زیباتر و ملیح یوسف را در دل زلیخا آراست و زلیخا را با ہمہ زیب و فریب
با ہمہ فراز و نشیب بر یوسف کہ انداخت صغار و کبار الی یوم ینفخ
فی الصّور در مسجد و بازار ہر یک باواز ہر چہ بلند تر و لطیف تر ندا دہند
(۱) یفضح وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا فضیحت دگر صاحب را اطلاع میدہند
کو دکے را قاضی الاحکام کردہ اند بحق الحق و حق الصدق این شین عشق
بصورت پرداخت یکے را یوسف نامید دوم را زلیخا سیوم را عزیز
مصر گشت دگر چہ باخت بہمہ با ہمہ در ہمہ خود خود را باعزاز و اکرام کرد
و خود خود را فضیحت ساختہ ای شین عشق نیست دیگرے کہ
دندانہاے تو بشکند قدم ترا پے پرد دست ترا مقطوع الیدین سازد
اے شین عشق بحرمت تو و بعزت تو اگر قدرتے و مکنتے بدست
من بودے ہم چنین کردمے امّا چہ کنم من درمیان نہ ام و کسے دگر ہم
نہ خود با خود بازی و یا دیگرے نہ پردازی موسیٰ را با نواع بلیات
مبتلا ساخت ہوا مغیم و مظلم باد سرد و سخت بادیہ مواحش گوسفندان
از دست رمیدہ تخمہ دگر صفورا دختر شعیب حرم موسیٰ را درد شکم و ضع حمل
استقبال کرد شب تاریک گوسپندان رمید باد سخت سرد صفورا را قریب
وضع حمل موسیٰ متحیر گوسپندان از دست رفتہ رہ گم کردہ زن بدرد زہ گرفتار
شدہ درین بلا افتاد چکند کجا رود چہ حیلہا سازد فجاءةً بغتۃً آتشے مشاہدہ
کرد بضرورت تا آنجا می بایست رفت انواع اعراض را بکفایت میباید
(۲) نفد رسانید خسے و خاشاکے جمع میکند پرکالہ آتش درمیان می نہد بمدد لقمہ

مینخواہد آتش را افروزے شود گرمی احساس نمیشود آتش درنمیگیرد موسی
در حیرت ماند کہ چہ کند این آتش سوزندہ نیست این سازندہ است ہمارنیا
تعلق و تردد تامل و تفکر اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا بجان جان و جان
جانان اشارتے بہ بشارتے می شود عصا مار شدہ مار یار نمیان پا چوب
در آمد موسی تو خود را خود بدانی آتش را آتش نہ بینی مار را چوب کشتی و چوب
را عین مار بینی نہ آنکہ این ہمہ بیکبار خلاف کار و ضد روزگار تواند چند
مثال و چند نظیر و چند مقال و چند بیان خطیر بر ہر صغیر و کبیر درمیان
نہیم ہست کسے کہ این را فہم برد جاء موسی بلا موسی ولم یبق
شیءٌ من موسی لموسی اگر موسے بلا موسی است جاء موسی چہ معنی
دارد فہم میکنی کہ این مغالطہ است این سہ دندانہ شین عشق یکے
موسی شد دوم محی شد سوم موسی بلا موسی اے شین عشق اگر سہ
چیز ستی قابلے و لایقے و فاعلے ترا وجود نبودے لو ھلکت ھذہ
العصابۃ لم تعبد فی الارض این بازیگری کہ تو در بازار حقیقت
کشادہ می بازی اگر در پیچے بازی دگر کہ مطلوب نست وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ از ان حکایت میکنند در صحرائے کائنات
وجود این وجودات محو صفات و ذات باشد شنیدہ قصہ سامری چہ
سحر افسانہ است صورتے منحرف را سنگے را کہ سنگے ندارد در نظر کردن
مرد سبکتر از خاکسترے غبارے باشد در کشمکش اندازد آن جامد حامد شود
و آن صامت ناطق گردد آن گوید کہ و مہ تحمل سواد است وارضین و ما
فیہما نباشد شنیدی کہ آن ساحر چہ عذر خواہی کرد فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا آنکہ او جبرئیل بود آنکہ این نشان آن

سبب نبود این خاک آن خاک نیست ۔

بیت

برنقش خود است فتنۂ نقاش   کس نیست درین میان تو خوش باش

خصہ توبوا الی اللہ جمیعا احد و شد وگرچہ توبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم
اکنون اینجا آید خود آنجا باز دو آخر بدیہایہ داز دمرد محقق را ذ بولے دنخو ملے
ملازم حال او ست این ہمہ قیل و قال از در ماندگی وقت است اشکال
اسرار خالق ذو الجلال از حد وہم و خیال بذیل ذہول وانتقار القصال
کرده است عجیب این است موسی یا ہارون در چیسد اضافت فعل بد و
کنند مگر این چنین بود در حال جمع الجمع مقام استوار دار د چنانچہ
شین عشق وقتے آتش شود گہے عصا گردد زمانے موسی باشد ساعتے
فرعون و فرعونی کند ای یار عزیز وقت مباحثہ سحرہ دیدہ قصہ موسی
علیہ السلام و فرعون و سحرہ شلوچہ بر دو شطرنج بازی بود موسی از ہمہ
پیادہ رخ ہیچ شہودے وجودے نکردہ عصا کہ تکیہ روزگار بود آن
نیز ز دست انداختہ اسپ سوار بر بساط وحدانیت با ہمہ مہرہ بازی
ایستادہ نگر کہ آن سلطان ملک الرقاب را چون شہ مات کرد کدام
پیل بدین زور و بدین قوت الیستد نہ آنکہ آن موسی است باللہ
ستادہ ست باللہ گفتار او ست باللہ دیدار او ست باللہ
رفتار او ست باللہ موسی در میان نیست ہیہات فیہات ؎

صیاد ہمو صید ہمو دانہ ہمو   ساقی مے حریف پیمانہ ہمو

شیخ امام احمد غزالی در سوانح کہ دستمونہ ہر روندہ و رسیدہ است
واہم اللہ خوش عشقبازی کہ دران مختصر او باختہ است میگوید تیغ او

صمصام او نیام او صید او دام او کلام او ہمہ رنگ گفتیم باشرے در ستے
کردہ است ۔ مجنون را پرسیدند اگر تو در بستر لیلی باشی و لیلی بمراد تو بود
چہ کنی نا کار بجائے رسید بوہے وخیالے بسندہ شد معلوم شد ہمہ خیال
در خیال است تعبیر و تفسیر بلا تعبیر است تقدیر گذاشتہ تدبیر دامن
بمیگیر دہر دو الف دال خواندہ اند اجتماع بینہما چونہ میسر آید علم ازل
تعلیمش داد لَقَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ
اگر فتنہ از تو بود اسناد اضلال بسامری چہ تناسب کرد در باغے ہیر دم
بیاید او بجہتے من عشق را دیدم ہر سہ عضو را بہ دیدہ برسم شرط کار آہ کند
حرکتے استادہ این ہر سہ دیدہ با من دو چہار خور دخندنی زدکہ
مردگان زندہ شوند چشمکے نمود کہ اہل دل لفتنہ افتند گفت زاہدے
عابدے حضورے ناصحے نصوحے این دم بدام من افتاد بجان سر تو
کہ پر و بال زہدش را بریدم بال عقلش را کندیدم پر و بال گستہ فروافگندیدم
یکے فاسقے بدبختے مدتے لوطے کردہ ہیں دم بیرون آوردم او کسے
بود کہ خاک پایش را خلق بہ تبرک خواستند در دیدہ بجائے سرمہ کشند
کارش بجائے رسید بہر کوچہ و بازارے کہ گذرد مردمان اراذل و
اسافل سنگسارش کنند خود را مشاب و نیکم دو متعصب دین دانند اینک
شین عشق اگر برآید ہمان کند کہ با موسی و فرعون کرد ہمان بازد کہ با سامری
دگاو باخت و اگر فرو زند چہ گفتمت بدین کشد ۔

شین عشق ردا و کبریا را بر دوش گرفتہ است ازار عظمت
را بر خود پیچیدہ است قمیص حرمت را گرد خود کردہ است چنیں دائم
بر سران نقابے و چادرے بر مزید است ہر چہ بیخواہد سکند اگر مراد

تراان بنمود کہ شئے مستحسنے است خدا توفیق داد خدا اکرم کرد شکر مر خدائے
را و اگر بصورتے دیگر پیدا شد شیطان چنین کرد ابلیس رہ زد اِنَّ النَّفْسَ
لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ شد رسول اللہ ماریہ را احرام کرد کفارت سوگند بر
واجب نشد زیرا چہ ابتدا از ضیعت متوجہ شود ذمہ کجا تو اندیشہ بار اقوی
الجمال بہ پشت گیرد بسر بارے چندے بران بر نشینند بدان ماند حَتّٰی
يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ہم برین شاعر گفتہ است بیت
ولو کان مابی من جوی و صبابۃ علی جمل لم یبق فی النار کافر
ن صبابۃ
آرے زیرا چہ محالیت بتقدیر محال گلخن تابے مبتلا جمال بادشاہے اتفاق
حمام آن سوختہ گلخن تاب ہم بر سر رہ گذر بادشاہ بود ہر بار کہ او با جمال
و جلالت خویش گذشتے گلخن تاب یک نظر بے آنکہ ضررے بمنظور رسد
برخورداری گرفتے بادشاہ را از ان ابتلا خبر دادند غیرتش فرمود
سیاست باید شورت بادزیر پیوست وزیر زیرک بود گفت کار او
باختیار او نیست و ترا دران مضرتے نہ اگر بادشاہ را گذارے باشد
در عظمت بہا و جلال او زیان ندارد از نور آفتاب اگر کسے فیض روشنی
گیرد آفتاب را چہ زیان دہد بادشاہ از غیرت بعدلت رخ آورد
روزے چنین اتفاق افتاد بادشاہ را دران گذرے شد گلخن
تاب بجائے بود روے بجائے گرفتار ماند بادشاہ برسم قدیم کرشمہ ناز را
باحسن پیوند داد این شیوہ را نظارۂ عاشق می بایست تیر بہ ہدف
نیافت خالی رفت افسردگی در بشرۂ بادشاہ ظاہر شدہ بود وزیر
بشرط خدمت رفتہ رفتہ بہ پژوہش سعود گفت بادشاہ را گذرے
ن رخسارہ
باید واز سود او ترا ثرے یا سے نہ درد دریافتی دان در کدام اشکال در کدام

آداب در کدام احتساب گرفتار مبتلا یا در هوای بیهوده کاری آنکه
اگر به تثلیث مبارک آمد چه شد و اگر ترپیچ شود آنکه تثلیثان تو کیستی
و کجائی در چه مولانا حکیم زیارت خانه کعبه آمد فتوحش این بود زمین را
مساحت نمود چشمش را سنگ شد اینک جزا اینک ثواب در ره کعبه بوادی
جهالک بسیار گفته از ین چه بدتر باشد و سخت تر و زیان کارتر باشد
سیری و سلوکی کنند هم به آفات و هوای نفس مبتلا گردند ای
مرد نادان سگ را برای ایت فربه مکن تا ترا خورد اسپ را مپرور
که ترا بر زمین زند فرمان برین جمله است آب از میانه غرقاب آرد
و کف پا را اثر شدن نه هر بدی شسته باش و در هنری از همه
پیشتر رس ۔

اگر شین عشق نبودی ظلمی و فسادی کفری و عنادی و بخلی خاری
و خسی نرستی اگر شین عشق نبودی مهری و شفقتی و رحمی رحمتی
یاری و دلداری نبودی بهشت دوزخ صراط و صراط گفته آمده ام
اینها همه در ره شین عشق رسته اند خلق آدم علی صورته
همین نقش شین عشق است رأیت ربی فی صورت امرد شاب
قطط همین معنی را اثبات کرده است اگر این امرد شاب
لاحول ولا قوة الا بالله سخن میخواستم نشست تا زک بود خدا منع کرد
چو در گفتار منع خالق اعیان و آثار آمد ۔

اکنون زبان از بیان دندانهای شین عشق گرفتم ببست
قصهای نوشتنا وانی   قلم انجا رسید و سر بشکست

اللهم وفقنا بیان سرقاف عشق و حقیقتها و ماهیتها

ن انبیا در راه

ن نیکم

وهذا ابتدائها ونهايتها خارجا عن لغت الافکار بارزاً بوصف الاظهار۔

ق

قاف عنایت ازو قوت ہم کنند و آن عبارت از قیف باشد قاف قربت بود قاف قیامت قاف قربت من اللہ قاف قلم قاف قشر قاف قارون قاف قاب قوسین باید دانست ابتدائے و توسطے و انتہائے کہ ما گفتیم نہ نسبت عشق است او منزہ از اول و آخر و از دوام است و آن صورت کہ عجب است مجسّم متوہمہ رو نماید آن تصویر است نہ شئے بحقیقت موجود اینہمہ از طرف ما است اخفیٰ من دبیب النمل ہم ازین رہ نشان دادہ است قربۃ من اللہ باشد شعر

القائل والسامع والباصر هو	الغائب ماسواه والحاضر هو
العالم بالباطن والظاهر هو	الاول والدائم والآخر هو

مرجع ہو ذات باشد و اصل ہو نقطۂ بود کہ او را ہوہوسہ گویند تجزیہ و تقسیم احتمال نکند جہات را رہ گذر نبود لیکن مصراع

عشق گوید ہست راہے رفتہ ام من بارہا

آن عاشق کہ ما عنایت کردہ ایم این عشق آن است نمے ببارانے و از قطرہ بدریاے نسبت برند قربۃ من اللہ بعبارت و صورت حکایت از شرکت کند چون خود را و ما را باوے قربت دہی ہر آینہ مشرکے باشی عشق آتشے است ہمہ را بسوزد خود تنہا خود خود ماند کار بجاے کشد از حقیقتش این استعارت کند اکل البعض بعضاً بیت

قلندر را نواز شہا خدای را گداز شہا   خداوند قلندر دان قلندر را خدا خود بین

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۔ دو رکعتان فی السحر چہ سود کند دیوانہ ہوی عاشانہ بر می کند با یکے زاہدے کہنہ دیرینہ در زہد و تقوی افسانہ می کند می گفت الٰہی ہمہ تو بدین ند ہم مشابہات بسیار است اما فاحشات منکرات از حد شمار بیرون و بے انحصار است اندک بر در دکم باشد لذۃ بسیار این اہتمام و برائے چہ این تعلیم است و برائے چیست این گفتار حتی تسہید و تغتسل بیان حقیقت می شود واہ واہ جملہ حیوانات آبی ہم از آب رستہ اند چوک باہمہ کہ در آب و آبی است اما از تشنگی در فریاد و بیتابی است ۔

مرا در خاطر می آمد کہ ترا گمان خواہد رفت کہ میان شین عشق و قاف چہ تفاوت است آنقدر تفاوت باشد کہ ادراک باصرہ عاجز بود بلکہ بصیرت اگر در بیان شروع کنیم اکنون وقت را درین گفتار چند ضایع خواہیم کرد در وندہ وراء الوراء بقدر سمع ملکنت ببر ہمت طیرانے کرد پر و بال گستہ افتادہ ماندہا و بہ ہویت قرار کہ کسے نیست فضاء الوہیت مستقر جائے نیست دلش بجان بجوف شد صورتے در میان آمد بازگشت را رہنونی کردا سے موسی عشق از صفور آموز بسیاران خواستہ اند مگر مقادمتے میسر آید این خواست جز از غفلت و نادانی نبود بیت

حریفی میکنم با ہفت دریا   اگرچہ زور یک شبنم ندارم
چگونہ ہمی این شبنم بجائے   نہم ہم از دیاد و کم ندارم

این نم او را با وے چہ مقاومت فمن الامام ومن المؤتم انا للّٰہ و

إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ مرجع ہمہ است امّا چہ دانم کرا مقر و کرا محضر عجائب
گوید وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ فرماید وَأَنْتُمْ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ نہ دست
آویزند پاے گریز یفد مرحلاً و یؤخر اُخری تو تنہا دوئی را دیدن
نتوانی دگر این چہ شیوہ است توہم بوجود خود بشہود خود باید و آسود خود
بوجود خود آسودہ نباشی آسمان و زمین چہ عرش و کرسی چہ ساختی دنیا
و آخرت کجا آمد بہشت و دوزخ چہ شد جبرئیل و میکائیل کجا پیدا آمدند
چنین می بینم از کوزۂ عشق شررے برزند ہمہ را بیکبار سوزد جز نقطۂ موہوم
جز وہم و خیال نتوان برد باقی ماند الاعجب الذنب ازان فیض گرفتہ
است عشق یک حرف اول عین است نقطہ ندارد و شین وسط است
سہ دندانہ دارد قاف آخر دو نقطہ عین حکایت از چہ کرد انتہای و یگانگی
ن زنی — از طرفے صفات تجلّی از وحدت صرفہ و از توحد خالص و اتحاد خاصہ
خبر کرد ہر چہ بران افتاد عین غین شد پس آنخواہ تثلیث کن خواہ تثنیہ کار
از یکے بدو سہ آمد مغ و ترسا جہود و نصرانی ہمہ دین سہ و یزدان دو اسیر اند
از عین عیان فرو افتادند چون میان احمد و احد میم فارق شد قاب
قوسین خطے کہ درمیان تصویر شد انتفا آن بیسر نیامد ہر آئینہ در انتہا
ن خط — از دوی چارہ نماندہ گفتہ بودم خط اگرچہ طرح افتاد امّا اثرش باقی ماند عجب
کرد عشق را سہ حرفی کردی بینی نقطہ کہ او در وہم و خیال در نیاید او بجہتے
و سمتے شود و ہیأتے و صورتے سازد و چشمہ و گردہ کند حرکتے و قوتے پیدا
آرد ہر آئینہ خود نمائی کرد حرکت را یا شباح گفتمت وادی پیدا آمد اکنون چہ
شد جز واسے واسے دگر نیا شد ازین صورت تقلیبے دگر باخت بران صفت
باخت کہ ہنود بانجشت براہمن سیاہ رایے تناسخ گویند این حرف کجا آمد کجا

لفظ عشق کجا ہو ہو گوئی صورت انسان گذاشت شیرے شد پیدا آمد
عین با ہا برابر شد شین با واو نسبت برادری کردند قاف با شین
یکے شد با او آمیزشے نمودند این تحقیق میدانم این بیان از فہم تو بسیارے
دور است انتہاء کار است آخر سر رشتہ بر بستہ است بیت

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو
یکتوست ز اصل و فرع بنگر تو نکو

دو توجہ باشد یعنے رشتہ دوم با او منضم نیست دو توجہ باشد یعنے راست
است کثرے و خمے ندارد جملہ عشق ہمان شین عشق بود کہ گفتیم اما اینجا رستی
است کہ از کثری بدر بردن دشواری دارد دوراے چیزے بفہم نزدیک
شود نتوان گفت کہ عیان است کہ دو عیان دو بیان است دوراء ورا
برون است ھُنا خرسٌ وطمسٌ ودمسٌ وفناءٌ ومحوٌ ونفیٌ وعدمٌ
فعلیك بالکون علی مقتضی ذٰلك الحال بیتسر لكلّ احد بل
یقرب بالاستحالة یوسف پیغامبر پس ہفتہ یکبار علی العموم
تجلی کردے و عامہ از و حظے میگرفت تا یک ہفتہ احتیاج بغذاے بنود
وجہ آن ایام قحط بودہ است یوسف و این جمال لاحول ولا قوۃ الا باللہ
از کجا فیض او چگویم او بدو ظہورے و تجلی نمود ہر آئینہ موجب خوشی و سیری
بود در برنج و گندم خاصیت شبع کہ نہاد فقسوا علیہ ایہا الاغفال
چنین دانم کہ این بیان مارا کلامے کہ با شین عشق در صحرا ظہور آوردہ ایم
ترا تساوی نماید من با تو میگویم نیست تساوی اما خدا ترا فہمے بخشد
ھُنالك الولایة للہ بیت

در پردۂ دل ہیزن در پردہ ہمی گوے
کین پردہ چہ پردہ است درین پردہ چہ پیدا ز

لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ نہ اینچنین است این سخن وقتے

ن ایکہ ... (حاشیہ)
ن مر

نگفت و نمی گوید آنروز خواهد گفتن بل هو متکلم ازلاً و ابداً و دائماً
فهو القائل بهذا الکلام فی وقت نحن بصدد شرح بیانه و کلامه
فقوله لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ثابت فی زماننا هذا
فمن انت و من انا و ما فی البین و هو یقول لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ اسقط الاضافات و ازاح النسب فاین شرکائی و این
الملحدون و المتکبرون یکے در یکے چه باشد جز همان یکے کثرت
از کجا خواست بتکرار واحد یکے بود یکے هست یکے را آوردی دویم را
نهادی دو شد سیویم را نهادی سه شد علی هذا اما تبین والوف بیت

گر صد است و هزار جمله یکیست   در نیاید بجز یکے به حساب

پس همان یکیست او را تو گوی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آنکه قدرت چه باشد
در این چنین محل ضیق ظهور اظهار صفت اختلاف باز بیند بگوید آنچه
توی اگر بگویم ترا کسے نیست تا زبانه رد بر رویش زد ند اگر آنچه مائیم تو گوی
ترا در هر کوچه و بازار سنگسار کنند خاتم از انگشت سلیمان سلب شد دست
به گدایه نهاد بر هر درے که پا مزدی میکند و می گوید سلیمانم خاک بر سرش
می اندازند و دشنامش می دهند یعنی الکبریاء ردائی والعظمة
ازاری این جمله ترا شهی باید برد

قاف عشق عبارت از قرب من الله هم باشد قضی رضی الله عنه
اشارتے کشاده شد و بیانے لائق تر فرمود و انه قریب من کل شیء لا
بمقارنة و بعید من کل شیء لا بمزایلة آرے نتوان گفت
نور چشم کی بد شد و یکے است بد متصل یا اقرب دور و آن نادانے که گوید
قریب بالاشیاء بالصفات ای بالعلم والقدرة لا بالذات

توگوشمالش ده گو اصفهای بدل کن فرمای این قرب اعتبار نیست
و معنوی یا حسی صوری ضرورتست که با ول گراید بگو چون اعتبار نیست
و معنوی فلیقل بالذات او بالصفات حجابه النور لو کشفه
لاحرقت سبحات وجهه ما انتهی الیه بصره من خلقه
حاصل معنی حدیث را بیک جمله تمام کن مبدا و معاد را جمع آر هیولا و
صورت را اتحاد ده یکی را بیکی بشمار آر سے هر آینه همه هویدا شود
او بتنهائی خویش متحد و متوحد ماند او را نیز خوش نمی آید که بتنهائی و
بیگانگی آساید مگر تا بود چنین بود و تا باشد چنین باشد دریا هم از ان
باران، باران هم از ان دریا عجوبه دیگر گویم این را چنین نماید و هو
هو کما هو و من ثناه جزاه و من جزاه اشرک فیه بلال من لائق
ترکی موالی یکدیگر برادر اند عمر در میان دخلی میکند ضرب بر سینه عمر
چه سود کرد آخر کار همان شد که مراد او بود اگر این حیات و ممات
نبودے و این آمدن و رفتن نشدے کوس وحدت پرده غیب نشیند
و اگر ترا در سر است لقدر حوصله خود و اندازهٔ استعداد خود بحسب
و هم تو نصیب ما ئی شود زہے که توئی مرا میگوید در کنار تو نشینم با آنکه
نه گنه مرد هم است مسلمانان این چه شوخ دیده گیست خویش تکلیف میکند
غایت مانی الباب چه شود یار او ترا در بند نگاه کشید زہے ذوق چرا ازین
نعمت گریزانی ترا بمقابله این شکرست باید همو پیه بنالد و همو یه
گریداوست همه چشمهای بیند اوست همه گوشهای شنود اوست همه
زبانها میگوید اوست همه دستها میگیرد اوست همه پاها میرود همین رفتن
و آمدن حجابات آینه دو رو شده شد رفتن و آمدن کجا کو رفتست که آمده

کجا رفت کدام جا رسید ہمانچہ گفتہ ام الحقیقۃ کالکرۃ فلما ادرکہ
الغرق پس آنکہ موسیٰ بحجج و براہین و بسجات آیات وجود جان و جہان فرعو
را در قعر عدم می برد چہ سود مندش آید امنت انہ لا الہ الا الذی
امنت بہ بنوا اسرائیل خلف و قدام فوق و تحت جنوب و شمال ہر جہتے
کہ سیر کنی پس آنکہ ازین وجودات بدرشوی آنکہ چیست چہ بینی چنین باشد
خردے کہ در صحرائے کہ بعد مشرق و مغرب بجنب فراخی آن صحرا القدر ربع
گزے شمرند آنکہ این سخن درست آید کہ مثال وجودات بجنب وجود قدیم
بدان ماند رقعہ خرقہ غرق بحر خضم نہ ہمچنین گویم اوست چنانچہ اوست
ہمان اوست نہ خرقہ است نہ غرقے سوار کان آبی را و جمع آن لشکر را
بدان صورتیکہ نماید بر آید فرود رود تصورے فرما شعر

قلاشش بزی بکوے قلاشش | اوباشش بباش لیک او باشش
آرے قلاش بمعنیست قلاشش | اوباش بصورتست او باشش

چند بار مکرر میگویم کہ درمیان دوی لابدیست و آنکہ گوئی ہمہ اوست
دایم اللہ جملگی نادرست است بیندیش کہ چہ میگویم سی سال آنچہ خدا
فرمود مسعود بندہ ہمان کرد سالہا باشد ہر چہ مسعود بندہ گوید او تعالیٰ
ہمان کند تو چہ می گوئی فعلہ فعلہ شد فعلہ فعلہ چون شود تا ذات ذات
نباشد رباعی

دوست آمد و گفت کرا می طلبی | پس ہر چہ نہ آن منم چرا می طلبی
در خود نگر از برون ز خود آمدہ | پس من تو ام و تو من کرا می طلبی

شخصے انکار معراج کرد غوطہ اش کردند جہانیش نمودند خود را عورتے یافت
دغدغہ شہوت افزود کردشو خواست بچگان زاد سر بر آورد یاران منتظر

کہ بیاید نماز بجماعت گذارند زن منتظر طعام پیش کردہ نشستہ کہ چرا بیگاہ کردی بیا طعام بخوریم مرد عقدہ عقیدہ بست محکم تر کرد اللہ یقدر محمد را بالا بر داز عرش و کرسی و از ہفت آسمان گذراند و ہزار در ہزار حجب و استار گذار د آب ابریق ہنوز در جنبش و بستر عائشہ ہنوز گرم در قدرت او از قبیل محال شمردند این ابلہانے کہ مرا شد بچندین دوری و درازی سالہا بران گذشت اگر دیگرے را تعظیم و حرمت و احترام و حشمت ہمبرین قیاس بود چہ محال فرد حقیقی تعریف کند جز بہ عدمی باشد من نمیدانم یکے خود از خود دیگرے شود باوے حکایات معاملات خطابات موافقات اختلافات مناجات مناعات چہ مقصود مطلوب اللہ یعلم قبیل افعال اللہ لا یتعلق بالاعراض ولا یتعلل بالعلل ہمین تعلیم در وہم انداختہ سبقت رحمتی علی غضبی یعنے عاقبت برین باشد بعد ازین کہ وصل پے شد نماند چیزے نقطہ مائی بود وجود مائی تصور توان کرد ہمان سبقت باشد ہمان غنیمت عارف شجاع بود چرا نہ یکبارہ و از کجا آمدہ است کے آمدہ است کہ آوردہ است

نظم

آنجا کہ منم خصومتم باکس نیست | زیرا چہ ہمہ یکے است کس باکس نیست
شیخ من بسیار گفتے اللہ و لا سواہ میفرمود

مثنویات

گفتم کہ پیمبری تو یا پیر | گفتار دوی زراہ برگیر
چون نیک بدیدم این نکو بود | من واو و پیر ہر سہ او بود

صحابیہ را ہمیں غلط بود آنا ربکم الاعلیٰ ہم ازین باب ہذیان است ہیچ کثرت بدان ضعف ولینت باشد بیک تحریک از جنبش بر آرد شجرۂ وحدت را برین مثل تصور کن اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء ہیچ از

نشان

تحت الثریٰ گذشت وسر باعلی علیین رسیدہ وصورت زوال وسقوط را
بیکبار محو کردہ واطراف وجوانب ہمہ جہاز افرو گرفتہ الا کل شئی ماخلق اللہ
باطل ہیچ یکے باشد ماسواہ کجا باشد باطل چہ باشد باشد نباشد ہر
مثالے برائے اثبات وحدت گویم ہم در بیان جز شرکتے محضے نبود لابد عالم
ماعالم جزئیت وبعضیت عالم کثرت بہر چہ شد بصورت تمثیل محسوس کردن
نبود جز از عالم اجزاو ابعاض نباشد نطفۃً علقۃً لحماً عظاماً
ہر یکے بدیگرے در میرود ہمہ عبارت از یکے چو فنا پذیر دہم بدان باز گردد
الواحد لا یصدر منہ الا الواحد صادر ومصدر بیک رنگ اند بیک رنگ آمیزی
دارند زلیخا میگوید حجام را کہ رگ یوسف بکشا حجام یوسف را ندید
زلیخا دست خود داد گفت این دست یوسف است ہر قطرہ افتاد یوسف
بنشستہ برآمد تو بزن تا من بخندم پس آن جامہ پارہ کند از دیوار فرود
افتاد اے ظالم ناز نین مارا چند ریحانی شکر را بردی کشتۂ زہرے در
مجلس ہیش ما بر کندی از تلبیس ابلیس معارف را وصول ساختہ نتائج را فروغ
ہر بلائے کہ افتاد درین راہ ہم ازین افتاد من تراہی گویم بترس از کسی کہ
از خدا نترسد مردے در صحرائے ہوائے خود نمائی میکند وکسے نہ کہ نظارہ
شود لا بدی مقام راہ ہوس بر قمار حریف نہ کہ باز د خود شیشہ تصویری انگیز د
الرحمۃ شجنۃ من الرحمٰن مشتقۃ منہ بعض عنہ اشتقاق صوری را
ومعنوی حسّی را در تخیل صورت وجودی بست کیف یحی الارض بعد موتہا
وکذلک تخرجون آنکہ از درخت برگ ریخت اکنون چہ ہان باز برآمد دیگرے
نازک تر ولطیف تر نجاصیتے دیگر برآمد کسی اباد ے چہ کار رد ھو فارغ من
الشارۃ المضاد پس عجب المذنب مثال بیخ درختے باشد کہ از وے

نباز الکندی

نرگس و سوسن ر دیدترا آن نرگس دیده شده است چشم تو وقتے نظاره اش کرده
است همه هیچ است هرچه برآید بهبا بارزو و همان تجشش جاه و استقبا باشد اے
یونانی از حمق و ناد انی چرا در ضلال و گمراهی مانی هیچ وجود را بے ماده قدیم و صورت
حادث ندانی مواد را قدیم و ازلی خوانی بحق استادان خود زمانے این آیات
را بخوانی در فکرے و اندیشه بمانی بحمل الله بفضل و کرم خویش اگر حقیقت
خویش شعورے با خداوند حضورے بخشد قولے و فعلے را اعتبار کردی آدم نابوده
و رحم بحقوی الرحمن متعلق و آسوده نبود و اذهان را از فهم حقیقت ربوده تو
میگوئی من تو فهیے واریم لبست یوماً او بعض یوم از این مقال بعد
گذشت هفت صد سال این هفتصد سال در شمار بود آفتاب برآمد
فرو شد ماهتاب نموده بود بعضے یوم چون شد تدا سے دوست من
ایشان بعض یوم آنکه گفتند محسوس معتاد شان بود ورنه ورائے این وجود را
سیرے کن بین ترا مشاهده شود لیس هنا صباح ولا مساء ولا ظلمة
ولا ضیاء یک مهره پیش تو غلط انید دو را سه دید و تکیه میگرد و میگوید العالم
متغیر و تغیر صفت حدوث این که گوید دو بینی از قبل چشم احول افتاده است
غلطش این مهره صورت مختلف و متضاد بخواص و اثر مختلف پیدا شد تو چه
میگوئی آنکه احول دو می بیند آن دومی را وجودے هست حول چه
باشد از چه شد یک بے چشم را اگر نهادے یکے دو صورت نموده چنانچه جمال
مغربی یار عزیز ما از این ثنائے نشست شعر

یا من یری الواحد اثنین / من حول فی عصب العین

دع نفسك لتری واحداً / فترا بلا شك ولا بین

فعلی هذا چنانچه بے چشمے را بعضے ساخته هر یکے را دو دیده و اگر در لطیفت

ن بعض

و فہم دیگرے و در حس و عقل کسے وصفے نہاد پردہ پیش داشت آن
یکے را صد ہزار بلکہ بیشتر و بے شمار دید آنکہ ترا چہ صورت استحالتے
پیش افتاد مصرع (ن افتادہ است)

در چشم من آئید بد و در نگرید

محمد شو تا از توی بوطمبی و بوجہلی بدر شود ایخواجہ عاقل لے مرد قابل حکیم
ای امیر المومنین برائے تراوضع ضرب مثلے کنیم احولے را شخصے فرمود کہ
در فلان طاق قرا بہ نہادہ اند بیار رفت احول یکے را دو دید گفت
خواجہ دو اندکرا آرم مرد ناداں ندانست بمطایبۃ گفت یکے را بشکن
دویم را بیار آنمرد راست بین و درست دان خوشی ہا نرا بشکست
و مطلوب کہ بود دست انداخت ہیچ ید دویم کجا ہر آئینہ چنین احولے را یک وجود
شہود است او مکابرہ کند چندین محسوسات معقول را در کدام حساب
آریم تو مرا جواب گوی چنانچہ احولے حجتے داشت میگفت در منزلہ یک
مرغ ہیچ دخلق را بتحقیق حجت قوی و برہان محکم الزام میداد کہ شما میگوئید
احول یکے را دو می بیند اینکہ می بینم این دو مرغ ہیچ ند ہیچ چہار نمی
نماید العزیزان ای عالمان اہل درس حدیث و تفسیر و فقہ و اصول
و ایم اللہ کہ سخن اہل تحقیق بیت

چہ بکوئین می شوی مغرور ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا مقصود او القاع فہوم در تکثر او ہام
وجودات آدم را فضل میدہد باشد اگر اسم با مسمی تعلیم بودہ اسم را با مسمی
برابر کنند توحید با وحدت یکجا تجلی کند محمد حسینی او در بدو خلقت
تعلیم کثرت کند و تو دراز احست کثرت قدم زنی و دو دست در بیان و

بجحج و راہیں نہی ترا ردے آن ہست و میسرت خواہد شد آنچہ او خواستہ است
تو عکس نقیض کنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ **نظم**

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا — در خاک عجز می فگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے الٰہ — دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

محمد ہماچہ دیدی و دانستی گفتی و شنیدی ہمیران باش مدّ رجلیک
علیٰ قدر کسائک ابسط یدیک علیٰ قدر عطائک نکو پند لیست
این لطیف پندے در پای نہد تا معذور م داری لبستہ را خود کشاید کشادہ را
خود بندد و در ین بستن و کشادن کونین ابر لبستہ است بلیجم با عور را برائے چہ
اسم اعظم می بایست داد پس آن انسلاخ برائے چہ بایست کرد آرے تا بہ
بسلخ نرسد جمال ہلال صورت بروز ننماید و عالم ظہور نکشاید شبے معشوق و عاشق در یک
بستر غلطیدند و عاشق را از ان آگاہی نہ آخر الامر ازان حضور شعور یافت آنگہ چہ
سود جز واویلا و مصیبتا **بیت**

شب با تو غنودہ ام ندیدانستم — ہر روز بدوست بودہ ام ندیدانستم

بعد ما صادت المعارف ضرورت قدم ندم چہ سود مند آید قدم عدم ہیکہ ہم
فقد تمّ العلم کلمۃ بل حرف بل نقطۃ نقطہ بچہ صفت بر صورتیکہ
تجزیہ و تقسیم پذیرد حرف چون شود ہمو گرد خود گردد ہر آئینہ صورت ظاہر شود
میخواہد بلباسے و التباسے پیدا تر آرد آنگہ چہ شود یکے نابود یکے تا سود مجانے
مضادے انضمام بایستے کرد۔

ھو اینکہ این آمد پس این قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد
ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد تمامت بخوان ببین قاف عشق

نسبتے بقُل ہُوَ اللّٰہ ہم دارد میگویند ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ محل منصوب است آرے باشد
نہ باین معنی کہ قل در وی عمل کردہ است رفعیت فاعل حقیقی ہمو است و او ہم برائے
این نصب است رفعیت فاعل از علو درجت اوست اگر او را فضلہ کلام سازی
جرے بر وی کردہ باشی و کسر قوائمت اعتبار شود اکنون بجزم و قوت کن اگر یکے ترا
بہر صورت کثرت پیدا شود بدانش کہ در بصیرت باصرہ تو مرضے و عرضے
نہادہ است ہر چیز را چنانچہ اوست نمیدانی و نمی بینی رسول اللّٰہ ہم ازین
بلا التجا بحضرت باری تعالی میکند اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ
بسیار معما و خودی سازد اگر معشوقہ بحضرت عاشق بصفت تواضع و تخاضع
بذلول و ذبول تجلی کند نہ آنکہ او شیوہ سازی کردہ است آنچہ اوست آنچنان نمودہ
است اکنون ہان تو دانی ابتدا و انتہا مصلحت و حکمت ہر چہ خواہیش نام نہ و
ہر چہ خواہیش گو قاف عشق بقُل ھو اللّٰہ نسبتے درستے بردہ است
قل بگو ھو او کہ او الصمد کہ صمد لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ
ترکیب کلام دانستی از ھو بہ اللّٰہ آمد و از اللّٰہ بہ احد و از احد بصمد و از
صمد بہ لم یلد و لم یولد و از لم یکن لہ کفوا احد عجب قطرہ کہ بصورت
دریا بر آمد و عجب دریائے کہ عاقبتش بقطرہ باز آید بیت

از قطرۂ لاہوتیم در ہر طرف بحرے ببین — و ز چشمۂ ناسوتیم ہر سو روان نہرے ببین

قاف عشق انتہائے کار است و انتہائے کار را عجب روزگار است
دو مثالے موافق گفتار است وجودے را فرض کن از بس لطافت و صفا
و صبغی خفا ہیچ جہتے و سمتے تصور نتوان کرد و ور نہ لطافت بصفت خود نباشد
دگر وجودے تصور کن ہر چند وہم تو سیر کند از فوق و تحت و خلف و قدام و جنوب
و شمال آن قدر کہ سیر کند آن وجود را پیشتر پیشتر بیند تحتہ دگر قابل آن فی

ن ابلہا — ن معلوم — ن نمود — ن صبغی ن بوصف

اتحاد و توحید یکے ہمچنین میگوید این لطیف آن لطیف است کہ ہمہ را محیط است او میگوید بلے بلے نعم نعم ہکذا دیگرے میفرماید با تصور آن عظم بدان لطافت وصفا ست کہ تجزیہ و تقسیمہ پذیرد وہم نتواند درست بدان شنید العزیز سخنان نازک است اینجا ہر زہ زبان دراز کردن و دست و پای زدن مصلحت نباشد انفذ بر سالک حتی تنزل بساحتہم۔

وقر و وقار عزّ و قرار رسم سادات و احرار است اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا او چہ لائق ملک است و ملک ما ے پدرش نیست ملک نہ این است علمے وافر قدرت ظاہر باید علی میان چند ہزار تیغ زدہ و ہمارہ چشم بستہ بحضور دل با خدا بود آنجا کہ خدا از دے علی موافقت آن کردے کتحریك الخاتم فی الاصبع نمودار این سخن باشد از کجا است یکجا است بدست راست گرفتہ بصورت استغنا و استغنا کا می نماید ثانی حال چہ رحمت و شفقت است بلب و زبانش میجوشد فہم کردی نقیضین در حیز ارتفاع اند بعد تصویر بر صورت خیالی پیش نہ باید میخواستم سوگند خورم کہ این سر تا پا باشم در جہان بر کسے نگویم وا ہم اللہ تا غایت بر کسی نہ گفتہ ام اَکَادُ اُخْفِیْہَا گفتار ما ترجمہ این سخن باشد شہری بر سر او یک سید اجل تحفہ بر سر او جفا کند گفت میہمانی یا ترا از سید اجلی معزول کنم چہ کسی اندازہ تو چون باشد کہ دادہ بادشاہ است گفت من بر شیر ہم بروم تو سید اجلی بر کنی ہم خود معزول شدی۔ لو ہلکت ہذہ العصابۃ لم تعبد فی الارض ہمین لطیفہ را بیانے خوشے کردہ است پیر العارف جانباز اگر مرد رہی آنجا کہ ستم خدا نگنجد کو حلیت مغز این نغز در تقریر وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

نہ بر سالک

تحریر کرده است ابوالقاسم گرگانی از سر هوا چند گامے بالا شود پا بر منبر زند چه این قدم من بر گردن همه مشائخ تقبل و النقباء احمد کبیر نگر که اول برگردن من است هیهات غلط در غلط بایزید بسطامی از سر غفلت و نادانی گوید سبحانی ما اعظم شانی هَیهَاتَ هَیهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ استغفروا الله تُوبُوا اِلَی اللهِ جَمِیعًا اضافتین بالتعجب ترجمه تسبیح شود حسین منصور این فرمود انزهک عَمَّا یُوَحِّدُكَ الْمُوَحِّدُونَ ترا درین بیان چه گمان میرود۔

گفته بودم که قاف عشق نسبتے به قل هو الله دارد در چند سخنے گفته ام باز هم بدان باز میگردم از حد بیشتر ره نباشد ورا ے سراوقات احتراق نبود حکایت معراج کنند بدانجا رسید مکان نبود در مکان لامکان محمد ایستاد محمد با محمد نماند محمد از محمد رفت محل خطاب گذشت بعد ما غیبة فاحضره انشاءً ثانیاً منشاءً اٰخر محمد باز آمد همان باز آمد که رفته بود آن گم شده کجا شد همان باز آمد یا او را بردند دیگرے بتمثیل اندیشه نمی افتد مردمان را نمی دانم پیش از اطلاع حقیقت آرام و قرار از کدام راه است وازچه کار است اگر غفلت را جزے و بعضے در تعریف و تجدید او ذکرے کنی عجب نباشد فصلے و جنسے قریب افتد نه آنکه آن رفتن و آن بودن و آن باز آمدن و آن باصل خویش بازگشتن نمودارے در نمودارے تشکلے در تشکلے اطوار الصل را نظاره شو همه اوست در پوست بینی مغز هیچ جا نیست هٰذا بیان الحقیقت و از همه مستتر بدان حکمتے و مصلحتے که او را باشد کشف آن پرده آنکه لَنْ تَسْتَطِیعَ مَعِیَ صَبْرًا تازیانه بر سر موسیٰ میزند او را خایب و خاسر و مولم مراجعت میفرماید تو مرد این راه

خواجہ این کار نیستی اگر یک دو پوستے از گرہے کشود آنکہ تراچہ گمان رفت کہ حقیقت رخ نمود او در غلاف این پردہا نیست او از ہمہ جدا گانہ است ہمدرین پردہا چنان نہان است کالنور فی السواد از ان عین العیان وقد اشار الکبار ہمہ قسمت اخص اللہ نصیب خاص و آنکہ ہنوز در طرز اخصوصیت بنام و لقب ثبتے نشدہ است ولیکن بر حوف ان یکون باقی کلام لائق خطاب دل و جان شان باشد حمد را بیانے و نشانے نیست کلمہ ایست مفہومش این است ادراکش و احاطتش از علم بصر بیرون است و از اشراف معارف منزہ چون عقل را در قوفے نہ شد فہم را شنواے نماند راستی و واسطی از عالم حقیقت بدرستی و راستی خوش بیانے فرمود خدا دانست مردم چنین متوہم در صفات و نعوت او و در اسمار حسنایش تجاوزے و الحادے کنند قل ہو اللہ اگر ایشان در معانی او چیزے میگویند حقیقی کہ بعرفان تست جز آنکہ ہو کو از و کنایت کن تو اشارت بذاتش کردی ملحد را در گرداب خویلات انداز و تو بسلامت گذر کہ ذات تو بذات اوست صفات از میان رخت بر بستہ است گفت و شنود را چشم و زبان کور و گنگ است حلاج را بصورت احتجاج یکے پرسید اہو ہو خوش جوابے فرمود ہو و راء کل ہو و اگر گوئی لیس ہو ہو و لیس ہو دون ہو حسین و رست تر گفتہ باشد جنید میگوید حمد انست کہ اعداد را بسوے او رہ نیست سبحان اللہ محمد حسینی میگوید اخص خواص را بدو رہ نیست ولکنہ اعتبارات او لیست للاعتبارات جہۃ متحدۃ عند السادات و الاختلاف فی الاجتہادات لاختلاف النسب والاعتبارات اکثر صور را بنام او تسمیہ شدہ مگر اخلاص از انچہ از شرکت وہمی و خیالی و وجودی منزہ است ہر آئینہ اخلاص نام آمد جعفر صادق

ن ج

اخلاص را بیانے خاصہ فرمود گفت ھو اللہ احد فہم تو جز تا اینجا نرسد و اگر
نہ او از این گفتار بیرون است ہو اشارت غایب کرد سامع را کنایت این
غایب از خود بغیبت برد گفت اللہ غیبتہ ناحضرہ گفت الصمد
عذر احدیت خواست آنرا کہ اینجا فہمے داد را کے نرسد بر ساحل دریا ایست
نظارہ با مواجش کن بگو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ باز اصل وحدت ناصیہ مرد
عارف متحد متوحد گرفتہ ہمان سومی کشد وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَمَنْ
دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا صمد احد اندازہ ندارد در حد در نمی آید نامحدود محدود چون
می شود نامحدود را چہ دانستند و نامتناہی کرا گفتند لو دہست و باشد
ازین عبارت است یا بدان عظم کلیت کل و کل الکل ست ہمہ اشیاء
را بشئے واحد باز آوردہ معلومات حسی مذوقات طبعی از معلومات الٰہیت
است یعنے عالم جز بحس ادراک آن نتواند کرد نمی خوری آنکہ تلخ دانی نبات
چینی شیرینش دانی و ھو تعالی عن الحس و ادراکہ نبض او را با ہر جزء لا
یتجزی معیت وہیکے از جزء لایتجزی کہ در بدن انسانست آن حاسہ
است کہ مذوقات را احساس میکند نبض با وی زندہ بود و حساس
بود نہ آنکہ ہموار بود و علم شد الخلق معقول و الحق محسوس محی الدین را گو کہ چنین فرمایہ
الخلق ہو ھو مر و الحق حق اگر ترا یکے بپرسد گوش چپ تو کیست تو دست
بر سر بر دوست را بلقارہ نرمہ گوش بگیر و بگو این دانشمندان معتقد صلحائے
نیکو و نیک گمان سخنان بایزید و حسین منصور و غیر ایشان بتاویل
گرایند بر حسبے کہ مولانا فقیہ دان با شخصے کہ در مکتب نشستہ کودکان چہار
سالہ را تعلیم میکند و البتہ ہر کارے کہ کنند بے مشورت نکنند تو از وی رسی او
تاویل کنند نیا بینظر انکہ عزت کلام مشایخ ہمیدان ضرب المثلے کہ کردم

همبدان ماند کالشقیقه موجب امن و امان باشد وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا
همدرون آن حرم که مرد با فراغت دستارش ربودند بضرورت فریاد
برآورد وای ویلا این امن و این امان حسین منصور را بکشتند چرا او
را کشتند حقیقت است نه اینست هارون بپای خود قدم در بستر مرگ
نهاد موسی سنگساری شود نزا یا من شدیکه بود الکه کوب یعنی داشت زبان بکام
دادن چه رحمت است نکوست که البته میگوید کسی را در وصال او راحت
نیست و کسی را در فراق او درد نه هم ازین حکایت است لیس بصادق
فی دعواه من له شهود فی حضور مولاه چنین باشد هم از عضوی
بعضوی و از چیزی بچیزی انحطاط و لذتی صدور شد لیتمنین
اقوام ان یستکثروا من السیئات تبدل سیئات بحسنات موجب
استکثار سیئات شد علی هذا باعتبار سیئات هم اعتبار باید بیت
تا شنیدم لب تو میگوید من از ان تو بها پشیمانم
اگر از هوا خدا شود اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ مستمسک مرد
گردد چه گوی شعر
تجلی المحبوب من کل وجهة فشاهدته فی کل معنی و صورة
چه باشبلی گویند که عبارت نظرش از عرش در نگذشت یعنی دارد
جنید و جز او دیگر تا دل کلامش کنند ای عرفت طریقة السلوك
فالزم حتی تصل الی المقصود ندانند عبارت اشارت بظهور
ذات شود گویند پیش تحت این و ضد اشت گذشت بندگی تحتینین
فرمود درایات اعلی بازگشت و آمد این همه عبارت تجلی و ذهاب
و احتجاب از ذات خالق الالباب باشد اما معلم ادب این چنین

تقلیے کردہ است حارثہ ہمیں تقلیے رفت۔ رسول اللہ ہمیں را استقامت فرمود۔ عجیبے دیگر بشنو سالکے در رہ سلوک قدمے زند معاملتے مداراتے در حال او کند جوابے خوبے سخنے امیدواری أرأیت لوزی ونادی علی ہذا اگر نویسم شاید جلدے تمام شود سپس آن شاید تا ظہور ذات شودم پشیمان شدہ از گفت وشنید ودیدہ بود را بہزل وہوا باز دادہ میگوید دیوانہ بودہ ام سالہا خود را خود جستم این لوز ونار چہ بود این گفت وشنید چہ شد وعدہ کرد فرد ابر تو فلان جا آیم ہر شکلے وصورتے کہ کنم غافل مشوی بدانی کہ منم مذو قم مردم بدکارہ شیوہ نلکے بے ہنجارے وبے باکے بمصلحتے وکارے دعوت میکند کہ مردمان را ازان حکایت مہر کردہ است ابہموا ما ابہم اللہ بیت

خود میگویند زان خود می شنوند　　بر ما وشما بہانہ بر ساختہ اند

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ فنا محقق ومقرر ہم ازان رتبت تقدم یافت قطرہ در دریا چہ اعتبار یابد رشحہ در تصادم امواج بحار چہ قوت تواند نمود بکدام مکنت وزور ایستاد تواند کرد التجافی عن دار الغرور والانابت الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ ہمیں دیار القلیم تعبیر کردہ است نور یقذف فی القلب لوائح لوامع طوالع بوارق ثم وثم چہ بیانے کردہ است از تجلی صفات گذشت بظہور ذات رسید ثم للصمد یتر رسید کار ظہور ذات بیشتر ہم ثم للصمد یتر رسید شرح کردہ لا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد ولا فصل ولا وصل افمن

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ هازم جازم
غافل سر بند بروزگار خود صیاد دامے گمنامے انداخته است وهو
العالم بالجزئیات والکلیات اگر ازین علم وجود شهود ظهور مراد داری
یصح ویجوز واگر کیست پرسی پس آنکه انفاس مطاعم ملاذ آخر رؤیا را
با این حاضر و منضم شود جواب این سوال پرسند ومحال جز این نبود
المحال الی الله لا یحال استغفر الله من خود را خود اطاعت نمیتوانم
کرد ولیکن اگر مساوقه خلاف آن کردن میسر نه تحفه دیگر گوی خود را خود
بدام خود انداز د وازان خود بخود جستنی میسر نه شود ترا میگویم زبان ببر
چشم ببند بینه بگوش نه هنوز صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ نشده
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ هنوز این پرده رحمت بر دل تو فرو نهشته است
تو خود هنوز بخود باز نگشته منافقان با محمد خداع کنند وآن خداع
محمد باشد خدا با ایشان خداع کند کشتی با حریف گیرند دست پنجه
با قوی دست گیرند ترا هم حریف است نعلی هذا انا اغنی الشرکاء
من الشرك این را نجا زی اعتبارے کردیم شرک خفی هست ابدا لے
صورت کمال نمود چند مردم که عدد آن از حین احصا متعسر باشد
بحلقه ستاده هر یک بصورتے بہیئتے برنگے دگر ببند هر یکے نشانے دیگر
دهد وچیزے دیگر داند خفیه این است - بیت

نظاره گیان روے خوبت چون در نگرند از کرانها
در روے تو روے خویش بینند زانجاست تفاوت نشانها

حد متحد انسان حیوان ناطق اصناف را نهایتے نه حقیقت متحد هو هو
ازان اشارت میکند اما هو دوم را هو اول در هاویه هوا انداخته است

هباءً منثوراً شد انگشتری رسول اللہ از انگشت عثمانؓ در چہ افتاد
بسیار جستند البتہ بدست نیامد معلوم شان نشد از دستش خلافت رفته بوده اند
ففعل به رضی اللہ عنہ ما فعل میگویم ترا ابو ذر غفاری میگوید
آنچہ در ایام مصطفی بود بران نتواند رفت اللہ جز در رہ مصطفی ہست دگر راہ
ناسخ الادیان والنحل ناسخ الرسوم والملل در خلل شد نبیے دگر
مبعوث باید لکم دینکم ولی دین معمول آمد آمادہ ما من نبی الا ولہ
نظیر فی امتہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فعلی هذا نسبتے
وعبرتے اگر زبانی دلی کنند عهده جواب قیامت باشند تیرے بیکان
بر تن بود نه زد نه گمان برد پیکان در تنش ماند چندان خود را خود
کند بید که بهر دشمن هم آید که چند گاہے بهوا النفس زخم هر دل پیش آمد شرم نرفت
وحدت ثبوت یافت شرکت نجاست بیت

مسلمانان مسلمانان مسلمانی مسلمانی ازین آئین بے دینان پشیمانی پشیمانی

اے بیچارہ اینجا در هر گاہے کا هست در هر گاہے استسلامے و در هر استسلامے
بانگے و ناسے کلام ما را بر سخنان او برابر باید کرد گہے از کثرت بوحدت آید
و گہے از وحدت بکثرت آید ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر فاتحہ پرسید
مرتضی رضی اللہ عنہ از فتوحات دل خود چیزے بفتح بائی نسبت برد از اول
شب تا سحر در بیان گزشت تفسیر ب بسم اللہ با تمام نہ پیوست
چہ تفسیر بود این متعلقے را اسمیہ و فعلیہ مقدم و موخر تقدیر کردی نزدیک من
دلو تفسیر با تمام رسید این گفت و شنود از کدام عالم بود نحو و صرف معانی
و بیان با همہ صورت ہا ہیچ خویش پس باز گشتند قلم اللہ را بین چہ تراشیده
اند فرشتہ است اند کام را نقش کنند بدان این نام باید ندا شنیده است

ن متضاد

واحد را بصور مختلف باشد و باشکال متصل مینماید سر او با کس ندارد آنکه هیچ
هیچ نشد حیثیت بوسعید را که از بوعلی پرسید تحفه جوابی که او گوید الدخول
فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی وان لا تلتفت
الا ما کان وراء الشخوص الثلاثه بوسعید زبان مدح این کلمات
کشاده است اوصلتنی هذه الکلمات الی مالم یوصله عبادة
اربع آلاف سنة زهی حکیم بوعلی سینا که سخن او مشرق بواطن است از
عبادت چهار هزار ساله بیشتر برد نکو میگو همدانی ما چنین دانم بوسعید
این کلمات را نچشیده بود ولی نچشیده بود اگر چشیده بودی مدح
این کلمات بر زبان او نرفتی قاضی چنین میگوید اگر چشیده بودی
همچون او سنگسار آمدی شخوص ثلثه را اگر گوییم ملکوت جبروت لاهوت
یا ناسوت ملکوت و جبروت یا همین جبروت یا هر یکی شخوص را با
خود برابر دارد سخن نیک یا زگشت ور فهم هر کس دشوار باشد کفر حقیقی
چه معنی دارد و اسلام مجازی از کدام در بیچ بیچ سر دان کشیده است فکری
کن همان سخن است یا تو گفته بودیم طلب کم عالم جسمی قوم عالم جانی بوحنیفه گفت
چوبی خود نه خود برید تخته های خود تراشید خود یا هم بربست رخت
و اشیا هر چیز خود یا هم بر کرد خود ره و چله گرفت بخودی خود بره استقامت
آشنایی میکرد و هری گفت استغفر الله سخنی هزلی و هر دو پست بقدم
خود تنبیه الترام فرو رفت قارون وار مصحف آبادان مسکن مرفه تر
اختیار افتاد خود را خود نتوان ساخته اما خود خود نتوان شده
نتوان بود و نتوان دید بالعکس شهود وجود ذات را سیلاب ترهات
بباد و داده است و هیاست و خوی بالا ستدر ایکی لیشا با کفر سوخته است

ن نازک است

ن تعجب

بیت
عدم را چه دم و قدم آنکه کفر حقیقی هم اسلام مجازی شد و اسلام حقیقی کفر مجازی
سودائی سودائی سودائی به ای از همه چیز در همه چیز بر همه چیز
سبحان الله ذیب بتکلم او من بدانا و ابوبکر و عمر و هما اثم بیت
روزے کہ جز من شبان نباشد گوسپند از رمہ کہ باز دارد
كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا۔ غیرہا عدم تثلیث
کرد مقصود همان بازگشت است تناسخی زبان دراز می کند عدم خانه
جنسیت اگر مخلوق است و اگر نه ندم با عدم است إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي
أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فوقیت و تحتیت باعتبار
من و تو آید این نبودے استحیا دامنگیر شدے زبان ہندی محکم کردے
لقہ با فیل سر برابری بر آورده است گاه گاہے عاجزش هم کند
عیسی اگر گوید قال انی امرانی ربی و امرانی میگوید إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ
أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا اہل امانت جز موسی و عیسی نتوانند
بود اے چه باشد فیض اثر موثر می برد جز بکل می سپارد طائر علم از فضاء
لاهوت نظاره را هبوطے خواست کرد لایق حال مقرے و مستقرے
می بایست عرش اجلالی بخشید او از مادر و پدر جداگانه ماند کدام عرش
قلب المومن عرش الله این ولید حلال زاده از ازدواج روح و نفس
ولدے زاد علم از آن طرف منفصل شد نسبت خود این سو یافت همان
جا قرار گرفت دل با نفس یکے نشود که روح طرف خود کشان است
و نفس تمام فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ نکند فیض روح برابر او ست دل از ین
دو پاک مصالح دارد هر یکے نسبتے با تصال و انفصال داشت بدین ن زاد
جنسیت اعتناق و امتزاج آمد فاما نشر الله ما نشر عالم تراکیب

یحیی ہمین باشد در ضمن آن اطلاع ہم شد بر بسیار اسرار چنین گویند این عالم کون
و فساد است این مردان ز لیستی است دیگر من صورة الی صورة و من ہیئة
الی ہیئة محقق ترحی شود علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہمین حکم کند
حدیث حسن رواه الحسن عن ابی الحسن عن جد الحسن
ان احسن الحسن الخلق الحسن حسن و مسی احسن اسوی امور اضافیت
این سخن بسیار بار گفته شده است با این سخن بسیار کار است ابو سعید
رامی نوازند و ابو الحسن رامی گدازند تفرقه چه آمد یکے را سر گردان کعبه کرده اند
و دیگرے را کعبه سر گردانست ولیکن چنین گفته شده است بیت

تن مسکین من اینجا و جان آنجا که جانانم — کسے بیجان سخن گوید من آن گویا بیجانم
اگر صوفی شوی یارا لباس پشم در پوشم — و گر زنار بربندی من آن قسیس رہبانم
اگر در کعبه بنشینی مجاور کعبه من باشم — و گر در مسکده آئی غلام میفروشانم

بیت

نیست را کعبه و کنشت یکیست — سایه را دوزخ و بہشت یکیست

سنائی میگوید یکے در یکیست بہشت و دوزخ چه چیز است و اگر مثال
خواہم گفتن تجزیه و تقسیم جز و کل بحسب فہم من و تست و اگر نمی گویم خود در من
حقه بربسته است یَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ یکے مغلوب شد دیگر مثبوت ناحے
و خاصیتے و مزاجے دیگر انه مع کل شئ لا بمقارنة و غیر کل شئ
لا بمزایلة الواحد لیس العشرة و الخارج عن العشرة
صفات الله لیست عین ذات و لا غیر ہست اشیا را باوے
ہمچنین اندیشه کن تشکر از کہے تو و نما یافت بتدریج بر سیر فت
تا قصب السکر لقب او رشد پیشلید ند بختند غلیظش سا ختند تا بهر تبه

نبات رسید از آغاز تا انجام حلاوتے کہ در آن کہ بود بشکر رسیج درین مرتبہ
قدم نہاد معیت اور ا سبحانہ باشیا ہمچون حلاوت آن کہ در مراتب
بر سیر افتست ہمچنین تصور کن زنہار اتصال و انفصال و انتقال را گمان
نبری این فیض اوست این را لا عینہ و لا غیرہ نامند بیت

نیست کن ہر چہ راہ و رائے بود　　تا ست دل خانۂ خدائے بود

مسکین حلولی از سر نادانی و فضولی گمان در حق اولیاء خدا برد حلول
کرا ادراک درجہ آن کجا کہ او در حلول کند بود ہم یکے با خود در خود حال
شود این معقول این منقول ای عزیز با این طائفہ صحبتے باید اکتسابے
باید بشرط تصفیہ و تزکیہ تحصیل نیک بختے بود چیزے از نقد ایشان
نصیبے گیرد مغالیط این راہ این قصص این حکایات و این عالم
و این آدم و این آسمان و این زمین است این صور و اشکال بدین
صور و بدین معانی اندیشی تو چون بر گیرم اما یکے باید کرد مصرع

در چشم من آیند و بد و در نگرند

ن آیند
ن نگرید

قاف عشق با قدیم ہم آشنائی دیرینہ دارد کہ خود را و ہم توامان
است ہر یکے شئے باصطلاح زبان خویش بلفظے خوانند الله را یکے
خدا گوید دیگر تنگری شخصے دیگر گسایین علی ہذا اگر کسے چیزے
را عشق نامند باعتبارے و نزاہتے کہ لائق باشد آن دیوانہ متجاوز را
از خود رفتہ یادے پیوستہ با خود عذرے باشد خانہ موسی مہمان می آید
موسی را او ہم حکمت میرود ساختگی بر حسب آن کرد تا حکمت با حکمت برابر
شنید از وراء الوراء او را خبر دادہ بصورتے ہر چہ مشکل تر دست کشادہ
چو لست کہ موسی در غلط بیفتد من آمدہ بود ہم تو ندانستی من چہ دانم

با صد عزت و لطافت چنین شیوه بازی هم باشد ان الله وهب لابن آدم مالا بدّ له منه بدین حد هم جوانمردی نشاید خزانه خالی خواهد شد کناره آب ام از دور راه آن بر آب فریاد شنوم خدایا من بچنین و چنین و چنین گرفتارم سبیل آن می گوید من این گفتم تو شنیدی اگر شنیدی مرا چرا جواب نمیدهی و اگر میدهی من چرا نمی شنوم جواب دادن تو مرا چه سود مند است و این مثل مانند این درمانده با خود عاجز شده مینالد گفتم بیچاره این حالت این چیزے بحالت محمد حسینی ماند هر دم غم بر غم درد بر درد اندوه بر اندوه میگردد اینجانه دست آویزه پاے گریز مفر نه زمین لخشان است و بازگشت ممکن نه تنوع اسباب بیت

انگند دلم رخت بنز لگاہے — کانجا نرود بهر دلیلی راہے

هو العزیز ارض عز اذا لم تستقر علیه الاقدام

عشق مجاز هم درین ره جوانے کرده است علاقے در عشقے پیدا آورده است عشق من حیث هو هو واحد است هو البعض الغیض (البعض)

گفتمش قاف عشق یا قدیم گوی تو امان میبازد قاف قلعه برکوه اندوه برده رفته است درد و غم را تحت الثری انداخته است آلات اسباب سفر را در گوشه خانه نهاده است آرام و قرار پیش گرفته است خوشی و خرمی را قرین و یار خود ساخته است دستک و خنده را پیش گرفته است چه بیت

معشوقه بسامان شد تا باد چنین باد

کفرش همه ایمان شد تا باد چنین باد

دو دوست بهم نشستند غم و شادی یکدیگر گفتند سینه بسینه سود نام هر یکی

بدیگرے بذوق ولطافت پیوستند فلۃ الامانی و ذرالمثانی این حاصل رتا
کردند در او آن قضا مطلق باشد بستره چون آفسید می شود باشارت چون
معین میگیرد ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ چہ باشد ظلمت مادہ و ہیئتے
وصورتے وعلتے وسببے روے نمی نماید عبث نتوان گفت او را با عبث
چہ نسبت اما الہیات و حکمیات در فہم من و تو نگنجد عاشق خواست با معشوقہ
یکے شود معشوقہ گفت ازین طرف تجلے نیست اما تو از لذت اختلاف و تردد
دار و جدان در دو در مان محروم مانی عجب کارے دوی و ہمی پیش آرم
داو را بوہم و خیال چیزے سازم و آنگہے باوے عشقہا بازم تو درازی این
قصہ ہا میدانی آخر ازل و ابد است این دو لفظ چیزے ابتدائے و انتہائے
دار ندا این چنوے را تو یک جز و لا یتجزے می سازی و مراد خود را بدان
دعوت میکنی و سرفرازی ہیہات ہیہات این متاع کاسد و ظن فاسد
العجز عن درک الادراک ادراک اینجا رہ نمونی کردہ است
تا اینجا فہم رسید کہ ہمہ ادراک را غلط در غلط دید این معرفت حاصل شد
این نقد بدست افتاد این سرمایہ روزگار آمد قلہ کوہ عشق تا اینجا برآورد
ہمہ را تحت قدم دید و خود را با قدم نیست و نابود یافت۔

قاف حرفے از قف ہم باشد عاشق با معشوق یکے مر دیگرے
را قاف گویند و دو یم ہم ہمان گوید اشارت بدین باشد کہ تو بایست
او گوید ایستادم قف وقفت سیر سلوک تا اینجا تمام شد بیشتر مساغ طیر و سیر
نماند یکے در یکے انیستی در نیستی قضا در قضا چہ سیر و چہ سلوک را رہ دہ ہمتش
دامن گیر او ست بازگشتن نمیگذارد او قف فرمودہ است محل در آمد نماند
سلوک رخصت مراجعت بربست دائرہ نفس بازہ تا بمنزل ما بید مرکا رسش

بازمیگردانند ہمہ را آن ہمت کجا کہ بپاے ہمت ایستد این خواری بازگشت
بر خود روا ندارد ہیہات ہیہات سر بر در نہادیم و جان ہمان جا دادیم پیشتر
رہ نیست باز گشتی ماندہ ایم ۔

قاف عشق از دائرۂ قاب قوسین حلقہ کشیدہ است کسی را از آن
گذر بصورت نہ بندد ہودجے عروسے سرپوشے چہ دانیم چہ بود چہ شد چہ گذشت
ہر یکے لاحول ولا قوۃ الا باللہ فرو خواند هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ
حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا شہ و عروس ہودج و حجاب
بیک ہالہ در یک خطرہ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ طغرا نیستی بنام وجود خود ثبت
فرمودند بر نام من و تو این جہان و آن جہان خطے درازے کشیدہ اند
و درازی خط را تو میدانی از ازل تا ابد در کشیدہ چیزے ساختہ کالحلقۃ
المفرغۃ لا یدری اَیْنَ طرفہا گل در حلقہ جاری چہ تدبیرش جز کہ
در وسط ایستد اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ہم برای این مصلحت
است ہمہ درہا بر بندند ہمہ راہ ہا تنگ گیرند ہمان کوچہا مسدود شود گریختہ
چہ کند جز کہ بجاے ایستد بضرورت ہمان شود ترجیح بلا مرجح ازین افسانہ
قصہ خواند شریعت عبارت از گفت انسان کامل است طریقت عبارت
از کرد و حقیقت الحق بیانہاے خارج عن حد الامکان سہ جملۂ آن آب جلی و خیالی
اصلے و ظلے اما این سہ دیگر اندرون حجرہ غیرت اند ہمہ در درون بیرون
کردہ کار بجائیست او خود میگوید اَكَادُ اُخْفِيْهَا فرد حقیقی از چنین چیزے
باشد بیانیکہ ما میکنیم مثال قوت و فعل قابل باشد و این عین شرکت بود
ہر چند بر سموات روے یک یک را غرق طلب حق بینی ہیچ یکے گاہے
بکام دل نرسیدہ ہمہ از من و تو مشتاق تر اند افلاک ہم بدین خیال میگردند

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ قارعہ درشتے بر سینۂ جان شان میزند در اثنای
آن طرف رعایتے ہم می نماید ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ نومید شدن نمیدہد
فرد حقیقی از حقیقت چہ معنی دارد حقیقۃ الحق وجودہ ذات ذاتہ ماہیت حقیقت
چہ عبارت باشد حقیقت حق حق حق از ہر سہ عبارت روی گردانیدہ است
اشارۃ بکلی کردہ است شریعت عبارت از گفت است طریقت عبارت
از کرد حقیقت از دید حق الحقیقت از بود حقیقت حق از بود نابود حق حق
بود را بود ای ترا گویم اینجا کس نا سود المے ولذتے وراحتے مشقتے جز
در تصور ردوی واعتبار شرکت نیست بیان شان ہمانجاست از یک چہ
گوی اگر بیک گفت را اہل ولد مالغ باشد کرد را گفت پیش پاے
زند لولا السنتان لہلک زفرہا ہم ازین باب مسئلہ ایراد کردہ است
پیش دیدہ گرد عارض میشود پس چہ میگوید بیچارہ بوسعید را از کجا
بکجا می آرند سہ مہرہ دگر از حجاب استار بیرون نیست با غلطش او کسے را قرار
قابل نیست از آتش بدو نصیبہ گیرند آنکہ نفسے اندرو در آئین تا چہ خطست
و تا چہ تمامی کار است ظلمت در ظلمت است نمیگویم این تاریکی کہ تو شناختہ
اما کمیت کسے را رہ روی پیدا نیست چہ گفتار بایزید است اینہمہ را
بیا مرزد غفران غفار را من قبل این گفتار چند ہزار سال مقدم دید
ابلیس ابیا مرزد او آتشی است تاب آتش دارد تو خاکی غم خود بخور بایزید
با خود این خیال پخت کہ کار بدست من است واورا خود میگوید تو
غم خود بخور اگر راہ گم نبودے و توشہ کم نبودے وہادی را بر ہیچ اختلاف
مذاہب را متصور نبودے مذہبے در ایام مصطفے او رفت زمام ہمہ بدست
ہر کس افتاد آن سو کہ خواست با جتہاد گرد ثواب آن دید ہر یکے را اجتہادے

لا وجودہ ذاتہ ماہیت حقیقۃ حقیقۃ ن حقیقۃ

ن پے

ن بدور

ورای روی نمود نتوان در حق ایشان گفت اجتهاد هر کسی بحسب
هوای او شد والعیاذ بالله سعید میسیب میگوید سر میکوبد خاک
بر سر می انداز دومی نالد هر چه شد رشد بلا این بود که یک نمازی
از مسجد مصطفی فوت شد این دینداری اجتهاد این مرد بحسب هوا چون
توانم گفت قیامت را با قاف عشق گوی برادر خواندگی باشد آخر
همه کار بقیامت رسد و آخر کار عشق همیدان رسد در قیامت چه هر
هر یکی پیدا آید در عشق همین کار است مصرع
خالصی باید که از آتش برون آید
سلیم قلب میکند لا تتهموا فان الناقد بصیر فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ
نقد قلب و سره را کی تمیز کرد درین بازار رواییجی نیست خریداری نمانده است
خرنده و فروشنده هر دو بیکار گشته اند نمانده است هیچ تدبیری
جز این که عجب کاری افتاده آتز البلب جوشد لیلی الکبریا هر دائی
همیگفت مجنون در رویت عظمت گم بوده ره روی نمییافت از کجا
بلکجا از علا تا ثری هیهات آمد آید و ورنه باشد مرا تو خبر نداری با چندین
دوستی و محبت تنبیهی نکردی من گفتم تو نه انستی هملا ای چه شد طالوت
کجا رفت فلان و فلان دگر چه شد نه مردمان همه در کارها شوند با
کسی در اکلی و کسی در شربی و کسی در کاری فجاءتهم بغتة قیامت
قائم شد و عشق را همین پیشه است بیچاره زاهد با همه وقر و عزت و قرار
خود و جاه و مریدان عاشق بدکاره شد چه نه بیش سوا نصیحت اینک
قیامت اینک بلا آمد اینک بغتة فرو گرفت بیت
عشق آمد و خانه کرد خالی　　برداشته تیغ لا ابالی

قیامت چہار باشد عشق یکے ہر چہار عبارت از تحول و تزلزل و
انقلاب و تقلب باشد ایمردن زیستنی است دیگر من مات فقد
قامت قیامته از کون بفساد رفت و ازان فساد کونے دیگر
شد پس آن کونے دگر شود بعد آن چہ پیش آید این ع فا و اولیا خوف
عاقبت کنند ہم ازین ولا ادری ما یفعل بی ولا بکم گفته اند
در بہشت اطمینانے و قرارے خوف جلال چہ معنی دارد که از قہر سخت
تر است آنکه محی الدین ابن اعرابی گوید ما الکل مفتقر
و ما الکل مستغنی او را ہم ازین جا غلط افتاد لو ھلکت
ھذہ العصابۃ لم تعبد فی الارض پس آن ہر صد سالے
اختلافے و اختلالے تبدلے و تحولے رسوم و عادات بگردد آنچه
مرد میدان نماید بدان وصف نباشد یوم تبدل الارض
غیر الارض ازان نشانے دہد بعد ہر ہزارے دورے دگر
دائرہ دگر سائر سلطانے عظیمے و قہرے قوی که از مشرق تا بمغرب
و از مغرب تا بمشرق و جنوب و شمال ہمہ را بیک رنگ کرد برائے
ابقائے تخم چندین رانگاہبان شود آن سہ قیامتے که گفتم علامت
و نشان قیامت باشد و مثال او منو داری بود ہفت دور گذشت
دگر بحکم خدا باز گشت علما گویند رویت بالاترین ہمه نعمتہا فعلی ہذا
باید که چیزے در بہترین امکنه نباشد در کرسی قضا جلوس فرماید مومن
و کافر مطیع و فاسق را در محضر کشد اکنون او را ببیند و طاقے راست
کردہ باید نقشے و نگارے باید چار روئے دہ باید تا بہترین امکنه شود
جلوسے نشستنی خاستنی ہمان شد تنزہ کجا رفت تجسیم و تشبیہ چرا جی شود

دل مرا آئینہ ساز یک لحظہ آن سو روشن تر بین کہ چہ مکان لامکان
است و چہ انوار لامکان دران مکان بہمہ ضیاء و لمعان با تو گوید
اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فاعبدون صحرائیت وجودات کونین
از حبہ خردے خردتر بین و مقصود را بہمہ محیط دور او و را شد ۔

تحفہ دیگر یکے را دران قضا در طلب و جست و جو حیرت اندر
حیرت پس آن ہمہ باز آرد تر سم در مزاج خلل افتد اگر پیر دستگیر شود
بیازی و تو نیازی تا زیازی او را باز آرد و ہم دشوار باشد
انما العلاج بالاضداد او دران صحرائے گم نشدہ است کہ
مضیقے و فضاے را باوے جدای توان نہاد کالہم حیران
با عالم قیامت شد کثرت با وحدت صورت اظہار کرد ہر یکے را
نماند جز رہ اقرار و عجب با این اقرار و با این تجلی وحدت بظہور خود
پیدا و النفتی اینجا نیز یکے باشد با ہمہ تعلق و تکثر تعین صرف وحدت
غرق بود علی ہذا التجلی بر ہمہ شد و آنکہ تو گوی بغضے و رحمتے فلیکن ہر چہ
شد شد یا رب او شد وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ عکس
با عین ظل با شخص چون یگانگی کرد نا شخص او را آفتاب ایستادہ کن
و ظل را جلدے و ضربے زن ابلاے کہ آن شخص را خواہد شد زنہار
نگذاری تا تو بہ نکند امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہم ازین
صورت بدیع نمود گفت اقبہ الشمس و اضرب الظلال
چہ میگوی ظل را با شخص برابر کنی عین ضلال باشد یا نہ از ہر آسمانے
گذشتم فرشتگان رحمت اعلی بر من گریستند مسکین از کجا بکجا می برند ظل را
با شخص چہ عین بود سنائی از رہ خود کامی و خود رائی ازین جہان نشانہ

ز انتقالات

وخوش خود نمائے کردہ است بیت

نیست را کعبہ و کنشت نکیست سایہ را دوزخ و بہشت نکیست

السلطان ظل اللہ فی الارض اے عدو بدبخت ایطالب
سلطنت مملکت بادشاہ با ہمہ دولت وعزت بر تخت بر آمدہ است
وسایہ اش پیش تو افتادہ کارش تمام نکنی ہم برین مزبلہ کہ ایستادہ تخت
سازو یا زشاہی بران شنیدہ حکایت جنید مریدے کہ از آن
او علی کبنوری ہمین شیوہ می بازد من میان بازیگران ہم بودم دگر
نماید چیز دیگر باشد عیسی مردہ را زندہ کند از گلے جانورے سازد پف
زند بیر اندیشش اعجوبہ این میخواہند بکشند او میگریزد تو مرد ما نرا زندہ میکنی
تو چرا خود را زندہ نمیداری چرا گریزی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ جواب
دہ ہمہ شدہ است وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ عذر من و تو خواستہ است
من این را دیدہ لشناسم تا بودہ ام از ان این بودہ ام عیسی گفت
ہر چہ از ما شدہ با زدہ نہ ما را شدند او را شدند او را از میان ضایع
رفت برو گو علیک بحفظ القلب ہر چہ دل فرماید آن کن دل
را از پریشان شدن نگاہ دار عصا میزد اجیی باذن اللہ میگوید
عصا چون زندہ میکند آنکہ عصا گرفتہ خدا را عصی اللہ شد آنکہ بضرب عصا جزا تمت
نباشد بروندش تا رد الی یہند عیسی لغیر یا در سی رسید او ہم بدان اصرار کہ جز یک
نان نانے دیگر نبود یکے گم شدہ است آن یکے متوہم بود تحقیقے نداشتہ ورنہ کجا
رفتہ آمدن نیستی است دیگر یک سخن را ہش دارا ز ابتدا و وسط و
انتہا جز بر یک حرف نہ ام و جز بر یک نقطہ نہ علی کرم اللہ وجہہ
میگوید العلم نقطۃ کثرھا الجہل این جہل ما صورت اشکال

وامثال پدید آورد یکے بہمہ رنگ ساختہ بہمہ شکل پرداختہ در حجابے در رفتہ ورا ہر یکے سخنے گوید زبانے وراز کند ہر یکے بو ہم خویش نشانے دہد چند شیشہ بیار اما شرط آن باشد کہ ہمہ سپید باشند یا برنگہائے مختلف وآنچہ فی بطن شیشہ باشد بہر رنگے کہ بود شیشہ ہمان نماید یا آنچہ درو لیست او برنگ شیشہ نماید این آمیزی را تو خبر نداری بیت

نظارہ گیان روے خوبت چون درنگرند از کرانہا
در روے تو روے خویش بینند زانجاست تفاوت نشانہا

واعجبا مجنون دران شیشہ خود را می یابد لیلی گم گشتہ خبر آن نماید اکنون شیشہ شکنیم اکنون چہ کنند مجنون عاشق کہ شد لیلی کجا شیشہ شکستیم مافیہ بذاب شد در دہم ازین دریچہ سر برکشید ہر چہ کردیم کردیم در دو صد ندیدیم ہر دو دست خود را اصغر الیدین یافتیم پے بریدہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ اخلعت وجود ما شدہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ چون مبدا و معاد مرجع و مآب الحاصل ما فی الباب ہم ازین جا انحصار یافت شعر

انتم حقیقۃ کل موجود بدا وسواکم فی العالمین توہم

نہایت کار رسا شدیم با این ہمہ ہاں من در ان جمع بیگانہ بودم وماتو واو کجاست بگو کار بقا دو ہم رسید علی ہذا سانہ سوز در دو دارد بر نور آن غلبہ باشد سود مند ما چہ آمد ہمین کہ در دمند ما کرد وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا تا ہر چہ ال

می آید قضی افعل ماضی است بر حکم ثبوت و مضی کرده است چه باشد سنگ و چوب و خشت و درخت بر پرستیدن حکم کجا رفت گر داو هم بر بهانهٔ انشور امید هی وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا تا جواب این سوال کرده است بیت

بفراغ دل زمانے نظرے بماہروے	به از آنکه چتر شاهی همه عمر ہاؤ ہوے
چون ذوق تو کافر بتے بیاید	مسکین چه کند که بت پرستی نکند
بحق آن خدائے کان لعالم	ندیدم جز وجودش هیچ دیگر
مرا طعنه مکن در بت پرستی	که فرقے نه میان بت و بتگر

وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اگر تربیت کرد اندیشه کجا رفت وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ این رحمت که میکند ابو الحسن نوری میگوید من در حمام باشم جامهٔ من در دهلیز نگاه دارد رأیت ربّی فی صورة أمّی كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ وجَنَاحَ الذُّلِّ هم اینجا ها کالحلقة المفرغة لایدری این طرفها کرده خوشی کشیده است در ندارد و در نه دارد و گرفت ندارد آید نرود و رود نتوانی نگاه داشت بسیار بار رفته ام جز ندا، دور باش نشنیده ام اِيَّاكَ وبساط الملوك لَهُم مَا يَشَاؤُنَ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ گردن بند هم شده است القيد قيد الاسلام عمر را سیر کرده میدارد وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ دست را با کله نهی دست با کله سازی دست مرا هم در گردن من غل کردی و مرا فرمای لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ وسط الطریقین از کجا روے نمود مخاطب سلسلے مقدمے زمینے اور اگوی بره راست دید رود در روشیا سے بے نظیر آنکه آن بیچاره چه کند فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا نشنیده

بحق تو بعزت تو بحرمت تو خیلے عمرے درین آرزو گذشت من با شم و تو آه میسرم نیامد او تنہا ست دو می را دیدن نتواند یا آدمُ اسکُن اَنتَ وَزَوجُكَ الجَنَّةَ چه از دواج بود این حوا را ہم از آدم کشید خَلَقَ مِنہَا زَوجَہَا لِیَسکُنَ اِلَیہَا علیٰ ہذا آدم را سکون با خود کشد فحن الیہا حنین الکل الی الجزء ہر دو باہم سر دیوار زنند باشد که بنوعے ہر دو یکجا گردیم این جدائی است ہرگز دوری نپذیرد این بیگانگی است که ہرگز به یگانگی باز نیاید بیت

تا بحلقم ہیچو کشتی غرقه گرداب غم دست و پائے میزنم تا نگذرم آب از سرم

وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفسَہٗ او مرا از خود ترساند و من مبتلاء او ہیچ میدانی کدام گرداب است لابد منه و لا سبیل الیه بیرون آمدنم میسر نه با وے بودن ره کارے نه راہے است که جز سایه بہره نه در دلیست که جز درد بر درد و تو شدن در ماندنے نه منزلے که ره روی و ره بری و تعین منزلے محقق نه بیت

دلا تا کے درین زندان فریب این و آن باشی
یکے زین چاه ظلمانی برون شو تا جہان بینی
جہانے کاندرو ہر دل که یابی پادشا یابے
جہانے کاندرو ہر جان که بینی شادمان بینی

سنائی خود رائی و خود ستائی میکند چنان بر ہم بر بسته است که مجال دم زدن نیست ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقبَرَہٗ درین تنگی و تاریکی یاد شاہی و شادمانے فضائے راحت ہوائے کامرانی از کدام دریچه سر بر کرده است از کدام فرجه فرصت برون شدن یافت و من فقه الرجل اذا اراد ان

یتوضأ أن یبدأ بالخلاء نعم نخست تطهیر انجاس پس آن از زلالت وسواس
پس آن انتفاء حجاب شد و شد فنشم تا آنکه پاکتر ولطیف تر نگردی الصلوٰة
معراج المؤمن چون توان قدم آنجا نهاد سُبحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
لَیْلاً تا آنکه دران حضرت بردتا بره وقفل که رساند ورا سراوقات سرایچه
کشیده دربانے بردر ایستاده است چوبے بدست گرفته سرایچه اسست نه از زر ونه
از دیبا نه از حریر نه او را طولے نه عرضے نه او را زرعے و میخے اما سرایچه اش نامند
وآن دربانے که بردرش ایستاده است نه او ملک نه او بشر نه او جن نه او بدر
الّا رونده چنین داند مردے چوب در دست گرفته بردر ایستاده وآن چوب
که بدست گرفته است از زرے و نقره نیست از لعلے و زبرجدے نه واز مروارید
وگوهرے نه طولے نه عرضے نه وا بنویه نه عقد کاربرین جمله است گوئی چوب
دستے است و بدان دستے که او گرفته آن دست را قبضه و قبضے و راحتے
و بسطے اصبعے لحمے عظمے عصبے نه اما دست گویند برنده رونده را
تا آنجا رساند مصرع

این ره نتوان رفت بپایے

وگر آن رونده بقدم رود برنده ره نمائی کند تا آن در رسانید پس آن از
وراء سراوقات عزت نداء الی الی برآید بدان نازکی بدان نرمی بدان
لطافت بدان خنکی لو سمعت اهل الدنیا تواطرها [?] برنده رونده
را درون فرستد ندائی که آن درون عرضے و صحنے کونے و مکانے دارد
والله اعلم تا درمیان با وے چه رود بیننده نداند که دیدم نماینده نگوید
که چه می بینی مصرع

اینجا نرسد نه ورق هر سودائی۔

(حاشیه: ازالت [?] ؛ لماتوا طربا [?])

آن پیر برندہ کہ روندہ را تا آنجا بردہ است او را نیز از آن شعورے نہ نداند
کہ با او چہ گذشت با ہر یک شطرنج بازی دگری باز د تو چہ دانی کہ بکدام مہرہ ترا رخ
نماید خانہ ترا آن شہ مات سازد بیچارہ نیست و نابود مسکین نابود در اصل وجود
از چہ شعور تا چہ حضور در کدام نور یا آن بود الی الی این آدم دورباش عزت با ہمہ
رفعت و جلالت دورباش کبریا و سلطنت جز این نگوید ہان وہان دور
و دور و دور آہ آن نادان در خانہ وصلت کہ بوہم و خیال خود او را
وصل نامیدہ است ہم بعزت او ہم بحرمت او ہم بیگانگی او ہم بفرزانگی
او ہم چند انے بینہا جدائی و بیرہی و گمراہی آن قدر التصور توان کرد کہ
بعد المشرقین دور تر باشد محمد تو در قبۃ النور رہ و بعد دق الباب از درون
قبہ بشنود کیستی تو بر درم منم محمد لاحول ولا قوۃ الا باللہ باز گرد کہ اینجا منی و مائی
نگنجد مائی و منی در مضیق کہ اضیق الامکنہ است محل در آمدے و برون
شدے ندارد یا رب چہ گویم مسکینے بیچارۂ پروردۂ کافرے یتیم زادۂ
زنے بیوۂ قدید خوردی روزگار گذرانیدی ہیچی نیستی نابودی ہر آئینہ
چنین گوید شعر

حبذا وجھک المبارک فلا | مرحبا مرحبا تعالا لا تعالا

آن آمدن سود مندے نبود ورنہ دعوت دگر چہ معنی داشت محمد را از خود بخود
و را نے خود در فتن چہ مصلحت باشد بتر دد بین صحو و محو بین فنا ولقا بین
رمس وطمس و صفور و غیب و شعور و نکرۃ و وجود و عدم و حقر و عظم اللہ
باز گشت را رہ نیست و آنجا کہ ستادہ ام ایستادہ را مجال نہ پیشتر شدن میسر نہ رباعی

مرا در دلیست در سینہ کہ درمانش نمی بینم | پریشان خاطرم ہر دم کہ سامانش نمی بینم
زہے کفرے کہ من دارم کہ ایمانش نمی بینم | زہے راہے کہ بیپایان آمد کہ پایانش نمی بینم

ن ابن عمر

ن برو

ن نیاز
ن تعالی تعالی

اضطراب محمدؐ چه معنی داشت دستارش از سر فتادن چه بیخودی و بیهوشی بود بکدام زبان توان التحیات للہ والصلوات والطیبات شعر

ای یار عزیز من کجائی | با اینہمہ کبریا کرائی
آنجا کہ نہ کون و نہ مکانست | وانرا کہ شد از منی و مائی

صدیق اکبرؓ میگوید العجز عن المعرفۃ معرفۃ چہ دانیم تو این را چہ معنی باخود راست گیری ای عزیز خلاصۂ رسالہ قشیری جز این سخن نیست قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ العلم من الصفات الذاتیۃ واللہ من ورائهم محیط دائرہ است کہ ہیچ یکے را ورائے آن گذشت نیست بیت

بسیار خواستم کہ شوم سوی باغ لیک | پروای آن نبود کہ از تو سفر کنم

السلام علیک ایہا النبیؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قایل کیست سامع کدام کلام چہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہ می تواند وکرا میسر آید آرے او خود را خود ستاید او خود برخود برآید او خود را بخود نماید او با من و تو نپرداز داو خود با جمال خود سازد سالک مجذوب منتدار مسلوک از بر بدر برند و از در بکارش غریست مسکین محی الدین ابن عربی و بیچارہ قاضی ہمدانی چہ کند کہ ولایت را بر نبوت ترجیح ندہند چند وزیر ہمنشین و مشیر و بشیر پیشوائے اوست با اینہمہ از بر بدر است و از در بکار متعرفست گویند لا یحجب الخلق عن الحق والحق عن الحق آری ہمچنین است چہ میگوئی معشوقہ ہمارہ حاضر باشد و نفسے از تو جدا نہ خواہ در خلوت خواہ در جلوت اما این عاشق با معشوق خود در محضر و مجمع و در منظر و محشر چہ باشد با وے چہ توان کرد بس آنکہ در خلوت باشد نہ آنکہ ہمہ مراد ہا ہر چہ ہوس یکدیگر است بکام خود برند و دیگر در بستہ باید رقیب مردہ باید سگ خفتہ شاید

دلاله درون و برون رفته آید چراغ راهم باید کشت درین تنهائی و تاریکی چه دم اما
چه شود و تا چه رود دو کار است یا در یا بر اگر در بر میسر نیست بارے بر در رو آنکه
از در هم گذری آنکه ترا با وے صورت کارے نیست رقبهٔ عبودیت تو سر از
ربقهٔ اطاعت برون کشیده است بحقیقت و آن اگر در بر است کار درست
است چنانچه باید تمام تر است و اگر درین قلب شود بر در افتد رباعی

با دل گفتم مرا مبر بر در او | کو محتشم است من ندارم سر او
دل گفت که این حدیث بیهوده مگو | یا در بر او کشند یا بر در او

صوفی را جنید در بادیه چشم بسته دم در کشیده بے طعام و بے آب عمرے مانده
جز م الزام حال آئین و نفس صورت آن اکام او بہیچ مرادے نرسیده و ہمه بلاها
کشیده جنید خواست رحمے بران بیچاره کند خواست تا سرش بزانوے
خود نهد آن شهباز آن سرفراز حقیقت و مجاز را در یک پله نهاده بیک
سنگے وزنے کرده همه وجودات را چون چوبے مغز پوست در پوست
دیده فریاد برآورده کیست این فضول میان من و دوست من فرجه ماده خلے
میجوید بر گذر از سر من بگذار مرا با دوست من یُقَلِّبُنِی کیف یشاء جنید
ازین نوید دست و پاے خویش را در تصرف و قدم سیر و سلوک پے بریده
دید آن سید الطائفه آن رئیس القوم آن مرشد الصوفیه آن مؤدب اہل سلوک
خود را از همه بیهوده مانده پس افتاده تر دید اکنون چکند که بگوید عبادت
هفتاد هشتاد ساله را ابتار موے بر بسته اند در فضاے بے نیازی آویخته
صرصرے از فضاے کبریائی می برد ندانم بار رد داشت یا قبول خود را
دران پله نهاد در میزان الاعمال حالات او را در پله بجاے سنگے نهاد
دانست که همسنگ او نیم بلکه بپاسنگے نرسم هم سنگ او چون توانم بود باز پیدا

چہ گفت یک چشمے کہ بستہ ام بخواہم کشود نزا با بسطام فرو بردم سلطان العارفین
از رعایا و چاکران این درگہ مشو کہ آہ بار کجا می یابد بسیاران خواستند جز سرکوفتہ
رخ شکستہ باز نہ گشتند اللّٰھم انی اعوذ بک من أن أشرک بک شیئاً
وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم کدام شرک است آنکہ معلوم
نشود مخفی ماند عجیب ایہا میست این علی ہذا جملہ مومنان خود را در شرک شرک گرفتار
بینند

شعر

انتم حقیقۃ کل موجود بدا ۔۔۔ وسواکم فی العالمین توھم

ہمین توہمیست کہ او را شرک خفی نامند با خود از خود بخود در خود ز خود ہمین را
شرک نامند آنکہ گرد ما و شما و احوال و اعمال کذالک از بود وجود ہم کہ آسود
ہمیں شرک شد یعنے فرد حقیقی را انقلاب انقلاب چہ نسبت توحید شرک تصوف
شرک توحید شرک اتحاد شرک وحدت شرک اے ہمہ بے ہمہ در ہمہ
کم از ہمہ ہمون گرگ بچو رمہ ان اللہ لا یھدی قوما ضل عن سبیل
الحق ابو سعید میگوید یا کل یا خالق الکل یا رب الکل یا کل الکل یا کلیۃ الکل یا
کلیۃ کلی ۔ ھیہات فھیہات کل الانس واضمحل
الکلام واتحد کل ذی رای برایہ بلی ۔ ان الملوک اذا دخلو
قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ قہر سلطنت ہمین
تقاضا کرد نعیم رضی اللہ عنہ میگوید ای بنی ہاشم عصبیت و نخوت
شما گم گشت کہ روا داشتید یکے از بنی تیم و دیگر از بنی عدی از شما تقدم
کرد قدم پیشتر نہاد او حاکم شما محکوم او امام شما موتم چہ کنیم حکم قہار این بار
بر گردن ما ہر چند من اثقال ایسار است بقہر و غلبہ نہاد و اعزہ را اذلہ
ساخت چہ تدبیر جز گردن نہادن بحکم تقدیر ۔

ذوالنون میگوید خدا خلق را آفرید دوزخ را عرضه کرد ره آباد
گرفتند نه صد نود و نه جزو ہیبت زده از آن آتش طلب نجات و فرجه خلاص
جستند من قبل این بود که بر ایشان دنیا عرضه کرد نہصد نود و نه جزو در دریا
خلاش فروتر رفتند آن یک جزو لبقیه را ہزار جزو کرد نہصد نود و نه جزو ہمان کہ
گفته بودم ہمانست آن یکجزو را ہزار جزو کرد بہشت بردوے ایشان
جلوه داد نہصد نود و نه جزو مبتلاے او شدیان یک جزو باقی خداوند
سبحانه و تعالی فرمود برشما دنیا عرضه کردم رغبت نکردید دوزخ نمودم
نترسیدید بہشت نمودم در محل اجابت قبول نبود اکنون در چه طلبید و از من چه می خواہید
قالوا انت تعلم ما نرید یارب محل گستاخی نیست حالت علم مربد و
هم بدین مصلحت است این الماء والطین من حدیث رب
العالمین واین الماء والتراب ورب الارباب شعر

تجلی الی المحبوب من کل وجهة فشاهدیه فی کل معنی وصورة

فی ظرفے و مظروفے طلبید عجب حالیست ۔
این قاف عشق را گوئی کوه قافیست همه وجودات را کقبض الخاتم
در قبضه قدرت خویش آورده العشق باب الی الجنة العشق فرجة
من النار العشق قصر فیه الحور والانهار العشق کبیر من جملة
الکبار العشق رشح من فیض الله الجبار العشق قهر من الواحد
القهار عشق آن نعمت نیست که وصف او در زبان ہر نبی و ولی
و ہر فصیحے بلیغے در بیان تواند آورد عشق آن بلا نیست که رطب
و یابس را با تو گذارد عشق آن دوزخ نیست که انبیا و اولیا را بسوزد
عشق آن قعر نیست که نہایتش کسے دریابد عشق آن سلطان نیست

که رعیت و اعوان محتاج باشد عشق آن حریف نیست که با من و تو بازد
عشق آن سوار نیست که در صحن دل تو گوے چوگان بازد عشق آن آشنا
نیست که با تو وفا کند پس برگذر ازین بیشتر مصلحت نیست امسك
لسانك واقطع بیانك والزم عذرك عشق را همچو مه مدان
که گهے زیاده شود و گهے کم شود عشق را آن کوکب مدان که برآید و فرو درود
نبود نفسے و زمانے نبود ساعتے و اوانے که محمد را در اعلی علیین نبرده است
و او را ازان فروتر زده است معراج چه معنی داشت بازگشت چه باشد
نه آنکه برآوردن و فرو زدن است محمد چون گوید اللهم انی اعوذ
بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك
واعوذ بك منك خضخانت کما اثنیت علی نفسك
میدانی یا محمد چه طعنه است این وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ
نَذِيرًا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ عشق از مادرے و پدرے
نزاده است عشق از تختے برون نیامده است و از علوے فرو نیفتاده
است عشق کما هو هو کسی ندیده است عشق پرده از رخ وقتے برنکرده
است روے عشق وقتے کسے ندیده است عشق از صفورا بیاموز
موسی چنین گویا انا و غیری هم ازان انا اعلم فرمود هم ازش
خضر گفت اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ماهی بریان زنده در آب
آشنا کرد موسی را ازین نکته گر خبرستے احتیاج بتعلیم خضر نبودے
او را بجهالت و بلاهت نسبت نکردے موسی بشرف تکلیم تفضیل
یافت و اعجابیت

او با همه در جمال چشم همه کور — او با همه در حدیث گوش همه کر

لن ترانی گدائے از امت محمد چنین گوید بیت

حسن رخ تو ملک دو عالم فرو گرفت   بیچارہ کہ از تو گریزد کجا رود

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ نصیب عیش کردہ اند عجب ظہورے
نیست تو چشم بندی اجلالاً و تعظیماً ہیبۃً و رہبۃً او او را ہم درون حلقہ بستہ
بینہ عشق آن نور لیست کو را ظاہر و مظہر خوانند خواجہ من ہمیگوید اِنِّیْ
جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا خیمہ در دریا زدہ اند ربع مسکون را بران
مثال داشتہ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ جملہ وجودات در بطن
عرش است ہیچ جزوے از اجزا خیمہ و ہیچ تارے از پود و از ان تسبیح
حقیقت بیرون شدن نتوانست است اِنَّ اَوْہَنَ الْبُیُوْتِ
لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ. بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ چہ قوۃ نمودہ است ا
ترین باد ہا ثمود و عاد را در قعر آن دریا فگند چون تو خواہی آن خیمہ بر قرار
باشد از عشق کسے نیاسودہ است دیدہ عشق وقتے نغنودہ است تو این
سو لحظہ کن نظرے با معان ہمین تحقیق تو شود کہ عشق بازی نیست نکتہ مجازی
نیست کارسازی نیست محل دلنوازی نیست مکان سرفرازی نیست
عشق بیمہر است بر کسے نظر شفقتے نکردہ است خبر از درد من و تو ندارد او
خارج از جملہ نسب اضافات است مسکینے بیچارہ دردمند مستمند از چند تا
چندانکہ او را ہیچ شفقتے می آید یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ برای چہ میگوی دوستی
این بود دندان ور خسارہ محمد شکستہ و با دے چنین گوید اگر تو نبودے
ہیچ وجودے نشدے ہمین محبت است در آرند فرو زنند عشق وفا ندارد
عشق جز جفا نیاز دلفگار را انکار دارد صفا را با کدورت بہم آمیزد کفر و ایمان را
درہم زند حرا گویا کعبہ را چنین احترام حرم را چنین عظام مشتے سیاہ رویان را

بعث کردہ بہانہ بر سر ایشان نہد و خود برنگ سیاہ روے برآید قطرہ
اش کنند نکو تسبیحے است فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
تُصْبِحُوْنَ باین سیہ روی این عشق از ہمہ منزہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
تُمْسُوْنَ ازین سیہ روی بنزاہت نماید وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ بدان
جمال و صباحت پرستیدن پیشہ سازد يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ لطف قدرت بدان صورت نماید پس
آن خودش شاید لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ
چہ میگویم مردہ مردار شد آن احسن تقویم اقبح الاشیا گشت لباسے برتنش
عاریت کردہ بود باز ستد بقولے کہ او بود پیدا آورد کون با فساد جمع کرد
آن احسن تقویم ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ رفت پس آن
شعبدہ گری اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ازین انشا لاونعم
چہرہ بازی کرد ہر آئینہ بازی گر را جعلے شاید فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ
اگر منت نہد مقطوع شود محمول موضوع از مبتدا و منتہی خبرے ندارد صاحب
حالے باید تا این تمیز تواند وروی صرف از نحو تواند آورد اے مسکین ترا
اسمے بیش نیست تو از فعل و حرفے معلوم نداری این ترکیب اسنادی نیست
این مرکب امتزاجی نیست ای مسکین لبلبک بت اضافیست الیاس
از جملہ حقائق و معارف روے یاس دید ازین تلبیس و الباس و ازین تعمیہ
والتباس لباس نہانی در بر کردہ بہواے فضائے الوہیت پروانہ
نمود جز سوختن در سوختن كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ہیچ موجودے نہ بتصور
صورت خیالی التعین اول را اثبات محو کردہ چو ہمہ محو گرفت وَيَبْقٰى وَجْهُ
رَبِّكَ وجودے محققے ماند عشق عاشق را مشلہ شدن روا ندارد خود را کسی

بد خواست است و خود کسی پرداخت است عشق ملحد است عشق زندیق است
عشق کافر است عشق بیدین است اما خوش حرکتے دارد نہان شد چنان
که خواہد بانزد و القا حبل در غارت ہر یکے کند تحفه دگر بدین حساب محاسبه
فرماید نکو سر بیست صوفیان در مراقبه و ہمے را بوہے وہند تا وجود حقیقی
چنانکه اوست که ہرگز خفا بروے روا نیست حجاب نقاب از رخش برآید من
چنین خواستم انتظام بیکار شد مجنون بہاے لیلی زیبا بود ایام دولت جمال
لیلے پشت داد و روی بگشت آورد ما انہته و ما ابیضه نسبتے را نسبتے برابر
کرد این ہر دو نسبت یکرویه رخ بحقیقت کار نہاد ہمه مردم بیدست شدند
دامن عشق را ہر چند گرفته تر داشتند او استوار قدم است لَاُغْوِیَنَّهُمْ
اَجْمَعِیْنَ آن بدبخت لعین با ہمه قوت و مکنت اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ
پارسائی مریم از بے چادری نیست کلتا یدہے ہمین دست گیر
من و تو شده است لطبیب القلب است مع الله بودن چه معنی بنشته
ای الصبر اشد الصابر عن الله من که او را از خود جدا نه بینم
و صورت دوئی در میان احساس شد صبر از و چون ممکن است یکے
عمرے با شتیاقے بود معشوقه بود خلوتے فرمود سترے و پرده در میان
تنہائی و برہنه از ہمه اعراض و اغراض سینه بسینه شود معشوقه فرمود ہان
وہان ہش باید بود پا از خط ادب و قدم از اندازه خود نباید کشود اشد الصبر
باشد یا نه جنید چه می گوید النہایة الرجوع الی البدایة عشق را
با بتدا و انتہا چه نسبت او دوست دوار افلاک فلک او اطوار شموس
و اقمار را ابتدا و انتہا مانند قمر کاسد است من منکشف است اِنَّا
لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ علی که سرور عرفان است رہنماے اصفیا

است ہم بدین نشان داده است امّا استغفر اللہ که او ابتدائے وانتہائے در میان آرد و این صور خاکی را با سوار کان آبی ہم بر زده است

حواریت: حسن عشق جاہمہ را صوابت کردیم ہمہ را سد نہاده است عشق برآستی و درستی تصحیف عشق است سہ دندانہ میانہ او را شکستہ دان قاف را با عین یکے کن ملکوت و جبروت و لاہوت را بالفضا و صمدیت و سلیس آن ہمہ ترفع و استغفار ہمہ بتعظیم و استعلائے بر کنگرۂ عرش و جو برآین

جسم: نداؤ مانحن الملوك اهرابینهم جبیتم وذهبتم و و هبتم لاحاجة لنا الیکم رباعی

آنم کہ ہمہ جہان بفرمان منست | سلطان منم و عشق تو سلطان منست
تو جان منی و جہان جان منست | من آن توام ہمہ جہان آن منست

ومن العصمات لاتحد یالیت رب محمد لم یخلق محمدا عشق پا بود با ہمہ آرام و قرار بجلوت خانۂ فردانیت خود لنغمۂ کن فیکون ہاتف ریب المنون بگوش او رسانید رقص کنان بر در میخانہ آن فرزانہ گوی دیوانہ از ہمہ بیگانہ ہمان سو دوید نگرازان وحدت چہ کثرت افزود وازین کثرت چہ بلاہا رخ نمود آنکہ گوید حسبنا کتاب اللہ

ابا: او چرا در معنی آنے طلب کرد داؤد در زن اوریا چہ دید و یا وے چہ کار و بار بود تا چندین ملامت می باید کشید یا انبیا چہ افتاده است این اگر ہمہ با ہمہ در یک پلہ نہیم بیک زن سنجیم تا ہمہ ہم ہم سنگ گردند بیت

آتش بیار خرمن آزادگان بسوز | تا پادشہ خراج نخواہد خراب را

اگر تو تو نباشی و من من نباشم بدانی کہ این توی و منی من ہمین وہم جدائی من و تست بیت

چو ملک بادشاہی دیدہ باشی — ترا گردن گدائی مصلحت نیست
شمارا بے شما ہیچ خواہد آن یار — شمارا از شمائی مصلحت نیست

مولا جلال رومی دیوانہ است نا معلوم عاشقے است نامفہوم خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ وقتے بحقیقت معنی او خواندہ جولان المشاہد مہرے بے مہرے است العلم حجاب اللہ الاعظم نظرے بفکر بیت صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ گم کردہ عشق است **نظم**

باز آمدم چون عید نو تا قفل زندان بشکنم — این چرخ مردم خوارہ را پہلو و دندان بشکنم
گر پاسبان گوید کہ ہی برروی بریزم جام می — دستم اگر دربان کشد من دست دربان بشکنم
ہر گہ من بدست آدرخانہ خود درہ دہی — پس می نہ انی انیقدر این بشکنم آن بشکنم

آنکہ دیدی آن دیوانہ را جلال جز تخم ضلال وبہال وبال نکشتہ وجز تا خود کامی و تربیت بدنامی دگر نہ نشستہ است **روزبہان** چہ گم کردہ ہمدانی از کہ پس آمد از چنین غرقاب کہ ہیچ رہ روے پایاب درمآل و مآب پیدا نہ **عیسٰی** را میگوید وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ چہ باشد این محفلے مجمعے تا چند بیک زانو ہم در تعین تشخص یکے را عاشق خوانند آن جمال ندارد کہ کسے از دوے تواند کہ چشم بردارد و زبانرا از مدح و ثنائے او باز دارد و دل را از لذت شہود او جان و جہان را گماردبا اینہمہ یکے را عاشق نامند و **یوسف** پس ہفتہ آنگاہ دو ہفتہ جبہہ خود را بر چشم مستے خود درمیان نموداری کردے بجائے این مہد و ہفتہ تا ہفتہ دیگر احتیاج از طعام و آب بردے با اینہمہ توقیع عشقبازی جز بنام زلیخا نشت نیافت اللّٰہم اھد قومی فانہم لایعلمون

تو در بیان ما گمان نبری کہ من از کثرتے بوحدتے و یا از وحدتے بکثرتے
می آیم چنانچہ رسم اہل بیانست این غوک در قعر دریا افتادہ است
ہرچہ گوید از دریا گوید یا دریا گوید دران قعر او ہمہ خود خود را صاف
ترو پاک تر شود۔ انا اقول وانا اسمع وہل فی الدارین غیری
کلامے نسبتے با عربدہ ہاے مادارد زال زنے با جنید کہ سرور مردان
دین است و پیشواے اہل الیقین است چنانچہ رسم زنان و زنان زمین
است چہ باشد کہ اسرار خدا با عوام بگوی سید الطائفہ طاؤس العلما
بشرط تشطح و ارتفاع بر آمدہ میفرماید ما اسرار خدا با خدا میگویم بیت
تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو   یک تو ست ز اصل و فروع بنگر تو نکو
گویندہ نمیداند کہ چہ میگویم اللہ اعلم تا شنوندہ ازین چہ فہم برد خواجہ
من این دو بیت را با چند صوفی دیگران ازان نصیر علوی دویم
زین دیو گیری بذوق تمام اشارتے میفرمود رباعی

او حد دل را ز خویش بر کن گردآر   واین رخت بہر سوے میفگن گردآر
عمرے چون گل بباد دادی یکدم   چون غنچہ فراہم شو و دامن گردآر

گفت این از قبیل انفاس است شیوخے بدعوے تفہیمے و رسوخے و مے
قدمے می زدند ہر یکے با دیگرے تحسینے و تفحصے میکرد الحی القیوم۔
الحی ای لہ الحیوۃ المطلق الحی ای ہو غیر الحیوۃ الحی یحی الذی
بہ کل شیء شعر

از قطرہ تا سوئے تمہ ہر سو روان نہرے ببین   و ز رشحہ تا ہو تمہ در ہر طرف بحرے ببین
در دیدہ انسان ما صورتہ بندد پیکرے   جز عکس عین شخص ما در نور ما نورے ببین
خورشید ہر روز نیمہ را ہر روز دیگر مطلعے   این ماہتاب کشتہ در ہر مہی بدرے ببین

معشوقۂ پارینہ را امسال بدیدم تازہ تر　　در شکل کبرائے منست معشوقۂ ہر صغری ببین
ای منکر محشر بیا بیہودہ تا اینجا مخا　　رفتی زمانے باز آمد نشرہ را آنشر ببین

ولدت امی اباھا شعر

دختر چو مادر شد مرا من مادر خود را پدر　　او زاد از خود این پسر در سر سرے سر ببین

الطریق لائح والحق واضح فایھا الانسان الغفلۃ من الحرمان بواد الحقیقۃ لو نفخت لاحترقت کل طلب وارب وکل تعب وطرب بر محمد عشق قوت کردہ است ہمہ را یک چشم نمودہ است سر از گور برکردہ امتی امتی میگوید و آنکہ از خود بدر نشدہ و آنکہ ہمہ را بیک تار مو بربستہ ندیدہ و در یک ہاون جمیع بیا وردہ و بدستہ الا اللہ نکوفتہ را و ہمہ را بیک رنگ و بیک نوع و بیک شکل مزج ساختہ ہر آئینہ امتی امتی گوید بیت

انی وان کنت ابن آدم صورۃ　　فلی فیہ معنی شاھد بابوتی

نحن السابقون الآخرون نحن الاولون الآخرون نمود از من قبل بود ظہور بعد الکل نور فی النور شد و این ہمہ اطوار فلک بیک گشت باز آمدہ است روز و شب بہم آشتی کردہ اند ظلمت و ضیا بہم پیچیدہ اند آنکہ خود را آدم نام نہاد محمد بود و آنکہ خود را خلیل اللہ خواند احمد بود و آنکہ خود را کلیم اللہ خطاب کرد محمود بود و آنکہ خود را روح اللہ باحیات و امانت شہرہ بود قطرہ از آب وضو محمد چکید احیا ہم از ان بود امانت آنقطرہ بر زمین افتاد و خشک نمود یک کلمہ در ملتقات ماست لا الہ الا اللہ محمد عبد اللہ لا الہ الا اللہ محمد صفی اللہ لا الہ الا اللہ محمد نبی اللہ لا الہ الا اللہ محمد خلیل اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد کلیم اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد روح اللہ لا الٰہ الا اللہ
محمد ولی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لا الٰہ الا اللہ محمد من اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد الی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ
لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ
محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد للہ لا الٰہ الا اللہ محمد اللہ -

اَللّٰہ ہمزہ را حذف کن لِلّٰہ شد لام اول را فرو افگن ھو
باقی ماند واو از ہو سقط یافت ھ قدم ثبوت گرفت نقطہ مجوف شد جوف
از میان خاست نقطہ جزء لایتجزّٰی گشت یافت حرکتے ندارد در رفعے
وخفضے ونصبے بجزم آمد اکنون اینجا زبان بر دست و پا گرد آر چشم را
فرو بند با ہم در ہم شوحہ مدہٗ ذاکر و مذکور و ذکر را ظہورے وکمونے شد ن باہم
اتصالے پیدا آمد سوگند بروے وموے محمد خوردند روے محمد ہم
جہان را نور بخشید ضیا و جمال ہمیدان باشد موے محمد عالم را اختفا وکمون
نہد وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی اشارتے ہمبدین بشارت باشد
ہیچ میدانی اگر معشوق بروے وموے عاشق سوگند خورد چہ عزت
وچہ عظمت وچہ جمال وبہا وچہ تبختر وارتقا ویہ خود بینی وخود ستائی کہ او را
ظاہر وروشن تر گردد ہان وہان برین روے سپید خالے سیاہ ہیچ نیست با
نہاد اگرچہ موجب جمال وازدیاد حسن وکمالست اما نامش نقطہ سیاہ
است گفتہ اند شعر

الوجہ مثل الصبح مبیض والشعر مثل اللیل مسود
ضدان لما استجمعا حسنًا والضد یظہر حسنہ الضد

گویند دوزخیان را از دوزخ بیرون کنند در نہر کوثر آرند دران غسلے دہند

سیاہی کہ از احتراق آتش بر جلو دجبۂ ایشان پیدا بود ہمہ شستہ گردد سپید
ولطیف وزیبا شود یک خالے ازان سیاہی بر رخسار ایشان باقی ماند
قیل روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک زین الوجہ
ہرچند کہ آن خال سیاہ موجب مزید بہا وجمال شد آنکہ نشان آن سیاہ
روی است سنائی میگوید رباعی

کو جمال طاعتے تا مر ترا رخصت بود بہر دفع چشم بد خالے ز عصیان داشتند
کو کمال حیرتے تا مر ترا فتوی دہیم صورت جائزانہ کافر نہ مسلمان داشتند

اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی آن اعزاز ولن
اکرام بیس آن این طعن خفی برمزے نہانی کہ ہمیں محمد یتیمے بودہ ما ترا بخود
جائے دادیم گمرہ بودی رہ نمودیم از محمد پس ازین غم چہ درہم شد اگرچہ محبوب
محب در ہر خطابے اگر مستطاب و اگر فصلے من ذلک الباب باشد آنرا کہ فرح
وطرب خوانند عاشق را و محب را ہمہ جز موجب التہاب واقتراب نباشد
با این ہمہ طعن طعنست مدح مدحست قبیح وحسن سیئہ وحسنہ در یک مقام
معین قدم نہ نہند لیکن بحسب سعین ومنتہی واعتناقے والتصاقے تصور
شود رباعی

بر کنگرۂ عرش چہ خورشید چہ ماہ رخسارۂ معشوق چہ روشن چہ سیاہ
در راہ یگانگی چہ ایمان وچہ کفر در دین قلندری چہ طاعت چہ گناہ

اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ گفتہ بود ہر زندہ دلان داشتہ بیان ما در کشف معنی حی
آن تازگی ونظارہ دارد حسب العرفا باشد اما قیوم القائم بذاتہ والقائم
بہ غیرہ قیام بغیر چہ معنی دارد یعنی کہ این این است او او ست نمود آرا
کہ این این است و او او ہمین قیام این بدو باشد القائم بذاتہ قائم لقیام

او قائم بقیام شخصے پیش مجنون صفت لیلی وجمال و غنج اور اکہ بشیوہ وشکل است صفتے میکرد مجنون بر سم غیرت برآمد قصد پیوست کہ صمصام بر طارم قائل زند بیت

غیرتش غیر در جہان نگذاشت لاجرم عین جملہ اشیا شد

مجنون صفت لیلے را با جمال خویش یگانگی یافت عشق از گریبان ہریکے سر برکردہ دید گفت مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ ۔ انا غیور وعمر غیور واللہ أغیر منا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ سابق کیست آنکہ برخود غالب شد غلبہ اوہام وخیلات را در کتم عدم اصلی برد عروس جمال معشوقے مقام خالی یافت ہر آئینہ منزل ساخت قلب المؤمن عرش اللہ عشق پردہ بر رخ گرفتہ شیوہ ہائی سازد و آنکہ او را شناخت با نشناخت سلام از من بسوے من مواجہہ کردانت منی وانا منک چہ گویہ یکیست کہ دوئی نماید تا احد الطرفین نسبتے را التزام شدہ است حاصل شرح صدر تو مرا شناختی بعد فراغ ازین کلاغ سیاہ روابداً غراب البین فینا ینعق در فضائے عدم پرید فافرح وترنم انبسط ولا تتنعم بیت

معشوقہ بساماں شد تا باد چنیں باد کفرش ہمہ ایماں شد تا باد چنین باد

سپس تعریف چنین حقیقت بجمال خود چون عروس بہر دریغے وقتے در برکہ مربع شستہ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ نشاید طرفے دگر چشم را لحظہ ودیدہ را نظرے تا از دیدہ بیود آید اکنون یا بود نابود کے شہود بود آتش عشق قاف وجود ترا کہ سدے کرا نے پیش افتادہ ہیات لقف بسوخت

با این ہمہ تمامہ باقی یافت آدم از عالم ہستی دم زد آن دم آدم را ہزار سال
نمود والوالانبیا بر فرزندی شیخ خوار فرود آورد و در شحۂ از آن ہستی از رہ شفقت
و دوستی و جوانمردان راہم دستی کرد بست سال در رہ ایثار نہاد اے عشق چہ
گویم کہ تو چہ چیزی و کدامی و کدام کسی این پدر مشفق و این بنی صفی این آن
کس است کہ وکان ادم یکلم اللّٰہ شفاھا خواہد بخشید باز گردد
العاید فی ھیتہ کالعاید فی قیتہ ازین تنگدلی تنگ نداشت
شہید انکار آورد گفت بخشنوہ دام باد ہم چندین ہم دو ہم بدین حد ہم
و ہم اولیا و انبیا بدین ستہم حرف کثر نوشتہ اند بیان الٓمٓ و نٓ والقلم
اختصاصے می نماید ستہم کہیعص یصلح بیستہا آمد شدے
میکند قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ورائے ہمہ خندہ قہقہہ میزند قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ امتناف وارتباط را اغمازے کردہ است کو ہہائے آتشین و
خندقہای پرخار بطریق سیر سلوک پیشتر نہادہ است گذر ممکن نیست
این ربع سکون بمساحتے و زراعتے پیش من الملک الحی الذی
لا یموت الی الملک الحی الذی لا یموت مصرع

؎ کے بود دو بادشاہ اندر ولایتے ؎

لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا رو بخرابی نہادہ است
علی حشم بستہ تیغ میزند میگوید حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ قاتل و قتل
و قتیل بیک اسبیل بے مزاحمت قال و قیل بیک رہ شدہ اند بیت

گفتم کہ بیا مبری تو یا پیر	گفتا کہ دوی زراہ برگیر
چون نیک بدیدم این نکو بود	من واو و پیر ہر سہ او بود

بنام ہمو صمصام ہمو مرغ ہمو دام ہمو جام ہمو ہمو او ہمہ او ولعمری این

حل ہیچ نسبتے درست نباشد ہمہ او چہ معنی دارد ایھا الشیخ الوجیہ
ایھا المرشد النبیہ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ
وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ چہ بسے است گم شدہ را ہیچ بند
باخود گم اندز بان کشیدن ذوالفقار تا چند سران و سروران را بیک
بار قوت وقت خود سازد و من المعلوم طول ذوالفقار ہجدہ
ذراع باشد شاید گزے کم و بیش این زبان از کجا یافت این گونہ
گونہ چون دراز شد۔

خواجہ من میگوید شیخ من مرا طلبید طاقیہ بر سر من نہاد خرقہ
ہزار میخی در بر کرد روانہ پایش برآوردم آن در و دیوار و آن بام و
آن صحن ہمہ شیخ من بود تو چہ میگوی این برخی و درازی سپس آن
بازگشت ہم بصورت معتاد را استت تخیلے حقیقی و تحقیقی اگر چنین
است و اگر آن است این چہ عشق گہے نباتی و آبی باشد در صلبے
چون ژالہ و برفے منجمد شود۔

تحفہ دگر او دران تنگی و تاریکی چون مینماید تسلطے و ترفعے کرد
مفرد و مسکن را اضطراب داد برائے برون شدن خود جہانے
را شورانید ہر کسے را بلذتے و راحتے ذہولے غنیتے داد و من
مَّاءٍ دَافِقٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ از مکمنے
از مسکنے بجائے دگر قدم نہاد خود را بخود از خودی پرورید حوض کوثر پل
خود را گستہ در زمین از آن دریا بیک تقت برون شد خضر خود
یا در شدہ خود را مرضعہ ساخت انا یکی بیش گرفت تا بدان پرورش
رسید با ہمہ استقلال و تعالی باہمہ ارتفاع و معالی انا ربکم الاعلیٰ

منادی شد گفتمش ملعون و کذابی بے دینی و کافری با خدا اشرک آری
او گوید اگر تو مرا نشناسی بر من چہ عیب آرے نہ من بندہ ام نہ خدا نہ تو
مومنی و نہ تو مسلم با صفا اما می آئیم و می رویم می بازیم می سازیم لیکن نہ با
تا میدانی کہ با ہیچ یکے انبازیم لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّوْيَا
بِالْحَقِّ و رویت رویا خیال بالحق اثبات عشق ذوالجلال مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَكُمْ آنکہ آن خود بکلی بدر شد مُقَصِّرِيْنَ بقیہ با خود دارد
دخول در حرم میسر نہ تا یکے ازین دو حال پیشوائے او نباشد آرے
در مسجد بے وضو نتوان آمد محمد را گفتند تو مقتدی و پیشوائی بقیہ کہ
با تو ماند آن از تقصیر تو باشد بسر و جان من سر وجود جان خود را تیغ
استرہ عشق صاف تر کن تقصیر را با تو چہ نسبت بیت
نیست کن ہر چہ را دراے بود تا ترا دل خانہ خداے بود
قاف عشق اینجا قرار گرفت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اگر
محمد را از وے بدو باز نگر داند خلق عظیم از تو کہ باز ستاند وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ - يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ مکر
ابا داز برادر خوند گی داد و پس آن نسبت بخود برد خیر الماکرین بہترین
مکرہائے خفی ترین شیوہا بازیچہ بچگان ساخت اذا تم الفقر فهو الله
بنیستی چہ آید تمام فقر کے شود کہ استغنا بجمال و کمال خود قرار و استقرار
گیرد وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ چو فقر رفت غنی بفناء خویش در
مقعد اطمینان قرار گرفت ہر جا کہ نیست و ہر جا کہ خداے است
ہمہ رین افتقار و استغنا است آنکہ محی الدین ابن اعرابی از دائرہ
ادب و بیان حق و طلب خروج کردہ است و شرط افتقار تنزیہ و تسبیح

رافض ساختہ ما الکل مفتقر وما الکل مستغنی محققان دانند
بادی چہ مکر وچہ خداع بکدام تدبیر ساختہ است نصیر الدین قونوی
وعبد الرزاق وکمال الدین کاشی بر مثال قیصر ونجاشی باشد
نجاشی ایمان آورد رسوم عیسوی را بر انداز د قیصر گوید قولک حق و
دینک صدق لیکن من ہم تعلقے وتملقے دارم ندانداور اہمیں شیوہ است
رہے نماید د آنرا ہدایت و ارشاد دین حق سازد پس آن ہمہ را ابادہوادہ
مباشر متبع راکافر ملحد دوزخی بدبخت نامند۔
قاف عشق قعر قلزم است شنیدہ مشائخ انہلے اور اآشنائے
کردہ است ورا، ورا اسیر کند لعمر ازل وابد برابر برند ذرۂ ازین ذرات کہ
بحد آفتاب کہ باصرہ احساس کند از شعاع آن شمس لحظ در نظر نیاید
ای مسکین تو اینجا چشم بندی است کہ عقلاء ہر دو عالم وعرفاء سر اسم اعظم
ہمہ کنند وایشان باخود این تصور کنند کہ ہیچ سمی وکمی نداریم آرے
مسکینان کم انداز کمی وکمی خود چہ آگہند شعر

بالقادسیۃ فتیۃ ما ان یرون العار عارا　　　لا مسلمین ولا مجوس ولا یہود ولا نصاری

بایزید میگوید خرجت من قشر البشریۃ کما تخرج الحیۃ
من قشرھا از پوست بشریت بیرون آمدم مراد آنست کہ در وکمر نہات
ظہورے بے بیانست علیئے بے عیانست یخادعون اللہ وھو
خادعھم بر صفت عیان وتبیا نست با پوست چہ سازند بادے
چہ پرداز ند جز آن نتوانند نقشے بران سازند ھادی القوم معلم
الصحابۃ ضلیع رسول اللہ ھادی اھل الھدایہ تکرچہ
میفرماید ما انا ونفسی الا کراعی غنم کلما اضمھا من جانب

انتشرت الی جانب قعرے قعیرے بحرے بے ساحلے چنان
نشان میدہد عرفت ربی بفسخ العزائم پوست بسوخت مغز
بصورت خویش بصفت خویش ظہور آمد من الستم فاذا فرغت فانصب
اکنون ہمان خوشی و شادمانی کار تست سبحان اللہ آن مغز کہ پیاز
راز ان پوست بود چندان پوست در پوست بر خود در پیچیدہ است
کہ ہیچ بینندہ بعد آن قشور و قتے نرسیدہ است لا احصی ثناء
علیک انت کما اثنیت علی نفسک دگر چہ میگوید جز را از کل چہ
اگر ہم را از دریا چہ خبر گاہ گاہے باشد پردہ بر پردہ نہند او شطاحی بصد
سرفرازی و بے نیازی نماید حبیب عجمی دید سلطان العارفین را
کہ کرازان و فرازان دستے و پا ہر طرف اندازان سینہ کشان فرحان
خوشان میرود گفت ہر آئینہ چیزے موجزے موزجے در منظر دل
او داشتہ اند تا بدین حد از دست رفتہ است قدم بر بساط انبساط
نہادہ بہ پیش رفت کرانہ فراست ہر اخذ میکرد ہاے و ہوے صراحے و صیاحے
بر حی آورد اثر آن شراب سکر آن کرد گوشہ سکون گرفت بایزید بخویش
آمد از ان ارتقا و ارتفاع پس افتاد حبیب باپشتر شد عرضہ پیوست
بحق آن وقتے کہ این زمان با خود را خویش سپردی و بحرمت
روے آن جمالے کہ تو دیدی اشارتے از ان بشارت ما شود
سلطان فرمان داد تو عامی و نیجی از این اسرار خفی کہ در فضا الوہیت
و در صحرا صمدیت با ستار و حجب گم گشتہ تر این صورت کے
فہم آید و بدین معنی تو کجا رسی عجز و الحاح سکنت میگفت و بیچارگی
را بضاعت نقد ساختہ از رہ ترحم و اشفاق و از رہ تلطف و ارفاق

باہمہ عظمت کبریا عمرے ندرمزے نمود کہ من اللہ سبحانہ پس پانزدہ روز
این دولت ملک افزون بما بخشید صورت قدس پس ہمہ در حوصلہ خلل آید
کہ اینجا شخص نفس در طمس و رمس رفتہ است سبحان اللہ عجمی خندئی از و سلطان
فرمود اینچہ بے ادبیست کہ در حضرت شاہان کنی چگویم با تو کہ آن شاہ
را با سگبان کار باریست وزیر را درگاہ بار یکے را ہزارے از بارے
بارے نیست آنچہ ترا بعد دو ہفتہ بخشند ما را ازان فرصت نمیدہند تمنا
دارم باشد وقتے یکدمے از وے فارغ مانم و او مرا بمن گذارد تا ذوق
ہجران و لذت درد طلب گیرم بایزید گفت ای حبیب طرفہ ماہم
نظرے حبیب فرمود سخنے چندین متضمن نصحے و پندے رباعی

عیارا انزا زخار باشد مفرش | عیار نہ پاے ازین راہ بکش
تا در نزنی بہرچہ داری آتش | ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

گرت آن بیسر آید اکنون تنگ آمدہ خمار زدہ گاہ مند از دست ساقی
د شراب فریاد براری بیت

زیادہ چون کف ساقی تہی نمیگردد | کجا دماغ لطیفم ز مستی آید باز

شنودہ علی این صورت و اشکال اسفل و اعلی را بچہ باز دادہ است
و در کدام اعداد آوردہ است اھل الذین کصور علی صحیفۃ
مارا تحقیق شدہ است کہ عدل عم تمدیریست کہ او را ازان النصرام
نیست نصب او را رفع کردہ اند جزا زوی چون آید واللہ خلقکم
وما تعملون نسبت ہمہ را از ہمہ کارہا یکی راست عجب شہبازے
نیست و عجب شہسوارے نیست بیدا نے ہموارے گوے یکبارے
بیو گانے بر قدر قوت رانے باغ اود حریفے درمیان نہ وحد حالے

نکردہ اند خود با خود میبازد و بغیر خود نمی پردازد و کارے از خود برون نمی
سازد عجیم بین منیدانم ہر کرمی نازد و ہر کہ سرمی افرازد جزیت و بعضیت ندارد
تجزیہ و تقسیم او نپذیرد اگر دید پدید بودے پایہ نیازی دلنوازی چون
باہم آمیزند مسکنت و سرفرازی بیک قدم چون روند سوفسطائی بامرد
خدائے مہرہ خیال بازی کند مرد محقق دست در اثبات حقایق بقوت
خود کشادہ کردہ و بپائے ہمت باستواری استادہ من میگویم با این سوفسطائی
متوہم و متخیل را انکار ہمین است کہ تو گمان بردی این متخیل را کہ تو میگوئی
وجود خیالی دارد آن وجود خیالی را پرس الم احساس میکنی بر تن خویش
آنجا ہم ہمین خیال کار باشد ایلام بخیال الذاذ بخیال وے این صورت
می گرید بینا الدمیزار و آرزو ہا دارم کہ خلاص باید ہم ہچنین باشد ہچنین باند
ھؤلاء فی الجنة ولا اُبالی وھؤلاء فی النار ولا اُبالی جو ارانی بینم
در صحن دوزخ ہفتم برنگ سرخ بقدموزونے بازوہا پیچ خوردہ و برون
آمدہ سینہ کشیدہ و کشادہ دستکے میزند و رقصے میکند پرسیدمش دوزخی
خندنی زد گفتم بہشتی جشمکے نمود گفتم خازن دوزخی دستکے بر دست زد رضوان
چنان غنچے دہانے افزود احسن الصور را مژدہائے خبر وے ازان کل
فصلے ازان بابے قطرۂ ازان دریا رشحۂ ازان آبے می ندانم چیستی از
کجائی و کدامی بکجا روی و از کجا باز آئی نام تو چیست لقب تو کدام است
بکلامے ہرچہ فصیح تر باآوازے ہرچہ ملیح تر باہنگے ہرچہ لطیف تر این آیت
برخواند و جواب مارا ہم بران درست راند اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا

شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ قہقہہ کرد ضحک علی وجہہ سیّدہ آشکارا داشت در پردہ استتار محجب گشت فریاد بر آوردم آہ باشدہم گاہ بیگاہ ازین جمال نصیبہ ازین خم جرعہ وازین قلزم قطرہ من غیب فی غیب آوازے بیصوتے وحرفے بے مکافے باہمہ لین ولطافت باہمہ حسن وظرافت خواست فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ ہر کہ این روے را عین العیان وید زبان از بیان دل از شعور فہم از جنان اما در طلب وجویان با او بودن ممکن نہ بے او صبر میسر نہ ابلیس اینجا چنین میگوید اما ابلیس است بے ابلاس وبے تلبیس نیست رایت ربی لیلۃ المرصاد فی احسن ہیئۃ فضرب قدمہ علی صدری فوجدت حرضہا فی قلبی اگر در دوزخ درآئی لباس ابلیس پلاس لعنت ہست در برکشی این ترک خونخوار واین سرخرو قہار رہ این منتقم خود راے را واین کینہ ور گردن شکن اکاسرہ وخواقین ملوک وسلاطین کر اتحمل ورآے سرادقات عزت عکسے ز شہود توانی کرد شنیدہ احباب را کہ از حسن اخص خواص نصیبے دقیق تر وشعورے عالی تر کہ چشم خواص ازان خیرہ است وگوش ایشان صمے گرفتہ است در صند وقہا نور انداز ند در قعر دوزخ دران ظلمہا فرو برند آن کیانند انبیا از ایشان نشانے گو بند اولیا را خود کجا آن فہم تا بدان رسند بہشت بحساب ایشان خراب است با آنکہ با آن حور وقصور وباغ وجنان است بلکہ ہم در جستجوے وطلبند خدایا ایشان وایشان با خدایکے بگوید کہ من او نہ ام

دیگر نگوید که من او و من نیست مائی و منی خویشتنی کرده اند اینجا احتراق
نیست اینجا اعتناق نیست اینجا لذت نیست الم نیست درد نیست
درمان نیست هیهات هیهات فهیهات ایها السادات در اسفل السافلین
رفتیم شهر معموری جهانی با صفای پر نوری از دو جهان سکان آن
مقرالله اعلم کم عددهم و من هم و ما هم چه ترا سے تو گوئی از نقره کرده
اند درمیانه اش اصل شاخ بالای او برتر از عرش رفته سر بسدره رسیده
شده است بر زمین افتاد پست می نماید طوبی خرچه شکری گشته
و اطراف او ورائے سرادقات کشیده جوانی سپید پوستی کشاده
پیشانی پیوسته ابرو کشاده سینه کشیده کمری جعدی درازی
قدی بلندی جعد گردانیده از پس بر سر ناصیه داشته نیزه
بدستش زیر آن درخت بر سر آن چبوتره ایستاده بروے من خندی
زد گفتمش این همه ساخت و پرداخت برائے کراست گفت من الازل
الی الابد در جستجوی اویم شاید هم حریفی باشد یا دستی آویزی
نیزه بازی کنم بران سمند که سوارم هر طرفی که می تازم هر بار که نیزه باز
کردم از جان او سینه اش گذرانم او پیش از آن راه گذار ساز ساخت
نیافتم کسی را که یکبارے دست من بدین بازی و اندازه و آسودگی
یابد من محمد را امید انستم که او تاب زخم من دارد در ضرب او حیدر کردم
تا بگذارمش چه بینیش آن حبیب من آن دوست من بهترین مخلوقات
من خلاصه ترین موجودات من آن زیباترین کائنات آن سرور سادات
آن محرم من آن همنشین من آن ضلیع من آنکه او من و من بود فریاد
بر آورد که هر که آن عصابه را از من دفع کند او را چنین و چنین باشد

پشت میدہید بینہ احد میگردد اکنون این نیزہ را ہم برسر خویش گردانم ہم بخود دارم نیست آن کسے کہ بروے اندازم۔

تحفہ دگر اگر غم آن میخورد و لو هلکت هذه العصابة لم تعبد فی الارض ہرگز میپرستند گو چہ کم آید چہ زیادت شد یکے نظارہ این سوکن ایشان کیانند از خود آن دم نظرے بخشید اللہ اعلم چند ہزار فرسنگ در نظر آمد جہانے دیدم ہم بہم درہم اند و ہیچ یکے جز مدح و ثنائے خود نمیگویند سمند جنبانید جولانی کرد طبیعت آن سو لحظ افتاد اغنی الشرکاء من الشرک شنیدہ چہ خیال بود محمد را لم تعبد فی الارض وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا محمد اعتذار پیش آمد استغفار نمود فتحیابی دگر کردیم مادر فرزند را نگذارد او را بسینہ پرورد پستان در دہن فرزند است سینہ بسینہ متصل است لب بہم در پیچیدہ است لعاب ہر یکے بکام دیگرے میشود جزئیت بعضیت را اثبات شدہ است اتحاد ہر دو را بیک بار پروردہ است رہے بیگانہ نمودہ است یگانہ ہم نگشتہ است با این ہمہ لذت و راحت را ہم بجز د محبت دردہن بستہ کردہ است ازین بیشتر روا نیست رہ را بربستہ اند مادر بر پسر حرام است پسر از مادر امیدے ندارد خوب طبعے در شہر بود بیتے از گفتار او خواجہ ما گاہ گاہے خواندے بیت

قلم بشکن ورق سوز و سیاہی ریز و دم درکش

حمید این قصہ عشق است در دفتر نمی گنجد

تمتا بردم گفتم طرف من شوخی کردی کہ تا این دم کسے نکردہ بود پا از حد دائرہ وجود خود بیشتر بردی دیگرے پستر افتند گفت هل ورکرد الحول

ولاقوۃ الا باللہ

محمد جاے گفتار نیست یکے از حلقۂ ابدال در اثنائے طواف رہ النصاف گرفت و درد او بقسمت رفت بعد جست و جوے بسیار بر در خانہ چشم انتظار کشادہ میدارد گفتند چرا زاد گفت مسکینے دل بباد داد عوض و اقتصار کنارے بس ہلہ تو دستان کشا و ردسے فتحیابی بین در کشودہ شوخے عیارہ ناخدا ترسے مستے سرافرازے باہمہ تبختر و بے نیازی خندے زد زان در بسیرش سید در کنار خودش کشیدہ بہ آوازے ہرچہ دلاویز تر بکلامے ہرچہ فصیحتر فریاد برا ورد اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا تا خواہد از و بدو گیرد و خود را بدو دہد نہ او بود و نہ او بیت

من بودم و او و دگران جملہ در و محو حاشا کہ توان گفت کہ جز او دگرے بود

ابدال مسکین بدحال شد زندیق ملحد گشت ملحد از ابیشوا شد مغان را امام گشت جہودان را دست الیناد سے پیش گرفت نصاری را بنہ و حمایت شد بادین احمد بیزاری پیش نہاد احمد و احد عیسی و موسی و ابلیس و آدم و دجال و سحر و افسون و کلام اللہ و اسم اعظم در یک قدم دم زدہ اند و ہمہ درہا و بیہ ہویت گم اند لن یلج ملکوت السموات من یولد مرتین الولادۃ ولادتان ولادۃ طبیعیۃ و ولادۃ حقیقیۃ ولادت یکے است طبیعت بحقیقت باز گرد حقیقت طبیعت شود این دوم ولادت باشد مادرے پسرے زاد در کنار اختیار داد قفل شکن در آید شد سینہ ارسام اتا یک گشت کودک را در ربط کشیدند پرورش از ین جہتہ شد از بن زیادت زیادت باشد چون بلوغ شد چنان گشت کہ خود را خود یاد آورد عالم بسود و زیان خویش شد مراہق گشت ہوا ہا

ن عوض

ن اقتصار

ن سینہ

از دریچه عکسے و پرتوے بروی انداخت سر بمبلغ بلوغ کشید درین ورطه اگر تعلیم علمے گرفتن ادبے آموختن حکمتے و مصلحتے باشد همچنان که کودک درگاهواره بود همچنان بر مرشد افتاده اندر پے کمالے که ورای آن کمالیست تصور نتوان کر قطبی اگر شغلیست قطب بالا اقطبی شاغل وقت او باشد آنرا که دو بار نبراید بجد اثر سدمی توان بے طعام و آب مالی از سر جاه مال و هوا توانی خواست قطبی را هم توانی در باخت عاشق معشوق را انتظار کرد معشوق عاشق را خواهان نه نه این او را خواهد نه او این را فجاءة و دلبستهٔ دیدم هر دو بیک یک اند صٓ وَالْقُرْاٰنِ اشکلے می برد قٓ وَالْقُرْاٰنِ اشموے گرفت دعوی هر دو بباب العلم برند مدینة العلم مصدقے فریضهٔ مطلوبے دارد دربان این درگاه دائم دربسته باشد از درون سخنے شنید درکشود تمام را هر دم پر بالا مال دید عجب بر عجب افزود اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ بحقیقت بلی آمده است قَالُوْا از جهان قیل و قال بیش نیست نفی نفی اثبات کرده است چو منفی منفی شد آن منفی مثبت گشت

بیت

صبحدم می گفت مستے کای دریغ　　خانقاه خانه خمار ملیا ید گذاشت

شنودم نجم کبری با محمد بغدادی شطرنج بازی می باخت بیکشهود بجد بود صورت وی بے موجب هدایت مجدے شد

انّ الله خلقهم سوطا یسوق به عباده الی الجنة

هار بے را همه ریسمان بر بند یکباره بضرورت بلا مرجح ترجیح اختیار افتد و خشت سپید پوستے حیفا بقبلهٔ عجزا مدبرهٔ بد و نشان هند سر و خود را باید و نسبت کنند ابرو او را قبلهٔ مغان خوانند و رخساره

اورا سجدہ جہودان کردہ اند بت پرستان وحدہ لاشریک لہ میگویند
قوی ترکیب است حسن شکلیست نازنین است کبک روش است
جہانے در پس جعد و سرین اوست کسے را پیش از وگذر نیست
چشمک او طرفے احاطت میکند طرفے امانت می سازد لحظہ دگر
حیات می بخشد بیک خندہ اوریاحین و گلبنان ہمہ را تازگی
دادہ است بوے جیب او جہان را برآوردہ است بہ سروری
میگوید کہ زہرہ بہم دستے نشاید رقصے میکند فلک از گردش خویش
ایستادہ می نماید گاہے زیر لگد آرد کوہ سازد گاہے پر تابم کند ذرہ
ذرہ بذات ہوا دہد گاہ بقہر و عزت چنان شاید کہ در چشم سرمہ کشد
گاہ بجمع آرد محارم نام نہد اگر درین بیان الٓرٰ تِلْكَ اٰيَاتُ
راشرحے دہم ترا از تصویر این صورت واز تخیل این خیال رہ فہمے
پیش آید در بدایت امر تا چہ اتفاق افتاد یکے خود را از خود بدر بردن چہ
معنی داشت تو گوئی خواست در زیغ و ضلال اندازد دیدی
یوسف میگوید رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ
تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ج فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ
یوسف با ہمہ اندوہ وا اسف عما سلف کہ داشت سببے آنکہ ملک
و مملکت و ستگہ و بسطت پیش افتاد این مملکت را با آن ملک
این دولت را با آن لذت مقابلہ نکرد بوہم و خیال باز نسپرد آنکہ
چیزے تصور کرد تا زبان شکرت کشد اما چنین وہم میرود تَوَفَّنِيْ
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ہمہ را یک گرہ بستہ می نماید یعنے

آن و این ہر دو در حیلصال ہمین تحقیق و یقین اند دوام این شعور را الذو مسہ این حال را و الحقیقی اشارۃ فرمود این شہود دایم است ہمہ مستغرق اند اما ذائق فائق دیگر است الکفر والایمان حجابان بین الرب والعبد فوق العرش چہ باشد یعنے ہمہ وجودات حجاب او بیند یکے ازان حجب عرش است کفر و ایمان از حجاب عرش بالاتر دید یعنے دہم سالک بقدم سلوک تا عرش رسید پیشتر ازان دو حجاب مانع آمد کفر و ایمان کفر باز گرداند ایمان ایستادہ دارد پیشتر شدن ندہد بیت

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود یک بندہ حق بحق مسلمان نشود

آن ناز شیوہ ناک آن گندم گون بے باک آن شوخ چالاک آن دزد نوش صاف پاک بے باک آن قلندر روش بے رہ آن صوفی خضر خالے سیاہے بر رخسارہ است صورت کفر را آن نور و صفا کہ دارد ذر جیب و دامن خویش نہادہ گرد گفتمش با این تنزہ و بیزاری ترا با این کارچہ فرمود مرا با ہر یار صد کار و صد بار است اغیار را نیز در مصالح من یکے از ایشان شمار گفتمش مقصود و غرض و حاصل گفت ترا با این چہ کار دو بر سر من کہ رسید کہ تو رسی غور مرا کہ دید کہ تو بینی آنگہے کہ ترا بدریا فرو بردم بعد چند ہزار سال قعر گرفتی گمان بردی کہ بانتہا رسیدم من تحت نظر کردم جنوب شمال قدام خلف را نظارہ شد بچند ہزار مرتبہ ازان دریا کہ گذاشتم عمیق تر و دراز تر و فرو تر فراخ تر دید پیش سپس آنکہ از دو فرو بردم بچند ہزار سال دیگر قعر نش ہم ہمان بود دیا نہ بچند بار بچند دریا فرو تر رفتی سپس آنکہ نعرہ بر آوردے ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ

الظّالِمِ اَهلُهَا برآوردیم ترا کنون جز این تدبیر نباشد هر زمان و ساعة
و در حال تو همین بود رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ مادر مریم از خدا پسر
خواهد قبولش این بود دختر داد نه پسر دیگرے هدایت آن باشد کردران
هدایت و هم ضلالت نبود شے واحد را هم تهدی هم تضل گوئی هدایت
کجا شد نه آنکه این ابتلا باشد برائے چه باید گفتن بَشَرًا سَوِيًّا تا محی الدین
اینجا گمان و همے بر دنصاری اقانیم ثلاثه گویند نفخ روحے بود نفخے
شد مریم را از آن شعورے نه اَنّٰى لَكِ هٰذَا خبر نه دارد زکریا را همین دستور
نشد بِغَيْرِ حِسَابٍ قدرت نیست اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ جمله تخصیص به تعمیم شادیست مشیت نیز تخصیصی علی حده است
از خلقت عیسی پرسیدم گفت نورے بوده آمده ام مجرد از صورتے و هیئتے
هر تصویر کرد و سوے خود خواند هر چند بے دعوت رفتم مانده ایستادم
گفتمش بود هم الاان یتمزج بالماء والطین باز گردا یندم و ثم تعلق داد
خوردن آشامیدن از و آموختم چنانچه صورت من دانستی مردن و زیستن
من هم بدان قیاس کن صورت من بلاء جان من شد تعین و تشخیص من
محن و فتن بر من افتاده همان تعینے که نور مجرد بودم از یگانگی و همزا نو
و همسایگی بدر برده بود نامے دگر نهاده بودند تعین و تشخیص بلائیست
که هرگز رفتنی نیست خود پیچ در پیچ افتاد از هر طورے گذشتن از عرش
و کرسی از چنین و چنان و فلان همان تا آنکه درین غبرا او را در آوردند
کافور رنگ سپید بوے لطیف دارد سپید و لیش کردند بر ساختند
تا این ادبار پائے بند او شد از طیران باز ایستاد و بسیار شنیده گری

ن دارد است

آموخت تو شنیدہ حیوانے از گل میکردم فف میزدم طائرے می منود
جانے را گمراہ کرد و آنکہ ہدایت یافت باحقیقت من نرسید غایت
گفت عبد اللہ کلمة اللہ روح منه از من خبر ندارد مردمان
نماز جمعہ می گذارند یکے در محراب نشستہ روے پریشان آوردہ چگویم باتو
کہ میگوید و نشستہ چہ می باز داین نماز شما و تسبیح و تلاوت شما بدین وبا آن
نیرزد را انّا للہ وانّا الیہ راجعون یعنی چہ گمان میرو داز بغداد رفتن
بچند روزے وہم ببغداد باز گردند بعد از چند دیرے یا انیست آمدنی
و باز گشتنی بر صورتے و اعتبارے نبود جبرئیل کہ باز گرد و بعد زمانے
باز آید کما غاب حضر چنین گویند نیست زمانے ابلیس و آدمی
نیست فرعونے و موسیٰ نیست عیسیٰ و دجالے نہ محمد و ابوجہل
نہ حسین و یزید نہ ہستند ہمہ ہستند اگر بنامے نخوانند آن کارے دگر
است آمدن محمد از اجمال بتفصیل بود و باز رفتن از تفصیل باجمال
عشق بصورت طاوسے شد بر کنگرہ عرش نشست باہمہ تعزز و تعالی
برسم متاع البیت یشبیہ رب البیت ندا بر آوردہ اثبات الوہیت
میکرد میگفت انا اللہ لا الٰہ الا انا این ندا را انبود جانے کہ نشنید
ہمہ گوش تیز کردند احساس قایل را ہر طرفے نظر داشتند ہر دو بال
را برہم زدہ ہر دو پر ہا را افشاند حجابہ النور ہمہ عالم را گرفت ابصار خیرہ
گشت ابصار را مبصر نماند سر بانقیاد نہادند رب لا تذرنی فردا
ہر یک میگفت از اضطراب پروبال او حجب بر حجب افتادہ است جز خیال
جمال نظارہ نیست لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ہمہ نگاہ ہا را
بے گمان کردہ است طاوس واند مگر بر کنگرہ عرش است او نشست

و پر پید بر ہر کنگرہ احاطت دید خود رہ طیران سوے ہوا گرفت در آشیانے
فرو نخواہد آمد ادراک او در حوصلہ عقلے نگنجیدہ است او در قفص در نیامدہ است
او صید کسے نشدہ است او در دام نیفتادہ است او دانہ نچیدہ است او
خلخال ابدی در پائے دارد او سوار دیموی بر ساعدین دارد طوقے
ازلی در گلو کشیدہ است تاج تنزیہ سرافرازی بر سر گرفتہ است او بدست
کسے نہ نشستہ است او وقتے کسے را شکار نکردہ است او شکار کسے
نبودہ است او از ہمہ بیزار و ہمہ بخیال گفت و شنید گرفتار در آشنائے
طیران یک پرے از وے ہم بارادت وے طرف آن چند درماندہ
و حیران کطویرۃ صغیرۃ طیرانے کردہ ہر یکے بوہم و گمان خود زبان نشان
کشادہ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ قطرہ را با دریا چہ نسبت رشحہ
را با زمہریر کردی چہ کار اما ہان ازان یک بر صد نوع رنگ آمیزی شد
کافر گفت نقطۂ سیاہے براقے روشنے نیکوتر دیدم بیت

ای کفر چہ چیزی کہ مغان از تو بلا فند　　مسکین چہ کند کہ بت پرستی نکند

مومن طرفے دیگر دید سپید صافے شفافے عکس پذیرے دلا و یزے رہبرے
رہنماے ہر چہ خواہد دران ببیند ہر چہ خواہد ازان یابد یکے چنین گفت
انا فیہ دوی ہوی۔ لیس ہو فیہ ولیس ہو فی فی معجزہ
موسیٰ منکار دل او ہمہ کار او مقین و یار او ید بیضا و عصا شد
موسیٰ را قوۃ معجزہ کہ ازان بیضا محمد را ازان بدر بردند مہرہ نبوت
در پس انداخت عصا را در گوشہ نہا فسخے و بدلے راست ایستادگر
بیرآن طاوس پر پدید یا قوت آن طاوس بود کہ ہمہ ران طاوس و
خو صلہ او گم گشت یا وے کجم و دم شدہ اجنباہ و افتتاہ ازان عبارۃ

کردند کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین هم ازین بیان تعینے
(ن نسخه) وتعیننے شد فعلیٰ ھذا محمدی را با محمد بمنقار لطف و مرحمت برآوردزان حکایت
کرد محمد دریائے باشد موسیٰ یک موجے ازان شنیده وقتے آن طاؤس
دران دریا افتاد محمد آمد بے محمد آمد با محمد آمد از محمد آمد در محمد آمد محمد محمد
(ن از خود) نماند طاؤس پر خود محمد را باز بخود برداز پر خود باوے باخت محمد خود را
عین طاؤس یافت لیکن با آن طاؤس رنگ آمیزی باقی بود هم بدین قدر
کفایت شد آن رنگ نمونہ کہ انموذج صد فتنہ وشیوه است با محمد آمد
(ن لغت) طاؤس فی غیب غیب رفت محمد بعثت بشری نمود باین هم اشارت آن طرف
بدرمی برد ما کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ بیزاری در ستے میدهد
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ با شما همین نسبت است تو میگوئی جبرئیل بصورت
دحیه کلبی آمدے وشنیده کہ بر لوط فرشتگان بکدام صورت آمدند محمد
فرشتہ نیست ونسبتے هم بدو ندارد امّا قدسی قدوسی طهری طاهری سبوحی
سبوحی بر تو پیدا شده امّا من نام او بر تو نخواهم گفت کہ او کیست من طرف
خویش هم گفته ام واگر تو فهم نکنی بدان مانی انگشتری بهین بهایش چند هزار
درهم شت گرده حکیمے به عالمے عاقلے را پرسید گفت درون دست من
چیست گفت رسیلے زد نقاط را جمع آورد وصورتے را پیدا دید گفت چیزے بیش بها
گفت نیکوترین گفت چیزے روشنے گفت نکوترین گفت چیزے کہ
بدان جمال خوبان باشد گفت نکوترین گفت درمیان سوراخ دارد
گفت از نام او خبر ده حکیم عاقل مرد با تجربه با همه فکر و اندیشه فرمود بتحقیق و

ﮧ در یک نسخه قلمی همین این عبارت این چنین است فعلی ھذا محمد دریائی باشد موسیٰ یک موجه ازان شنیده وقتے آن
طاؤس دران دریا افتاد محمدی را با محمد [illegible] لطف و مرحمت برآورد ازان حکایت کرده ـ

تعین خویش باستدلال دریافت کرد آسیائے باشد من تقصیر نکرده ام اما خدا ترا فهم دهد
محمد را عبد الله و آمنه نزاده است محمد را ابو طالب نپرورده است محمد خدیجه
و عائشه را ازن نکرده است محمد را رخسار و دندان کس نشکسته است ایم الله
محمد رسول الله محمد را کس نشناخت و او را کسی ندیده است پرده
کرده که الکبریاء ردائی والعظمة ازاری بران پوشیده همه را بمحمد و محمدی
مشغول کرد و خود از میان نه اینجا نه آنجا نه این نه آن طویره با سلیمان گوید
اَحَطتُ بِمَا لَم تُحِط بِهِ عوغے موسیٰ را در غرقاب حیرت انداخت هر نفسے آواز لن
فرود آورد لن کند موسی خود را در غرقابے دید که سال آن تصور او نمی آید از ان طاوسے که حکایت
بنیاد نهاده ام نباید کم کرد در فضا و رنه طیرانے کنم نباشد جز که مگر آنکه هیچ گوی بی شئی لا کالاشیاء
دران فضا حرکتے ظاهر شود چنانکه هوا بجنبد وجود ماهی پیدا آید تا بکدام صورت
حجاب نماید طاوس شاه مرغیست بهترین تمثلات و تشکلات است و زیباتر
استتار و تجلیست او صورت ندارد صورت او حجاب او باشد عائشه را سست
میگوید لو کنت نبیا لعاملتنی کما تعامل الانبیاء مع نسائهم
ازین سخنے بود اند لبو سوئی انك لست بنبی قال او بلغت هذا قالت
نعم قال شنشنة اعرفها من اخزم عادت دربارہ سنت من هلین السنة
ام اگر تا اینجا رسی زہے که تو نی اَبَشَرٌ یَّهدُوننَا فَکَفَرُوا اگر استهزا این بود
که بشر هدایت کند هم کفر باشد و اگر برائے هدایت را گویند بشر نشاید هم کفر باشد
محمد در شب معراج پس آنکه جبرئیل را گم کرد براق بر پرید و رفرف از میان
رفت محمد ماند آنجا ماند که جا نبود محمد در مکان لامکان ایستاد را امکان
نداشت محمد را نیز آنچنان کردند که مکان لامکان بود محمد را امکان امکان
شد پس آنکه باز آمدن از و برو ند کلا و حاشا آن حقیقت بود با این حقیقت

بحق خود ثابت است آنکه تو بران آن توی تو همین و هم تو ئی تست محمد بتمامه و
بکماله آنچنان که بود هست هست مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ با این همه
حرکات پر و بال و با این همه صباحت در هوا میگوید این جز فعل خداوند
نیست موسی پرسید تو کے باز خداے میداند هو الازل هو الابد لا ابتدأ
له ولا انتهاء له اما از خدائی پرسید مرغے از زر همه دنیا و هفت چند همچون دنیا
پر هر دار ید قدر سر شفت و رزقش بعد شمس باهے یکدانه عمر هم بر قدر دانه مروارید آن
شهباز همین خورد از نابر خورداری ترسید نالید گفت الٰهی عمر من کم شد
دانه بعد سالے فرما آخر وقت جان میداد و میگفت افسوس آن قدر
نه پستم کزین حیات خویش یادگارے با خود برم وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ
كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ با این همه عوام و شهور و قرون در پله نه یک وزن بین این
لمحة البصر بیک چشمک همه را طرفة العین ساخته است بود آدم چند هزار
سال از محمد مقدم بود شهود وجود محمد در پردهٔ استتار غیرت مخفی می بود یکبارگی
چنین اتفاق افتاد جمال خود را بصورت آدم تجلی کرد بر تخت ربوبیت تجلی فرمود
فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اِلَّا اِبْلِيْسُ بدبخت ازین تلبیس چیزے
آگهی داشت اما یک چشمش کور است ندانست او ست با همه میان زد و باس
نپرداز و بار دیگر شیوه دیگر بنیاد نهاد چه دانه گندم خوردی فَبَدَتْ لَهُمَا
سَوْاٰتُهُمَا عیب پوشی نمیکند با این همه بکلم الله شفاها است
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ همه چشمها و زبانها بر بسته است هود میان
آمده است همه چشمها را کور کرده است و همه گوشها را کر گردانیده است
او ست همه زبانها میگوید او ست همه گوشهائی شنود او ست همه پایها
میرود او ست همه چشمهائی بیند او را از خود با خود دوم نباشد هان اضافیات

ن نیست
ن یکبارگی
ن خورد
ن بکلمه

بنسبت من و تو مثالے فرض کن دریا و وجوداتے کہ ہم ازان دریا رستہ ہما بجا ماندہ
و ہما بجا بودہ آنکہ ایشان می بینند آوازے کہ ایشان میکنند ایشان نمی کنند
دریا میکند قوتے کہ ایشان میخورند ایشان نمیخورند دریا میخورد محمد را دران
مکان لامکان مثال برفے و ژالہ و آن ہمان لامکان صورت مکان نمود آن
گداخت صورت لباسی از وے بدر شد لامکان بود لامکان ہست باز دیگر صورت آدمی گذاشت
شیث در بر گرفت علی ہذا در غرقاب نوح نوح را محمد سر گرفتہ است ہمہ
ہا آشنائی اوست کہ نوح رہ نجات یافتہ است ابراہیم را محمد خلیل اللہ نام
کردہ و دوست گرفت پر آن طاوس با خود داشت در آتش کدہ ابراہیم
ہمان پر را افشاند آتش را کُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا فرمان داد لوط بر کن شدید
ہمو قوت بخشید ذرہ ازان تجلیات پرتو آن اگر اس آن انوار بر موسی تجلی
کردہ پدیش چگونہ بتست فریاد بر آورد در رائے استار ہمو ہمی گفت
وَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ قدم بر بساط بر اندازۂ خود
نہ تو ہنوز خود با خود باشی با جمال احدیت چگونہ یگانگی توانی پیوست با مریم
صورت رحمت شفقت نمود فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا بدان حسن و جمال بودہ
محی الدین ابن اعرابی آنجا خیلے با خود پخت آن دیگ سودائے اوست
ہیچ بالحم و دم حریم انضمامے وانتظامے نکرد در آمدنی و بیرونی شدنی نبود
اتصالے و انفصالے نہ روحے از روح روح و از عالم غیب فتوح بصورت
ہر چہ تنگتر و نرم تر ظاہر گشت محمد را می بینی خود را نام عیسی کردہ است کسے را
می ربایدو کسے را می راند از گلے صورتے میکند می پراند ہمین قیاس
تا آنروز پیدا شد زمانہ آخر گشت اطوار منتہی شد آن دور آمد کہ آغاز دور قمر نامند
کہ او بسیارتے با آفتاب نسبتے و سروکارے دارد لباسے کہ در بر کردہ است

ن: پرتو از انعکاس

شاید از و زیباتر نماید محمدؐ اقرب من ربه کالقمر بالشمس محمدؐ میگوید
خلق آدم علی صورة الرحمٰن مہ با صورت شمس بحیزے مقابله می برد
والخلیفة کالمستخلف ضرورت است محمدؐ نورے نامے دارد
اگرچه عکس است ولے خنک تر است زیباتر است آسودگی در پس روی محمدؐ
است از وکسے نیاساید و نیاسوده است او سوزنده است او فروزنده است
خواہی از جمال آفتاب بشیرے مشابر خوری مہ را نظاره کن مدائی عکس آن
از عین شخص نقشے دارد مہ بر آید غره باشد اندک اندک برمی آید تا بکمال خود
رسد بدر دولیة القمر لقب و نامش نہ سپس آنکه بزلال گدائی از
غرر در ربود و از درر تسع والتسع عشر از عشر بعض اکنون نقصان بیش افتاد و نقل شد
وادی بر آمد مہنا دس آغاز شد ظلم نمودن گرفت ہان وہان قمر محمدؐ غروب
کرد نور احمدی فرو رفت بر آمدن را جا نماند شنیده بدأ الاسلام غریبا
ہان وہان اکنون آن مہ برمی آید تا ایام دولت طلوع او شد ہر روز روشن تر
بر آمده تیز قوی تر لیظهره علی الدین کله اذا جاء نصر الله مثل ومانند
این ندامی دہد برمی آیند میخوانند تا آنکه این مہ طالع شده را ہنگام آن پیا
افتاد بسلامتے یا تیبی رسول ربی فاجبت دعوانی بحق شد میگوید
بعد ازین صحابه خود را تا چه باشید برمن تا جہا کنید شروق این نور قمری را
ہر روز بکاہیدن و کم گشتن نشان مید ہد ضلال فتن ہم ازین حکایت
میکنند تا این بدر منیر در سر او اسرار افتد ثم نفخ فی الصور آنکه لولاک لما
خلقت الافلاک اے محمدؐ ہمین تو بودی ہمیں ترا گردانیدم و ہمیں ترا
داشتم اکنون باز ہم چنداین محمدؐ نور دوی را با خود نمایم و یکے بر خود گیرم باخود
بنجو دیکے باشم گفتنی دشنیدے کالے دیارے وصلے و فصلے قربے و بعدے

ن رانی

نعاجبت بحق

۲۹ چہ نہرے

درمیان نباشد عجب کارے کمال انفصال و اتصال چه قیامت قایم شد نفخ
صور شد عجب نفخے یک کرتے همه را بمیراند و از آنچه بودند همه را از آن برد و هیچ چیز را
چنانچه او بود نگذاشت نفخ دوم چنانچه بود دوباره گردانید هم چنان ساخت
شنیده عیسی نفس زند تا آنجا که نفس او رسد هر کافرے که هست بمیرد این نفس هم
از آن نفخ اولی است بدین هم یقین داری که عیسی صورت از گل پرداختے
و در وے نفخ کردے طایرے زنده شده پرید این نفخ هم بدان دوم
نسبتے دارد اما جزوی و بعضے فیض و استفاضتے می باید دانست نفخ
یکیست اما در شے نفخ کنی تمام او بیرون انبانی که هر دو طرف سوراخ از یکطرف
نفخ کنی هر چه دران باشد بدوم طرف بدر شود همان انبانچه را یکطرف
ببند دوم طرف نفخ کنی هم درون مانند پر شود و الله علیم حکیم
هر دو نفخ را بدین دو مثال تصور درستے کن ازین نفختین یک که ازین نفخات
از روے حق و حقیقت اهل تحقیق را سرّے هر چند روشن تر روے نموده
است ترا می گویند این جهان و آن جهان و هر چه هست درمیان کفار
و فجار و فساق و خراف و ع فاو علما و صلحا و انبیا و اولیا همه برباد هوا
بیک نفخ بپرند بیک نفخ بدر روند تو خبر نداری که ترا در کدام گرداب
اوهام انداخت نمیدانی همه هیچ اند هیچ اوست که اوست ای محمد بسیار
خواستی تا در وسع تو باشد این سخن کم بکنی همچنین یا خود این دیگ سودای
پختی که این قدم هم برین دم تمام شود و الله اعلم تا چه قدر رشد امشب که
شب دوشنبه پانزدهم جمادی الآخر بتاریخ سنه ۱۰۸۳ ثلاث و ثمانین فرزند
که مولود از مولود مسنده و هم مولود از صلب ملتب سفر شدے طالب بیشتر نمیگویم
ازین سخن که پدر هم گمان برند که رعایتے و عنایتے دارد و اگر نه گویم که دشمند

ن نفخ

ن حرافی

ن نفخ

ن نفخ

که در دہلیز اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در حقایق و معارف بدان
مرتبہ باشد که در دقایق این کار و حقایق مردان کبار کم نباشد و هر چه
گوید و شنود و داند از مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا لیسر بودے
من ابریق کشی او میکردم نیک نفسے صاف دلے پاک چشمے کاملے مکملے
راشدے مرشدے آمدن در املاء این بودم در مجلس نشستہ تا مستملی
استفسارے کرد چندین جزو شد مستملی عرضہ داشت دہ جزو و کتاب معہود این
دہ جز بیست جزو شود در دل این فقیر حقیر مسکین مستفسکین ضعیف نحیف (ن مسکین)
آوارہ در ماندہ از خود افشاندہ دردمند مستمند را تا ملے افتاد که بسیار
گوی بسیار گوی است ہان و ہان بس بیت
سعدیا بسیار گفتن عمر ضائع کردنست　　وقت عذر آوردنست استغفر اللہ العظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل بسیار باشد که عاشق غرق دریائے عشق بود و با این ہمہ خود را ندانند که
من عاشقم منکر عشق بود و بسا باشد که عشق حرف واز گونہ نویسد و سطر واز گونہ
خواند نقیض گوید محمول بے موضوع مراد دارد و بسا باشد عاشق را عشق چنان
غلبہ کند که معشوق ہم گم شود و بسا باشد عاشق معشوق را در بر گیرد و از
بوسہ و اعتناقے بر خورد از عشق فارغ شود و بسا باشد که عین وصال
موج دریائے عشق از غیرت معشوق در گذشت ہر چہ وصال بیشتر شد
عشق و شوق غالب تر آمد ہر چہ آب سرد تر بود بیشتر خورد العطش و چندان
تر بود و بسا باشد عشق در نقصان افتد و عاشق آن مزید نالد بسا باشد (ن از)
معشوق عاشق شود و عاشق معشوق و لے معشوقے سرافرازے
بے توجہے شوخے بے روے ہیچ مرادے رسیدن ندہد بسا باشد عاشق

از فیضان عشق و من مثلی و رب العرش محبوبی سرافرازی کند شاید
گدای مبتلای شاهی شود گاه گاهی آن گدا سرفرازی هم کند گوید که آن
شاه جهان معشوق منست بسا باشد عاشق باختیار هجران گزیند بسا باشد
عاشق از وصال نالد بسا باشد عاشق باختیار خویش از شهر معشوق
سفر گزیند بسا باشد که عاشق و معشوق بهم در یک بستر باشند و هیچ یکی
را از دیگری شعوری نه ولیکن بذوقی بیخودی بجنگل گداخته است اما
موجب معلوم نه اگر معشوق خشم گیرد تدبیر عاشق چیست ضرورت باشد
آن بباید کرد او راضی شود و لیکن هیچ راضی نمی شود چشم بباید بست صورت
او را بخیاله خویش منقش باید کرد تا بجای کار رسد و آن خشم گرفته تو
آن بیزار گشته تو شب و روز در کنار تو بمراد تست میدانی کار کجا کشید
انت مصیطر علیه ولیس هو المصیطر علیك و بسا باشد
که عاشق معشوق را دشنامها گوید ولیکن قبیح ترین و شنیع ترین دشنامها
معشوق بدان خوشتر گوید از بس غلبه دوستی از بس که مراد مشتاق مراد
است و آن بدام او نیست او آن خواهد که هیچکس او را دون نتواند هر آئینه
دشنام گوید موجب بسیار است مرد عاشق را این قدر نمونه باشد
بسا باشد که عاشق از بس احترام و عظمت معشوق وصال را نظر ندارد
اگرچه از بهر لحظه می سوزد اما دور باش ادب مانع طلب مقصود می شود کار
بجای کشد که محروم ماند بسا باشد عاشق از معشوق حظ وصال جوید
و آن موجب رد و طرد او گردد گهی چنین هم باشد که معشوق دو چیز پیش
عاشق آرد در هر دو اعتبار اگر اعتباری رعایت میکند بحسب دوم اعتبار
ماخوذ میگردد و کذلک العکس چنانکه ابلیس و آدم ابلیس را فرمان شد که سجده کن

ابلیس را دو کار پیش افتاد سجده کند یا نکند اگر سجده کند شاید این مواخذه کنند
ترا با ما دعوی عشق و محبت چه باشد که سجده پیش غیر ما کنی و جبهه خویش پیش
او سائی و اگر نکند گویند بفرمانی ما کردی اگر ترا در دوستی ما صدقے بود فرمان
ما بایستے بجا آوردن این حالت مشکل ترین حالات عاشق باشد بسا باشد
میان عاشق و معشوق در افتادے و گفت و گوے و دشنامے رود عاشق
و معشوق در عین وصال باشند هر یکے اخلاصے و اختصاصے سلامے
آرد هر یکے خود را فدائے دیگرے می سازد و لیکن میان این دو آشنا که
دعوی اتحاد و یگانگی می رود و ایم الله چندان بیگانگی است که از مشرق
تا بمغرب دور تر باشد معشوق عاشق را وعدهٔ وصال کند و خلاف بازد
عاشق نسبتش بظلم نکند گوید همچنین بایستے میگوید وعدتنی ولا تیفی
عاشق خسپید تمنا کند خیال معشوق را بخواب بیند معشوق بدان راضی
نباشد عاشق را زحمتے شود و از زحمت نالد معشوق بر حرف صدق
او خطے در کشد عاشق همه روز خسپید و همه شب نسپید فراغ چشم کشاده
ندارد موجب دلش بیک خیال قرار گرفت و دماغ مسطوب از خواب
افتاد اگر بجنبانی بیدار شود عاشق را همه روز خور و خواب قرار نباشد
خوردنش چیزے خفتنش غنودے قرارش چون دانه بر تابه عاشق حیات
را دوست دارد عاشق خود را مرگ مناجات خواهد عاشق خود را
زحمتے طلبد عاشق خود را با صحت و تندرستی و با قوت طلبد عاشق
خود را آراستن باشد امید میدارد چنانچه او را من دوست داشتم
یحتمل بنوعے باشد که او را از من ننگ آمدنی نبود عاشق همواره در سحر
و جادوے و طلسم مستغرق بود عاشق البته با کسان معشوق آشنائی

ودوستی ورزد با ہریکے اختصاصے کند چنانکہ ایشان او را از ان
خود دانند و در غم و شادی او یار باشند عاشق در کوے معشوق بسیار
تزویر کند عاشق مکر و حیلہ بسیار سازد عاشق صلاح و تقوی پیش گیرد
مگر معشوق از شر او امین شدہ نفسے با ہم نشیند عاشق گہے دروغ
گوید یا دردمندی خود را دہ کند عاقلہ ہمیں گوید اگر این دم مراد ن بحاشیہ
من ہمین نشد ہمین ہم سیر ہم و شاید سالہا سر بیدا ناند بیرش جز این
نیست عاشق خود را دیوانہ سازد و ہیچ غرضے در کوے معشوق میگردد
اگر پرسند گوید دیوانہ ام عاشق را شرطیست سحر گاہے نالہ و آہے
زند عاشق از خویش و خویشاوند بیگانہ است و رہ روی بیگانگی
معشوق نہ عشق عاشق نہ بدان آتش سوزد کہ خاکسترش شد
بباد ہوا پراگندہ نہ نہ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ
جُلُودًا غَيْرَهَا فرد

اے شمع مپرس از وصالت — می سوزم و می سوزم و می سوزم

عاشق را قوت ایستادن نباشد بر ہر دو لے کنا و کہ عشق رسید بے شبہ
افتاد افتاد قابل ایستادن نیست عاشق گریست و گریست عاشق
دینے دارد بر مذہبے رود مذہب او دین او رہ معشوق است عاشق
با رخسارہ زرد باشد چشم تر باشد لب خشک و ہم سرد سینہ گرم تن نزار و
خواب و خور کم عاشق بدرد عشق بمیرد بالغان راہ گویند فسوس مسکین
از درد بر نخورد عاشق فاسق نباشد فسق او بیفرمانی معشوق است
عاشق کاہل نباشد عاشق چالاک و سبکروح بود عاشق عاقل ترین
مردمان باشد عاشق بیشرم باشد عاشق در کنج خانہ در خلوت ماند

عاشق بر سر کوچه و بازار نشیند عاشق در بادیه‌ها در گورها و در غارها باشد
عاشق ذبول و خمول اختیار دارد عاشق مرد با آبرو باشد عاشق نام
و ننگ دارد که بغیر از معشوق پردازد عاشق بشرف نسب نازد عاشق
خفته باشد و دلش نام معشوقه هر چه با آواز بلندتر گوید که حاضران مجلس
بشنوند عاشق مسکین اگر با احترام گراید لعله یحجر ثم اگر با فتحام گراید لعله
یطرد عاشق دو جا عشق را بکمال خود دید قهر اینجا پیدا آید (آن) اشرفی (ن آمد)
براخی و اخی برا اشرفی گلخن تابی عاشق ملک و محمود شاه عاشق
ایاز عشق میدانی فراخی دارد چوگانی بر قیاسی بر دست عاشق
داده است گوی سبکی پیش داشته حریفی نه که گوی از میان بر آن
شهسوار تنها می بازد و در حال اسنت بر می آید عاشق بی معشوق
نزید یا او یا خیال او یا یاد او عشق قوت از عاشق گیرد چیزی از وی
باوی بدو نگذارد او بدین کجا بسر شود با معشوقه هم همین شیوه می بازد
نه عاشق ماند نه معشوق هر دو در حوصلهٔ عشق نیست و نابود گشتند لحم
و دم شدند حسن از عشق پیش دستی نموده است عشق دعوی ثبوت
قدمی دارد اگر من نباشم ترا که خرد او میگوید اگر من نبودم تو کجا برآی
عاشق در باغ و صحرا رود نظارهٔ سرو و گلشنی هم کند هر گرا عاشق بیند
بنام معشوق خواند بادشاه بر تخت سلطنت عدلی و فضلی قتلی و بذلی
بامضای رساند و زیر بر عرصهٔ مسند مجلس ساخته کاررانی و کاردانی روان
میدارد و دوربان حجبی بدست گرفته در منعی و اجازه [illegible] قاضی
بر سر محکمه بر حیله و رشوتی را دفع میفرماید هر دو مدرس فتنه [illegible] افگنده (ن [illegible])
و چندی در فشان نیز پیش او در سلطان [illegible] قصاب در [illegible] گوشت (ن [illegible])

و درون و در فروختن آن غلہ فروش باغبان و اکسابے بگہ ہمبرین شیم عاشق
را نظارہ شو مسکین مجنون سر بر در لیلی نہادہ ہان وہان **نظم**

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو | وز دور زمان ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش بیاز دو کون | وز سود و زیان ہر چہ شود گو شو گو

عاشق را اگر وصال معشوق مقصود باشد این مقصود بدام او ہم از کار او
براید حکایت نجار و دختر بادشاہ شنیدہ باشی بسیار باشد عاشق
چنانکہ خندہ معشوق را دوست دارد احیانا خواہد کہ او از گریہ او ہم شود
و عاشق خواہد معشوق گرید و قطراتے کہ از چشمش افتد بدان وضع و ناز
کہ بدان او چشم را پاک کند و سرخی کہ در رنگ رخسارہ دران نرگس خونخوار
او پیدا آید ہمہ سبب مزید ابتلاء آن عاشق باشد عاشق خواہد بسیار
برین آرزو برد کہ معشوق بہمہ خشم گرفتہ بیرون افتادہ از دست رفتہ
بجنگ بدشنام دادن و بطعنہ الیتد عاشق آرزو برد کہ معشوق بر سمند
حسن سواری فرماید و ترکش ناز در کمر بندد جعد را در میان یک در آوردہ
بسر پیچیدہ لیے گرفتہ راست بکشاد قوت خود سینہ کشیدہ بر آمدہ بر
جگرش گذارد زہے ذوق عاشق گناہ گار را معشوق شاید بسبب
عجز و شکستگی و بسبب دردمندگی و التجاے او دوست ہم گیرد عاشق
آرزو کند معشوق لگدے بر سینہ اش زند بدین تمنا دعوتے کرد معشوقہ
نوید اگر تو مرا دوست داری من از تو ترا دوست ترا دارم اگر زخم گلے
بر سینہ تو رسد زخم خواری بر دیدہ من باشد چون تو انجم بر سینہ ات
لگد زدن عاشق برین آرزو بمرد و بمراد نرسد عاشق در پے معشوق
رود و ہیچ در پس او نمیرود او در پے دل خود میرود او دل را بہ در پے دل

شستی ن

خود دو بد اگر کسے از سر تو دستار برد تو در پس او دوی و در پس او نمی دوی
در پے دستار خود می دوی عاشق بشنیدن هم مبتلا گردد چنانکه بدیدن
چشم دید خبر بدل برد دل مبتلا گشت کند کے گوش شنیده حکایت بدل
رسانید دل عاشق شد عاشق وصال را اهتمام و کمال فجاة و جملة خواهد
معشوق حکیم اگر مراد اش یکبار دهد دلش تحمل آن ندارد درین ساعت
این شهباز مقلوب کلوه بر سر نهد و تصحیف قبا در بر کشد بامن امان
گراید آسوده و فارغ ماند و معشوق را بدین رضا نه عاشق در هوای مراد
چون شکره شهباز پرواز کند اعجوبه دگر صعوه از ان طرف برد فَالْتَقَمَهُ
الْحُوتُ سازد عاشق را هر که نشان خانه معشوق پرسد اگر در مغرب
بود او نشان بمشرق دهد عاشق بمعشوق آن محرمیت سازد افتراق
واحتراق را صورت تصور نتوان کردن معشوقه خواهد بمصلحتے که اوراست
قدحے از خم اندوه و غم چشاند عاشق را احضار آرد روے از و گرداند
جمال تجلی بدیگران بخشد زهے عذاب مصراع

هر چه خواهی بکن اید وست مکن یار دگر

این تدبیر هم باشد یا وے حکایت کند غمازے سخن چینے را فرماید در گوش او
رساند که با دیگرے ساخته است عاشق دوست معشوق را دشمن دارد
عاشق آرزو برد چندروزے نشنید و بعد آن لختے بصلح و آشتی شده ن نشنید
عاشق و هم زده مردیست هر چه عاشق مبتلائے آنست جز هست متلاشی
نیست عاشق را پرس گرفتاری تو با چیست عشق بیهوده کاریست
و مرد عاشق بیهوده کار یکے گوید گرفتار رفتار فلانم این رفتار بکدام
گرفتار در آید نه آنکه بیهوده کاریست عاشق را پر تو صورت قدس

زد او باوے نماند آمد و رفت این مرد از و خبر نبرد و ہیچ باقی ماند آن وہم
بجاے کشد جز جان از تن نبرد عاشق یقین داند خواہان کسے کہ دل
ہست اگر انکار ورزد متضمن چند اقرار باشد و اگر خشمے نماید امیدواری
صلحے نماید ہم کہ شود لیکن من قبل از دور سلام علیکے بخشش نبود این دم کہ
آن خشم فتنہ لصلح آمد ہر آئینہ رسم کار چنین آمد نیست از کنارے و دست
بوسے و پا بوسے خالی نبود و لا اقل من کل قلیل و زمین بوسی این خشم
باآشتی آورد و آن بعد بقربت کشید آن ہجران بوصلت رسید عاشق چنانچہ
خود را دوست دارد کسی را اندازد و عاشق خود خواہ باشد عاشق خود بین باشد عاشق خود نما
باشد پر و بالے است کہ از عیوق گذرد عاشق گسستہ دلے فروفتادہ کہ از
قعر قعیر گذرد عاشق در دریاے آشنائی میکند کہ ہرگز ساحلش نمی بیند عاشق
آشنائی کند اما دریا آشنا نشود عاشق در بند کسے نشود عاشق پند گوید وے
خرابی فرماید عاشق پند گوید وے در بند کند عاشق پند گوید ہر بندہ را بندہ
سازد عاشق پند گوید مردمان را در خندہ آرد عاشق پند گوید مردمان را گریہ
گراید عاشق پند گوید رند لوند را دلپسند افتد عاشق پند گوید زاہد و عابد را
ارجمند میکند عاشق پند گوید عارف و مقربے ابخویش و خویشاوند کند عاشق
پند گوید مردہ را زندہ کند عاشق پند گوید زندہ را کشتہ سازد عاشق پند گوید
ہمہ را دلپسند کند عاشق پند گوید جان و جہان بران اسفند شود عاشق ن دلبند
را چندین ہم باشد کہ عشق با دیگرے بازد و اظہار میل و محبت و اختیار ملامت
از پے دیگرے بخشد نخواہد معشوقہ را بدین عیب طعنہ نرسد نخواہد کسے
داند کہ در جہان یکیست کہ شخصے بدو دل دادہ است خاطرش افتد
بعضے چگونہ کسے او ست عاشق را این سم قاتل بود بسا باشد خواجہ کنیز ن رست

در عاشق بود اعجوبه کارے بلیست این آنرا که می باید پرستید پاگرفتن
باید ابریق در خلا بر عاشق را استوار ندارند عاشق دزد باشد شب گذر
شد عاشق تارک دنیا باشد عاشق طالب دنیا باشد عاشق خوب روے
باید عاشق خوشخوے باشد عاشق فصیح کلام باید عاشق شیرین زبان
شد عاشق چرب زبانی بسیار کند عاشق شکر خدا بسیار بجا آرد عاشق در
ن بلیات بسیار صبر کند عاشق مقامات سلوک را نکو داند عاشق گوید
در دعوی عشق صادق نباشد که بر جفاے معشوق صبرے نکند دو می
باید حرف صدق او در قدم عشق درست منقش نشود اگر در بلاے معشوق
شکر نگوید معشوق میفرماید نام او از دفتر عاشقان صادق محو بود اگر تلذذ با بلام
و ضرب معشوق نکند متحققے فرماید در دار الضرب صدق مُهر وجود او را سکه بنام
او نزنند اگر در قهر و ظلم معشوق احساس شورے باشد هر دو بز بلند همتش
را و نیست هر قوم هر طایفه را بر دو بزبان زنند بیچاره رذیل گویان خواری و زاری ۱۵
را پر او عشق چلیپاے عظیمے زد و آن کیست که حکایت بر و نتواند گفت اینجا
تدبیرے جز این نیست -

من مات عشقا فلیمت هکذا لا خیر فی اموات بلا عشق

عاشق بے نیاز باشد عاشق با نیاز باشد عاشق غماز باشد بسیار باشد
عاشق هر دکه قواده صفت بود بهر رو با هر یک همین صفت معشوق میکند از چندین
که او صفت پیش ایشان کرد یکدو دے را البته دغدغه طلب بر سر افتد
این عاشق چنین حکم کند تماشا این بود معشوق پریشان و فاحشه گردد امید دارد
میان آن چند هوا پرست یک او هم باشد عابد ظفر بر مراد هر یکے را خواهد قوت
عنقا اجل شود بعد از نیاز پیشتر باشد عاشق یکتا باشد عاشق

همتا ندارد عاشق که گهی خود را مستان سازد حضرت معشوق دست و پای
اندازد اگر برضا رود رنج خورد ورنه عذر با خود دارد ستم از خود چه خبر و اگر نه من کدام
کسم چه کسم مرا با این حضرت چه نسبت بی ادبی عاشق در حضرت معشوق بدان
ادب ایستد پرنده بر سرش نشست اگرچه حرکتی کند پرنده برود بدین سکون
بدین قرار و قرار شرط ایستاد آن حضرت است عاشق مقامر باشد ولیکن همه وقت
دغا بازد عاشق را اگر مقامرت با معشوق افتد فرح و خوشی او را خوش دغای
می بازد چه میکند می گذارد تا هر بار او فره رود و او را بدین لطف فرح سازد پس
آن او را با این همه بجود در کشد عاشق گدای هم پیشه گیرد هر بار گاه و بیگاه
بر در معشوق بگدای رود با آواز بلند با آهنگ لطیف مدح و ثنا و دعا را او
کند او گوید چیست گیست گدای بر کاله رقعه التماس دارد اگر تو وقتی این
گدای کرده باشی این سخن را از وقتی گیری عاشق لعاب شوده گر هم شوو بازی
کند همه نظاره شوند درین عیده نظری تیزی بر مرادی یا اشارتی
و بشارتی لحظه و غمزه درست ترتیب تر آید عاشق پیش معشوق چو مرده بود
پیش غسال این عاشق از این معشوق با هیچ برخورداری نیاید با همه او برای
او باشد عاشق ستمگر هم باشد که گاه گاه ستمگری تدبیر کار هم می شود عاشق
معشوق را بتر سازد هم گوید تو بمراد من نه ترا رسوا خواهم کرد او فرماید من آن
بدنام فضیحت نیم که بگفت هم چو توی گردید ناحی بدامن حضرت ما رسد اما
این قدر باشد فرمایم ترا سنگسار کنند عاشق باشد بنامی با ثری بگمانی
راضی شود بدان قرار گیرد چنانکه از وی باز ماند این عاشق محروم باشد
از عین لذت وصال عاشق اقل الناس باشد هیچ ذهن تو بدان رسید که
عاشق برای تدبیر وصال چه شیوه بازی کند و چه تدبیرها انگیزد که

جملہ عاقلان در تدبیر او عاجز باشند کمترین شیوہ ہا این است با معشوق
آنچنان خود رامی نماید کہ ہیچ غرض ندارد اگرچہ گویم جاے گفتار نیست
این حکایتہا نیست کہ انموذجے و نمودارے ست ایمان و اری رسول اللہ
اعقل الانبیا و اعقل الحکما است و خطاب ہست طاب چیست بدان عاقل
و لبیب نمود عاشق نظر ہیچ بر راستی معشوق نیست ہمین کژی بیند و آن
ن کژ دلبر دلبری او جز بدین کژ سازی و شیوہ بازی نیست مسکین خوب طبع
نکو وقوفے برین سر یافتہ است میگوید بیت

ہرگز نگار طرہ ہنجار نشکند تا بار عشق پشت خرد زار نشکند

عاشق میدانی فراخی ندارد عاشق در مضیقے افتادہ است جنبیدن
را مساغے نماندہ است عاشق با دل کار ہر چہ دستش رسد در تدبیر
حصول مقصود تقصیرے نکند پس آنکہ البتہ ممتنع الحصول بیند بعد ازین
میان دو چیز یک چیز پیش آید یا غیر آن و عذر آن صحرا و بیابان وادی
ن حجرہ بیدادے و کوہ پر اندوہ یا حجر در حجرہ سر را بہ روے سیہ کردہ افتادہ نخواہد
روے کسی ببیند در دبردرد و توشدہ است غم بر غم در ہم گشتہ است
ہمین تلخی و ہمین سوز قوت و غذاے اوست چنانکہ عاشقے باشد بعد
طلب و مقاسات مشتاق طریق بسر رسیدہ ہر آیینہ باغ در باغ گشت
صحرا و تماشا امصار امر و زہر دو یکے اند دوی در میان نماندہ است
یا در صفہ و طاق یا در حجرہ و رواق یا سر را بہ ہمہ موافقت و در ہا محکم
بستہ رقیب مردہ دلالہ بیکار شدہ اگر بادے در جہان بزد بلائیست
ن انضمام بر دلش دیگر برا میان این دو اگر حکیم خواہد کہ اثبات خلاء عقلی کند جز باتہام
این دو صحیفہ نباشد مساغ یک را عاشق معشوق را با زیور یا لباسے

زیبائے روشنے بیند چشم سرمہ کشیدہ خواہد سوار و خط و خال را در نغمات و الحان طلبید ہمیرین قیاس باقی پیرایہ و لباس بر ہنگی اش بپوشد بسیار اید نظارہ کند عاشق بسیار خندد خندہ او گریہ بود گریہ او خندہ باشد عاشق معشوق را باستغنا و جلالت و عظمت طلبد تا لذت عجز و زاری ذلت و مسکنت و بیچارگی گیرد شنیدی بلال با عمر چہ گفت تو خواجہ و خواجگی شناسے ما غلامانیم ذوق دل عبودیت ما دانیم عاشق آرزو دارد کہ ہمبستر معشوق باشد و اگر ازان پستر بستر کند ہم زانوش شود و اگر ازان دور تر استاند ہم از دور نظارہ کند و اگر ازان خانہ و ازان سرا بیرونش کنند گوید بر در نشینم اگر از خانہ برانند و اگر از بودن بر در بار کنند یکے از ساکنان کوے معشوق باشد و اگر آن میسر نشود یکے از مقیمان آن شہر باشد جلا فرمایند ہر جا کہ باشد روے بکوے معشوق باشد و اگر آن میسر نشود یکے از مقیمان آن شہر باشد با سکان کوش درسازد گاہ بیگاہ گذرے کند و اگر ازان شہر ہم جلا فرمایند ہر جا کہ باشد روے بشہر معشوق آرد و اگر ازانش ہم باز دارند از خیال و ہمال وار شہود موہوم کہ بازش دارد حاصل سخن اینست معشوق بے عاشق نہ عاشق بے معشوق نہ عاشق را دو حالت مبارک تر باشد گہے وصال گہے فراق ہم لذت وصال بہ بلغت کمال بعد افتراق ساعت او ساعتین اینجا عاشق را یک مشکلیست معشوق عاشق شود رود ہر ہوسے و آرزوے ہر نفسے کہ داشت بقہر خویش راند عاشق را ممکن است کہ امتناع آرد اینجا کار بیچارے کشد کہ عاشق رہ گریز طلبد آن ہم میسر نہ جہان دل را خیال جمال معشوق احاطتے و شمولے کردہ است کہ نفسے ازان فرجہ جستن میسر نہ عاشق از نغمہ و الحانے و سرودے و فرغانہ خالی نباشد البتہ نظمے و نثرے بشنود

ویادش گیرد و بعضے از آنہا ورد وقت خود سازند عاشقے چنین ہم کردہ است
صورت معشوق را بر صحیفہ نگاشت یا از گلے و سنگے و چوبے و زرے و نقرہ
صورت پرداختے ہمہ روز و ہمہ شب نظر بدان دارد بدان تسلی کند عاشق
شب را دوست دارد کہ بزلف معشوق ماند عاشق شب را دوست دارد
از انچہ طرفے خفی بسر است عاشق شب را دوست دارد ہوا تاریک میان
دو نفرے چیزے رود کہ ہیچ یکے از ان شعور نیابد میان این دو نداند کہ
یکے را با دیگرے چہ رفت و عاشق ہمہ وقت از دل بسند خویش گلہ مند باشد ن پسند
عاشق تو مسلمان است ہرچہ کند عذر پیش آید کہ ہمہ از سر نادانگی بود ہنوز
شریعت عشق را تعلیم نکردہ است مسائل دلداری نیاموختہ است ہنوز
کودک است باش تا بالغ شود بمبلغ رجال رسد عاشق را با معشوق
جملہ ہم شود خورد و بزرگ کہ ہمہ آشنا و بیگانہ دوست و قرابت جمع آمدہ
با ہمہ اعزاز و اکرام با ہمہ آراستگی مجلس فاخرہ و طیب و روائح بار و شنائیہا
و مشعلہا و شمعہا و چراغہا افروختہ گرد آوردہ و از ہمہ حرکات و سکنات
او را باز داشتہ بیارند در بر عاشق نہند تحفہ دگر ہر یکے دستکے و دفے
میزند و خندہ میکند و نغمہ و سرودے بر میآرد خہ خہ حجب و استار را درہم
برہم میگیرند او را اہتمام او بدو حی سپارند خہ خہ چنین ہست آہ کسے را بود
و باشد و شود اللّٰہم اللّٰہم عاشق مزید حیات او جز بخیال معشوق
نباشد عاشق بمیرد و ہم دلش حزید ردوسوز نبود یکے عاشق بر جمال
مطلق شود یعنی ہر جا کہ خوبے و خوبروے شوخے و شنگے و ہر جا کہ باغے
و صحرائے و ہر جا کہ صفائے و روحے بیند البتہ یک نظرے تیزے
گلگذار و قوتے تماشے و … چنانکہ نظر بازان گویند بیک

ن آزادن

لحظ شش ما ہہ قوت گرفت عاشق پیشہ جوان باشد بلکہ عیاں عنفوان و اگر میان
عاشق پیرے بلبنی بدانی کہ او در عاشقی پیر شدہ است استاد جوانانست
عاشق رقص بسیار کند و دوران پا کوفتن و تیر گشتن و آہ زدن و سینہ کوفتن بسیار
درد او را تسلی و درمان باشد عاشق مبتلائے سماع باشد و اگر میان عاشق
و معشوق چیزے درمیانست عاشق سماع شنود سماع عاشق را رہ صلاح
آموزد عاشق را سماع ہمچون روغنے است بر تابہ سوزان روزے باشد
میان عاشق و معشوق سلام علیک گفتے و شنیدے نالۂ و آہے درمیان
نگنجد عاشق کمر شکستہ باشد اگر معشوق تکیہ ندہد ہمین کہ دو تو شود عاشق
آرزو دارد کہ معشوق استعمال مخدرے کند ساعتے بخوشی و خرمی گراید
مگر درین اجابت سوالے شود امیدے برآید عاشق خواہد کسے معشوق
او را پیش او سبے گوید و عیبے کند تدبیری سازد مگر دلش صبر نتواند کرد
و جانش تسلی تواند گرفت عاشق را حجت نظارہ است ہر دم بتجربہ
گفتند ہر قطرۂ خون کہ از عاشق بر زمین چکد درست نقشے بنشستہ
معشوق بر آید چہ باشد عاشق با معشوق یکے شد لحم و دم گشت و اگر این
باشد از ان نقش این مفہوم شود کہ من فلانم تا آنکہ نام بنام اتحاد ست لحم
بلحم و دم و دم اجتماع است عاشق نام معشوق سرودے ہند و وغزلے
بگوید نکو تدبیر ہست این بسیار خوبان خوب طبیع را ہم دام شدہ درین دام
افتادہ اند عاشق خود را مردہ سازد و دندان بر دندان نہد دم گیرد افتد
آزمونے می کند کہ بدانی کہ چہ حد چہ اندازہ با من دارد دلش خواہان
من ہست یا نہ بود من شادمان و بفوت من غمگین ہست یا نہ عاشق
خود را بستم رنجور سازد امید دارد کہ معشوق بعیادت آید لقاء الخلیل

آزمودنی

شفاء العلیل است گفته اند وے آن علت از خلت باشد عاشق اگر
در وصال البته لبسته بیند سفر گزیند در سفر درد کم نمی شود ولیکن مشقت
سفر معادلا می شود تمام او را پدر دبودن نمی گذارد عاشق در فصل بهار
سودائے وصال معشوق بیشتر در سرش افتد شوق هر روزه ترقی برود قلق
و اضطراب از حد احتساب گذرد عاشق در بهار دیوانه هستے پرخمار باشد
و در هوائے ابر و باران نیز همین صورت لطنازی و شیوه بازی موج
عشق درین دو فصل بعیوق رسد و عاشق را در تغلبات دارد عاشق
افسانهائے عشق و اسمائے محبت بسیار گوید و شنود عاشق شب یلدا
قصهائے دراز دراز پیوندد و غزلیاتے صحیحے کند در خفایا در زوایا معشوق
مدخلے جوید درآید شست او جز تقلب هیئت بدان باشد سینه میگرداند
بر زمین می زند پس آن سینه بالا میکند پشت بر زمین میزند همبرین
تقلب و اضطجاع ازره نادانے درآید همه خس و خاشاک و خار را
بر سینه و سر گیرد پس آنکه درآید اگر مقصودے میسر شد فَقَدْ فَازَ
فَوْزًا عَظِیْمًا۔ و اگر نه هم ازین درآمد و برون شد اینچه کارها
سزد و چه غرضها برآید و چه نامے با ننگے بیش دوست او او را باشد
دام عشق را ملواحی باید عاشق با معشوق گوید وفادارم من
حسب و نسبم پدر من چنین کسے و مادر من چنین کسے جد من چنین
کسے من در عمر خوردم و از بسیار جوانان خوبتر و چالاکتر و زیباترم
عاشق معشوق را گوید قدرے سرمه در چشم کش او گوید دریغم آید
میل در چشم رود آن پلک بر پلک نهم لیکن این از تو محقق شد که ترا
نظر بر حسن بانیست تو مبتلا ر زمانه تو مردک صورت پرستی عاشق خود را ستم

ن آمد

نیز

در محنت و شفقت دارد بزور خویش سینه میکوبد مقراض دست گرفته
لب خود می برد واگر پیش چه زاد گوید معشوق بجلال و جمال بزرگی بزاری
نموده است مرا تاب آن نه بخود بازآیم مگر او را بر من رحم و شفقت
افتد مرا ایمن گذارد و عاشق راه امیدواری کار خود را قصه نکند واگر
نه ازین حدیث حادثه ظاهر شود خلاف مراد او باشد واگر باوے کسے
وہم امیدے می پرداز حسد و غیرت که نکند عاشق را ہیچ حجابے غلیظ تر
و سیاه تر و دور دارنده تر از مقصود از جاه نیست جاه خواه از آن
پادشاه خواه پیغامبر خواه شیخ مرشد این سه قوم با سوز و درد میرند و ہرگز پیدا
نکنند و اگر چنان زور آرد که البته بر مجنون اظهار طلب مرادے کند اما بصفتے
که خود ہم از آن طلب لذتے نگیرد این سه طائفه یا عین عشق اند عشق ایشانرا
خورده است ایشان عشق را خورده اند تحرز و تمکین نقد وقت ایشان
است بود و جود ایشان عین شهود عشق است عاشق معشوقه را شرمنده
خواهد عاشق معشوقه را منت خواهد عاشق معشوقه را محتاج خواهد عاشق شیر
مرد باشد عاشق شجاع باشد عاشق خود کام باشد عاشق نه انجام کار نبیند شید
عاشق پے عاقبت کسے باشد عاشق چون پیر شود سخت شکسته دل گردد
عشق متعدی است لازم نیست یعنی دلے هر شخص را دوست دارد اینکه
از دل او میلے و رغبتے طرف او بجنبد ہرگز نباشد الا طال شوق
الابرار الی لقائی وانی الیهم لاشد شوقا فرد

گر در ره عشق قدم بصدق نہی   معشوقه باول قدمت پیش آید

عاشق مسحور ہم باشد نشان مسحور چیست که موجب گرفتاری او ہم بروے
پیدا نباشد عاشق پیشتر چاره باشد عاشق مرد اختیار باشد عاشق

مرد هر کار باشد عاشق را حرف جز از لب و شوق نباشد عاشق از هر کار بیکار
باشد عاشق کبوتر باز باشد کبوتر را بهوای دل می‌پراند آن نشان معشوقه باشد
او میداند بدین هوای دل کیست که پرواز کرده است همین زن لعبت
بازی هم کند نشانی نیست میان این و نفر تو ندانی که کبوتر می‌پرد این جان
و دل شکسته نیست که بهوای تو پر و بال گسترده است و عجب نباشد که همه پرش
طیران گسسته و شکسته افتد ناگهان چنین اتفاق هم شود که کبوتر بر بام
معشوق فرود آید خواهد دانه و آبی آنجا چرد عاشق را اینجا یک تدبیر خوشی
است می آید پر در می آید فریاد برمی آرد که کبوتر من اینجا فرود آمده است
برای خدا باز دهید و چنانچه رسم معشوقست می‌ستیهد من نشنیده‌ام بالله و الله
مرا خبر نیست کبوتر را اینجا چه گذر و در خانه من چه نسبت که فرود آید آخر الامر کار بدین
کشند که بینها صید بندی شود ابسته بهر بهانه آمد شد گفت و شنود و فنقی
مهینه؟ زدن یک را نشانه کردن گردانیدن اکنون نظاره کن عشقبازی فرضیه شد پیرا دل

ای محمد حسینی هرزه‌گوی بسیار پیش گرفتی عنان سخن را

ن هروی گرد آر زبان را درکش توسن نفس هرزه‌ای بسیار پیش گرفته است برین سخن
ختم کار کن منتهای عشق بدینجا کشد عاشق ره روی نداند عاشق سر کار
نداند عاشق در بند دینی نباشد عاشق را از کسی بیمی و امیدی نباشد
عاشق از بهشت و دوزخ نترسد عاشق خدا و مصطفی را نشناسد عاشق
خود را گم کرده بود تو بدان اگر بقای وجودی تصور توان کرد بگو که چه بود بیت

کی باشد ما نه ما جدا مانده — من و تو رفته و خدا مانده

فتمّت کلمة ربک صدقا و عدلا

تم الکلام من تصنیف سید محمد حسینی گیسودراز

حافظ محمد حامد صدیقی
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ نے
انتظامی پریس حیدرآباد
میں چھپوا کر دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ

قیمت کتاب